

# فہرست المسائل القویۃ لدفع الحیل

HL  
۶۹

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	سبب تصنیف		
۵	سائل کے سوال سے سائل کو الزام دینا اور سوال کا پلٹنا +	۱۶	جو ازراست تقاضا عن کل الصحابہ صحابہ کے زمانہ تک منحصر نا بعد او کے ائمہ ربیکا اتباع واجب ہونا +
۷	قتل و نیات صحاح شہ کے تقلید شخصی کا جاری ہونا +	۱۷	مذہب جدید کا رد ہونا - ولہذا بیوٹکا کافر ہونا غیر مقلدوں کے تقریریں غیر مقلدوں کا فاسق و ضال و مبتدع ہونا +
۸	سائل کے سوال سے سائل کو انقضی ہونا اور بدلیل خیر القرون فی تقلید ائمہ اربعہ کی افضل ہونا - اور فی زمانہ کے عالم حسی کی تقلید میں گمراہی ہونا	۱۸	حالت مجبوری میں فاسق کے پیچھے ناز و ست ہونا اور حالت اختیار میں اسکو امام نکرنا بلکہ تحقیر کرنا -
۱۰	سائل کا سوال سائل پر پلٹنا اور جواب دندان شکن پانا -	۱۹	فی زمانہ مجتہد مطلق کا وجود غیر ممکن ہونا
۱۱	الاسناد من الدین الخرمین لکن کرنا	۲۰	فصل دوم
۱۲	سبب سند کو دین سے نہ ہونا +	۲۱	نقل اشہار مولوی محمد حسین صاحب
۱۳	ستفق علی حدیث کو عمدہ ترین حدیثوں کے ہونے کی سند بے سند ہونا -	۲۲	جواب اشہار بطور اصول
۱۴	سائل کا سوال سائل پر پلٹنا -	۲۳	موضوعہ سات گذارش میں -
۱۵	اجماع کا بیان مع دفع دغل	۲۴	پہلی گذارش میں سائل کے سوال کو
		۲۵	سائل پر پلٹنا دنیا سے وعدہ انعام + دوسری گذارش میں حدیث صحیح کا وعدہ



صفحہ	مضمون	صفحہ	تفسیر
۵۳	اب ہیکہ مناسب ہی کہ امام صاحب کا	۷۷	تنبیہ
	اتباع کرنا -	۷۸	جواب اعتراض
۵۴	امام صاحب کے استنباطات کو صحیح جاننا	۷۹	عوام غیر مجتہد پر اجداد کے تقلید کے
	ان کے مقابلے میں عیرون کے طرف		واجب ہونیکا ثبوت -
	التفات نکرنا -	۸۱	تنبیہ قابل حفظ
	عدم رفع دینی کا ثبوت -	۸۲	دقیقہ قابل دید
۵۶	جواب اعتراض -		ظہر کا وقت دوشل تک باقی رہنے کا ثبوت
۷۷	دفع دخل - اور اعتراض -	۸۴	تنبیہ -
۵۸	جواب - پر جواب اعتراض -	۸۵	جواب اعتراض قابل دید
۵۹	آثار عدم رفع دینی کا -	۸۷	مسلمانوں اور پیغمبر جبریل عم کا نفس ایمان
۶۲	تاریخ حیات و موت طحاوی و زیلعی کی +		مسادوی ہونا -
۶۳	امام محمد اور ابن تیمہ کی موت کی تاریخ	۹۱	ایمان کے دو معنی ہونا -
۶۴	تنبیہ کا امام صاحب کے جوڑو ثبوت	۹۴	قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونیکا ثبوت -
	عیب کو ٹھہرا جاننا کر دیکھلانا - اور اپنے	۹۵	حدود کا اثبات بہہ منہد ہونا -
	گانیکے عیب کو چھپانا -	۹۷	کحاح محرم کے وطنین حد نہ لگانا امر متروک
۶۵	نماز میں خفیہ آئین کہنے کا ثبوت -		ہونا -
۶۹	طرفہ غیب لطیفہ عجیب -		مختصر قصہ زنا حضرت ماغرہ کا -
۷۰	نماز میں زیناف ہاتھ باندھنے کا ثبوت	۱۰۰	تنبیہ سورہ اویانہ -
۷۱	دفع دخل اور انوکھی ہونی روایت ابن	۱۰۱	وہ درود کا ثبوت -
	خزیمہ کی -	۱۰۸	ایقظا
۷۱	خلف الامام مقتدیو کو قرأت نہ پڑھنے کا	۱۰۹	شرع میں تخمین کا بھی دخل ہونا -
	ثبوت -	۱۱۰	مختصر نقل باپوری صاحب کی -
۷۶	جواب اعتراض -	۱۱۳	حدیث تلبین کا مناظرہ -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۲۶	تشریح جدید ہونا -	۲۰	افراط تفریط و موخین کا - اور سمانین کا	
۲۶	فی زمانہ حدیث صحیح تحقیقی کا	۲۱	قول بھی حدیثوں میں شامل ہو جانا +	
۲۷	مثل عقاق کے مفقود ہونا -	۲۲	چھٹویں گزارش میں ایک سو ساٹھ برس	
۲۷	ابن حجر عسقلانی کا سب قسم کے		کلمہ بشریٰ بخیر کا زمانہ رہنا بعد دو سو برس کے	
۲۷	حدیثوں کی نسبت مروود و مقبول کہنا سوا	۲۳	ارمان بشریٰ اللہ شرع ہونا +	
۲۷	حدیث متواتر کے اور حدیث متواتر کا	۲۳	امام صاحب کی پیدائش ۶۱ یا ۷۰ یا ۸۰ میں ہونا	
۲۷	وجود ثابت ہونا - اور محدثین کا صحیح	۲۴	امام بخاری سے کی پیدائش ۱۹ میں اور باقی	
۲۷	وعدم صحیح کہنے کا قول امر اضافی ہونا +		محدثوں کے بعد دو سو کے ہونا +	
۲۹	تیسری گزارش میں امام صاحب کے	۲۵	امام صاحب کی تدوین یا خیر القرون میں واقع ہونا	
۲۹	مسئلہ حدیث صحیح کے حدیثوں	۲۵	صحاح کی تدوینات شر القرون میں ہونا +	
۲۹	سے معتبر تر جانینی قلت -		دفعہ داخل	
۳۲	چوتھی گزارش میں امام صاحب کے	۲۵	ساتویں گزارش میں - اخبار احاد پر صحاح	
۳۲	مسئلہ حدیث صحیح میں بنیاد پانچوں		وغیرہ کے عمل کرنا بالیقین درست ہونا	
۳۲	سب سے باطل سمجھنا - جمالت و بلاوت		بدلائل شستی	
۳۲	ہے اور صاحبان صحاح کا غیر عرب ہونا	۲۹	لانڈھوں نے جو جو کتابیں حنفیوں کے	
۳۳	پانچویں گزارش میں ہر کسی کو اپنے بول		رو میں صحاح کی خبر احاد کے تکیہ پر لکھی ہیں	
۳۳	بالا رہنے کا خیال ہونا -		خصوصاً فتح المبین و ظفر المبین کا مروود ہونا	
۳۵	امام بخاری سے کا کچھ حال جس سے امام صاحب	۵۰	جواب اعتراض +	
۳۵	سے عداوت رکھنا ثابت ہے -	۵۱	جواب اعتراض قابل دید +	
۳۸	اکثر محدثین اور مؤرخین کا شافعی ہونا	۵۲	بخاری اور دیلمی کے درمیان پہلو پڑھنا	
۳۸	ہونا مع تاریخ حیات اور موت انگلی +		بخاری کا قبل ابرس کے صحیح بخاری کی	
۳۹	قاعدہ جہان کعبین امر حق کو چھپانے سے گنا		تالیف کرنا +	
۳۹	دلہا اسکا اقرار کرنا ضرور پڑھنا +		مسلم کا ایک برس کے سن میں حدیث سما کرنا +	



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۶	ف قرأت خلف الامام کا منفع ہونا	۱۶۹	میان صاحب کی دلیل سے میان صاحب کو الزام دینا -
۱۵۷	دفع دخل بوجوہات شتی قابل دید	۱۷۰	احد الاقوال کے صدق سے دوسرے اقوال کا کذب لازم آنا -
۱۵۹	بلکہ قابل حفظ -	۱۷۰	دوہم کہنا ابن شاہین کا خود دوہم ہونا -
۱۶۰	تنبیہ قابل دید -	۱۷۱	حضرت جابر رضی اللہ عنہم کا ہم نام سیکرٹون صحابہ ہونا -
۱۶۱	اعتراض قوی -	۱۷۱	مستدوار زمی کا معتبر نہ ہونے سے صحاح کا ہے
۱۶۱	جواب شافی بدلائل قوی - یعنی معیار کا تخطیہ کس خوبی سے کیا گیا دیکھو	۱۷۲	مستدوار زمی کا وجود و اعتبار معاذین کے کلام سے بھی ثابت ہوتا ہے
۱۶۲	ابن طاہر کی عبارت کا تخطیہ -	۱۷۳	جواب اعتراض مع وجوہات شتی یعنی میان صاحب بی جن جن بزرگون کو ائمہ اربعہ کے ساتھ برابر کر بطلان حصر مذاہب اربعہ کا ثابت کیا تھا ان لوگوں کا خود مقلد ہونا ان کے کلام سے ثابت ہونا -
۱۶۳	امام صاحب کی تابعیت کی شہادت مقبول	۱۷۳	امام اعظم مع و امام شافعی مع کا مذہب قبل امام ابو ثور کے مدون ہونا -
۱۶۳	نہوئی سے کل صحاح کی حدیث بطریق اول قبول نہ ہونا - لازم آنا -	۱۷۳	ابو ثور کا زمانہ قبل صاحبان صحاح کے ہونا -
۱۶۳	باوجود ثبوت اصحیہ بقرینوں کے ثبوت لکننا حق کو نامتجاننا -	۱۷۵	مساوات بعضی سے مساوات کلیہ حقیقہ ثابت نہیں ہو سکتی ہے
۱۶۳	قولہ ولم یلق احدا کا بطلان -		
۱۶۶	جواب سوال -		
۱۶۷	تولد کان فی ایام ابی حنیفہ اربعہ من الصحیح کا بطلان -		
۱۶۷	تنبیہ قابل دید -	۱۷۴	امام اعظم مع و امام شافعی مع کا مذہب قبل امام ابو ثور کے مدون ہونا -
۱۶۷	ابن خلکان نواری و بیاضی و ابن طاہر علی القاری کی موت کی تاریخ -		
۱۶۸	اکثر حنفیوں کا بلا تدارک عبارت غیر مذہب کا نقل کرنا -		
۱۶۸	جواب شافی اعتراض قوی کا -		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۴	حدیث قلعین کی تضعیف	۱۳۴	امام صاحب کی تابعیت کی دلائل علی وجہ النکاح ثابت ہونا۔
۱۱۵	چالیس اور درود کا پانی ساوی ہونا مع مناظرہ و دیگر خوبی یا۔	۱۳۵	کتاب اصابت سے تابعیت کا ثبوت۔
۱۲۰	حدیث بی البضاعہ کی گفت و گو۔	۱۲۶	پہلے طبقہ کے صحابیوں کا ذکر۔
۱۲۱	قاضی خاندی رع کے نسبت ابن حجر عسقلانی بیہقی و نائی کا بذکر ہونا اور جواب دندان شکن پانا۔	۱۳۸	ایضاظ۔
			دوسرے طبقے کے صحابیوں کا ذکر۔
		۱۲۰	ایضاظ۔
			تیسرے طبقے کے صحابیوں کا ذکر۔
		۱۳۱	ایضاظ قابل دید۔
		۱۳۲	چوتھے طبقے کے صحابیوں کا ذکر۔
		۱۳۳	ایضاظ قابل دید۔
		۱۳۵	تقریب التہذیب سے تابعیت کا ثبوت۔
			طبقہ اول کے صحابیوں کا ذکر۔
			ایضاظ۔
			طبقہ ثانیہ کے صحابیوں کا ذکر۔
		۱۳۸	ایضاظ۔
			طبقہ ثالثہ کے صحابیوں کا ذکر۔
		۱۵۰	ایضاظ قابل دید۔
		۱۵۱	طبقہ رابعہ کے صحابیوں کا ذکر۔
		۱۵۲	ایضاظ قابل دید۔
		۱۵۳	شرح مشکوٰۃ سے تابعیت کا ثبوت۔
		۱۵۴	ایضاظ۔
			لچھارم
			جواب سوالات متفرقہ غیر مقلدین کے بیان میں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۶	سوال دوم کا جواب قابل دید۔		نکاح نذینیکاثوت
۲۰۸	سوال سوم کا جواب -	۲۶۲	اس خاتمہ میں مولوی نذیر حسین صاحب کی توبہ نامہ کا بیان -
۲۰۹	سوال چہارم کا جواب مع دفع	۲۶۶	مولوی محمد حسین لاہوری کے خط کا جواب
۲۱۲	حدیث متخالفہ صحیح بخاری		نور الانوار کے طرف سے -
۲۱۵	روایات متخالفہ صحیح مسلم	۲۶۹	اوس خط پر فقیر کا تخطیب کرنا -
۲۱۸	روایات متخالفہ تیسرے اصول	۲۷۲	نقل توبہ نامہ -
۲۲۲	روایات متخالفہ مشکوٰۃ -	۲۷۴	اعتراض کرنا غیر مقلد کا اسپر اور جواب
۲۲۷	ایقانہ قابل دید -		پہلے صواب پانا -
۲۲۵	مقلدین کی بشارت -	۲۸۰	فتوٰ عمدہ قابل دید -
۲۲۶	کلی صحاح غیر حنفی کی کتابتین	۲۸۲	تحریر واعظانہ مستخرجی کے طرف سے
۲۲۸	بوجوہات شتی عمدہ دندان شکن	۲۹۰	تنبیہ
	جواب اس نقل کا جو شوکانی نے	۲۹۲	تحریر مستخرج بجا ہستفائی رضی اللہ عنہ
	نے چار سے زیادہ نکاح کرنا	۲۹۶	فتویٰ ہندی بیکہ قابل دید
	حلال لکھا -	۳۰۰	تحریر واعظانہ مستخرج کے طرف سے
۲۳۵	تنبیہ -	۳۱۱	تقریر علیہ علمی ہر دیا قابل دید ہے
۲۳۶	بلا غدر دو وقت کی نماز کو جمع کرنا درست نہیں -		تمام شد فہرست مضامین
۲۵۲	عیدین کی چہ تہ نگہیہ کا ثبوت		
	سیاہیل ہی کے تقریر سے ثابت		
۲۵۶	وتر کی نماز تین رکعت نہونیکاثوت		
۲۵۶	فقہ انجری کی بی بی کو چار برس کے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۶	مجتہد مستقل سے مجتہد منتسب مراد ہے نہ مجتہد مطلق۔	۱۹۴	جو لوگ مذاہب اربعہ کے خارج ہیں ان کا بحسب حدیث متبرع و ضال ہونا۔
۱۷۷	امام بخاری کے شان کی گفت گوئی۔	۱۹۷	بسطر ح سے ایمان تصدیق بکل اجاء ہر الرسل ہمیر واجب ہی اوسیطر ح سے ایمان تصدیق بکلام اللہ ہی واجب بدلیل نصوص۔
۱۷۹	ابطال حصر مذاہب اربعہ کے دفعیہ کی گفتگو۔	۱۹۷	بسطر ح سے باجارت بہ لانبیاء پر مع اختلاف شرائع۔ طعن کرنا درست نہیں سدیح فیما استنبطہ اللہ پر ہی طعن درست نہیں جسے امام صاحب کے مسائل مستنبطہ کا انکار کیا وہ کافر بنا۔
۱۸۰	معیار کا تخطیہ۔	۲۰۰	امام صاحب کے طاعتین وغیرہ کا فائز و فاسق وغیرہ نکال ہونا۔
۱۸۱	معیار کی عبارت سے صاحب معیار کا خود الزام پانا اور بحر العلوم کی شریح کا مطلب سمجھنا۔ الشاچور کو تو الٰہی نقل لازم آنا۔	۲۰۱	امام صاحب کے عدم توفیر سے اسلام خارج ہونا۔
۱۸۲	حصر مذاہب اربعہ کے ابطال سے کل حصر اعتباری کا بطلان ثابت ہونا۔	۲۰۲	امام صاحب کے مقابلہ میں صاحبان صحابہ کا درجہ طالب العلم سے بھی کم ہونا۔
۱۸۹	بحر العلوم کے اعتقاد کی گفتگو۔	۲۰۲	مسلم بخاری کا شاگرد و بخاری امام احمد کا شاگرد احمد امام شافعی کا شاگرد شافعی امام محمد کا شاگرد محمد امام اعظم کا شاگرد ہے اب کس کا کیا درجہ ہے۔
۱۹۰	عاقل و غافل کا تفرقہ۔ اور بحر العلوم کی رفتار شریعہ ہمار کیسے نہیں	۲۰۳	صحاح کی صحت و اعتبار بہ نسبت صاحب صحاح نہ نسبت ما قبل صحاح۔
۱۹۳	دلیل استقرائی سے حصر مذاہب اربعہ کا ثبوت۔		
۱۹۴	دلیل خلف اور اقلیدس کے ساتوں شکل سے بھی حصر مذاہب اربعہ کا ثابت ہونا۔		
	عربی تقریظ جو نصف ایک عمدہ رسالہ مستقل ہے۔		
۱۹۵	افتباس سورہ کورث وغیرہ کا ہونے کا ثبوت۔		

قل جاحل الخوف وهو الباطل والباطل كان زهوقاً

المحدثه كتاب الاجواب متضمن تقليد شخصي رجايب اللات الزمى

غير تقليد من خسر الدنيا والدين الموسوم به

ما حسن لإدلة النبوة  
لدفع الحيل الوهابية

از تصنیفات مشتمل على اجمل عالم بالانجلیزین و غیرین در رد و جواب سؤالات و عقول

بنام مولوی محمد عبدالقادر صاحب احزاب الشمس فاضلہ علی العالمین صاحب

دربار مطبعہ لکھنؤ پبلشرز ہفتا عاصمہ مولانا محمد



کر کے اس جنگ کی آمادگی میں کمرِ ہمت باندھ کر اور دولت و قلم و کاغذ  
 وغیرہ ذلک سلحوں سے مسلح ہو کر چاہتا تھا کہ مفسدون کے سروں کو  
 نیزہ قلم پر دھر لوں۔ اور تقریرات کی تلواروں سے انھیں تہ تیغ  
 کر کے میدانِ ماروں۔ اور تقریرات کے گھوڑوں پر تقلیدِ شخصی کو سوار  
 کر کے مطلق العنان کر دوں۔ اور باغیوں کے فساد کے تیوں کو مضامین کے باروت  
 و گولے سے پھونک دوں۔ اور اس جہاد سے شریعت کے میدانِ ک  
 لاندہ بون کے خس و خاشاک سے پاک و صاف کر لوں۔ کیونکہ جب ختمِ  
 تیغ مفسدہ شجرہ ایمان برید۔ ہجو غنی ملت از عالم پرید۔  
 ملت کی خرابی دیکھتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ مٹی تھی سے لاپس ہو کر  
 کہ ناگاہ مجھے بیماری نے آگھیرا۔ حتیٰ کہ خصت کا لینا ضرور پڑا۔ پھر اس  
 عرصہ میں مبضمون۔ جو بقا اپنی فنا سمجھے وہ دکھ بھرتے نہیں۔  
 ایک لڑکی نے ہماری اپنی فنا کو بقا سمجھ کر اور کل من علیہا فان کے معنی پر  
 غور کر کے قضا کی۔ پھر دوسری نے بھی بنا بے یا اتبع النفس المطمئنتۃ  
 ارجع الی الرب كما ارضیة مرضیہ لبیک کہہ کر وہی راہ لی چنانچہ  
 جناب مولوی محمد رضا علی صاحب بنار سید۔ ادا مجددہ الواہب نے ایم کی  
 موت میں یہ تاریخ لکھی

بتاریخ دخول باغ فردوس کئی مین غیرتی فرمود زندوان۔  
 معزا۔ مین نے لیلے لیلے انکے سوالوں کے جواب میں یہ رسالہ لکھا۔  
 اور اسکا نام۔ ما احسن الادلة القویہ۔

میں نے یہ رسالہ لکھا۔ مین نے لیلے لیلے انکے سوالوں کے جواب میں یہ رسالہ لکھا۔ اور اسکا نام۔ ما احسن الادلة القویہ۔

L4339

۱۱۱

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين - والصلوة والسلام على سيد  
المرسلين وخاتمة النبيين وعلى آله الطيبين - وصحابة  
الطاهرين - والائمة المجتهدين المقبولين اجمعين -  
اما بعد واضح ولائح ہوئے کہ جب مجکو تذکرۃ المذہب کی تصنیف سے  
فراغت حاصل ہوئی - اور بفضلہ تعالیٰ وہ کتاب عرصہ قلیل میں بہتر  
شہرون و ضلعون و دیارون و امصارون پہنچائے و ذائع ہو گئی -  
تب جس طرح سے علمائے محققین کی طرف سے مبارکبادی آنے لگی -  
اور فضلاء مدققین کی جانب سے مدحیہ خط بھی پوسنچنے لگی - اسی طرح سے  
بعض غیر مقلدوں کی طرف سے بھی سوالوں کی گولہ میری طرف آنے لگے  
اور اعتراضوں کی تلواروں کے وارہا ہمبر پڑنے لگے - میں بھی خدا پر بھروسا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فصل اوّل در جواب سوالات غیر مقلد و بلوی کہ نام خود را  
ظاہر نہ کرده

(۱) سوال

تقلید شخصی کی کیا تعریف ہجرا کو قرآن اور حدیث سے فرمائے؟

جواب

سو، ادبی معاف حضرت بڑی حسرت و افسوس کی بات ہجرا کہ آپ کے سوال

آپ کی جہالت و حماقت پیدا ہجرا۔ اور غفلت و بلاغت ہویدا۔  
بے کما لہاے نادان از سخن پیدا شود پستہ بے مغر چون لب و آندر سوا شود

سوال کرنے سے نا کرنا اچھا تھا

عیب و ہنرش نہفتہ باشد

تا مرد سخن نگفتہ باشد

ولیکن چو گفتی دلپیش بیار

نہ گفتی ندرد کسی با تو کار

## لذفع الحیل الوہابیہ رکھا۔ اور اسکو کئی فصلوں میں

منفصل کیا۔ خالق الانام۔ اپنے فضل و کرم و انعام سے اس گنہگار کو  
افراط و تفریط و تعصب مذہبی عوام کا لبہائیم سے محفوظ و مصون رکھے۔  
اور توفیق جو ابہی با صواب کی عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ یارب العالمین

تنبیہ میں بنگالی ہوں۔ اردو والی پرنا زمینیں کر سکتا ہوں ۵

ننازم پسر ایہ فضل خویش بدریوزہ آوردہ ام دست پیش  
کہ بنگالی کا علماء ہند کے مقابلہ میں اردو میں جواب لکھ بھیجنا۔ کیسا جیسا  
محل کو گلستان کی طرف اور فلفل کو ہندوستان کی طرف تحفہ لیجانا ۵

گل آورد سعادی سو بوستان بشوخی و فلفل بہ ہندوستان  
اور ہندوستان میں بنگالے کے اردو کی اتنی بقدر می ہر جتنا ختن میں شک کی  
۵ ہمانا کہ دربار اسٹائے سن چو مشک است بے قیمت ہند رختن

با وجود اسکے میں نے اس رسالہ کو اردو ہی میں لکھا۔ کہ اس میں عوام کا فائدہ منظور  
ہوگا۔ اصلاً ہندوستانیوں کے عیب چینی کی پرواہ کی۔ اور اذتلی السراج کی  
نقل صاحب قاموس سے یاد رکھی۔ بلکہ امر شریفیت کے اظہار میں اپنے تئیں مہربان  
گردانے کو بھی بہتر سمجھا۔ کہ حضرت موسیٰ عم باوجود تملین کے کبھی دعوت الی الحق  
باز نہیں۔ پھر یہ کہ کیونکر بنگالیوں کے عیب سے امر حق کے اظہار سے باز رہوں  
کیا بمضمون حدیث الساکت من الحق شیطان اخرس چپ رہے شیطان  
اخرس بنون۔ العیاذ باللہ۔

شد غلامے کہ آپ جو آرد      آپ جو آمد و غلام بہ برد  
 اب تو سوال آپ کا آپ پر پلٹا اسکا جواب آپ پر واجب ہوا۔ ۵  
 دعویٰ جو آپ کا تھا وہ برعکس ہو گیا۔

## (۲) سوال

تقلید شخصی کس زمانہ سے جاری ہے؟

## جواب

قبل تدوینات صحاح ستہ زمان مبشر بالخیر سے جاری ہے۔ نہین تو بخاری  
 و مسلم و نسائی وغیر ہم رحم کو امام شافعی رحم کا مقلد ہونا کیونکر ثابت ہوتا۔  
 کیونکہ یہ امر تواریخ و سیر کی کتابوں کی سیر سے دریافت نہ کیا کاشکے آپ کو انکی  
 تقلید کی آگاہی ہوتی۔ اور جو جو کتابین حنفی مذہب میں قبل تدوینات  
 صحاح کے مثل جامع صغیر و جامع کبیر امام محمد رحم کی جو شاگرد رشید امام  
 اعظم رحم اور استاد امام شافعی رحم کے ہیں تصنیف ہوئیں انکی خبر ملتی۔ تو بیشک  
 آپ کی زبان سے ایسی بات نہ نکلتی اور جو انکی تقلید کا حال دریافت کرنے کی  
 قدرت و علم نہین تو آپکے سامنے بیان کرنا اس مثل کا مصداق ہونا یعنی  
 امر سے کہ سامنے رونا اپنی آنکھیں کھونا ہے۔

جب آپ کو محدثین کی تقلید سے جو اظہر من الشمس اور ابین من الایس ہے  
 اتنی بیخبری ہجر پھر آپ کو رموز شریعت و عوامض طریقت سے کیا خبر  
 ہوگی ۵

تو خود می نشنوی باہنگ دہل را      رموز مہر سلطان را چہ دانی

کم گوی و بجز مصلحت خویش مگوے چیزے کہ نہ پر سندا تو از پیش مگوے  
 چو مردم سخن گفت باید ہوش و گرنہ شبان چون بہائم خموش  
 کیا حضرت! آپ کے نزدیک قرآن و حدیث۔ اصول منطق فلاسفہ  
 وغیر ذلک کی کتابیں ہیں جنسے اشیاء کی تعریف کا ثبوت چاہتے ہیں مصرع  
 برین عقل و دانش بیا بید گریست۔ اجمی صاحب! فقط اس میں قصص و  
 احکام آئی و ارکان شرعی ہیں۔ اس میں تقلید شخصی کی تعریف کیونکر لیگی۔  
 آپ کو اگر اس بات کا دعویٰ ہو تو پہلے آپ ہی حدیث صحیح یا مرفوع یا مقطوع  
 یا موثوقہ یا مسلسل یا متفق علیہ وغیر ذلک کی تعریف جن پر آپ لوگوں کا  
 عمل ہو قرآن و حدیث سے بیان فرمائے بلکہ فرائض و واجبات وغیرہا کی  
 کی تعریف تو قرآن و حدیث سے ثابت کیجئے بعد اسکے تقلید شخصی کی تعریف  
 قرآن و حدیث سے ثابت کرنا کو مجھ سے پوچھیے ۵ تم حکم ہی کہتے ہو مجھ اپنی  
 بھی خبر ہو۔ وگرنہ مستورا ناہ برقع منہم پر ڈالکر پردہ میں محبوب رہا کیجئے۔  
 مردانہ مناظرہ میں منہ نہ دکھلائے کہ آخر کوننگ و ناموس کھوئیگا۔ اور پھر  
 ہی پچتا بیگا۔ حضرت! آپ کا سوال کرنا نہیں مگر شیطان کی شادی  
 رچانا اور وہی گلگلے یا خیالی پلاؤ پکانا ہو ۵ بہ رنگے کہ می آید شام  
 وہ خیالی پلاؤ یہ ہو کہ اپنے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا ہو کہ جب مقلد تعریف  
 تقلید شخصی کی قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر سکے گا تب آپ یہ کہیدگا کہ بے  
 قرآنی و حدیثی بات پر عمل کرنا جائز نہیں۔ لیکن آپ جس ہتھیار سے اڑنے  
 آئے تھے اسی سے ہی مارے پڑے۔ خوب ہی منہ کی کھائی۔ ۵

فی روایت خیر الناس قرنی کذا فی تحفۃ الاخیار۔ و حدیث عن عمر قال قال رسول اللہ صلعم اکرموا اصحابی فانہم خیارکم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یتظہر الکذب حتی ان الرجل لیحلف وکلا یتحلف ویشہد ولا یتشہد الامن سرہا بجموحۃ الجنۃ فلیلزہ الجماعۃ الخ کذا فی مشکوٰۃ۔ اور بخاری نے جو بات (لایاتی زبان الا الذی بعدہ ثمرہ) ص ۱۲۴ باندا ہے منعکس ہوگا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ افضل صحیح تو آپ کو مناسب ہے کہ امام شوکانی و نسائی و درسی و ابن جزری و داؤد ظاہری و اصفہانی و بخاری و ترمذی و دارقطنی و دارمی وغیرہم رحم کی تقلید فرمائے کہ وہ مردے ہیں۔ نہ روافض کو مناسب ہے کہ محمد بن یعقوب الکلبینی و ابن بابویہ و ابن مہر حللی و شیخ مفید و شریف مرتضیٰ کی تحریرات پر تقلید کریں کہ یہ بھی مردے ہیں۔ مگر آپ کے کل پیشواے دین انھیں بزرگواروں کی تقلید کرتے آئے ہیں اور کرتے جاتے ہیں۔ باوجود اسکے تقلید عالم حلی کو افضل کہتے پھر تھے اور ما القولون مالا لافعلون کا مصداق بخوبی ہوتے ہیں۔ اگر انصاف کیجیے اور اعتراف فرمائے تو اس افضلیت میں بڑی قباحت لازم آتی ہے کہ کیونکہ جس عالم حلی کو آپ لوگوں نے افضل جانکر تقلید کی انھوں نے کسی کی تقلید کی یا نہ کی۔ اگر نہ کی احکام شرعی کیونکر سیکھے۔ کیا انکو نبوت ملی۔ یا وحی انہر نازل ہوئی۔ یا نفس تارہ کی تقلید کی۔ اول تو سبحیث لابنی بعدی سے منقطع ہے ثانی آیہ کریمہ۔ ان النفس لامارتا بالسوء۔ سے مذموم و منہی عنہ ہے۔ اور اگر کسی تو کسی مردہ کی کی یا زندہ کی۔ مردہ کی صورت میں

## (۳) سوال

تقلید عالمِ حی کی افضل ہجو یا مُردہ کی؟

### جواب

ہاں! روافض کے نزدیک عالمِ حی کی تقلید مُردہ کی تقلید سے افضل ہے۔  
 کما فی کتبہم قول المیت میت۔ کیا بدبو چھپانے سے چھپتی ہجو  
 آخر کو نکل ہی پڑتی ہے۔ کیوں حضرت! آپ کے سوال نے آپ کے  
 اعتقاد مافی الضمیر کی کیسی خبر دی۔ اور مضمون۔ کل اذاء یتروح <sup>فہ</sup> بنا۔  
 آپ کی ظرفیت کھل گئی۔ کیوں خواہ سخواہ تقیہ سے سُنی بنا کر تقلید و عدم  
 کی بحث کرتے ہیں۔ آپ خود رافضی ہیں کہا تک رخص کو چھپائے گا۔  
 آخر کو نکل ہی پڑا۔ جس طرح سے فحی کرنے سے ماکولات مسروقہ مبطنی نکل  
 پڑتے ہیں اسی طرح آپ کی مبطنی بات نکل پڑی۔ بخوبی رافضیت ثابت ہو گئی  
 لیکن اپنے اپنے بندار میں بڑا ہی فساد بویا۔ یعنی بسبب موت کے ائمہ  
 اور بعد کی تقلید سے لوگوں کو برگشتہ کرانے کو اچھا ڈھنگ نکالا بلکہ خوب ہی  
 دسو کے کارنگ جایا۔ لیکن یہاں وہ گڑ نہیں کہ کھٹی بیٹھے۔ خیر جو ہو ہو  
 اب میں یہ کہتا ہوں کہ مُردہ کی تقلید سے عالمِ حی فی زمانہ کی تقلید ہرگز  
 افضل نہیں۔ بلکہ سراسر ضلالت و اتباع ہوا کے نفسانیت ہی نہیں تو

سما میں حدیث۔ عن ابی مسعود رض۔ قال قال رسول اللہ صلعم

خیر الامم قرنی ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم

شہادۃ احدہم یمینہ و یمینۃ شہادۃ اخرہ البخاری و المسلم

۵۰  
 صحیح تفسیر  
 دین و احکام

امام اعظم رحم کی تقلید اور مدح میں موجود ہے کیونکہ اعتبار نہ ہو۔ فقہ  
 مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ وَبِرَّ يُدَوِّنُ أَنْ  
 يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا - تَمَّا ثَمَّ مَجْرَدِ قَوْلِ ابْنِ الْمَالِكِ كَوَيْنِ مِثْلِ  
 وَاخْلُ كَرْنَا أَوْرَانِكِ اسْتِثْنَاءُ كِ افْوَالِ مَسْتَنْبِطِ نَفْسِيْنَ كَوَيْنِ سِے خَارِجِ مَجْهَلِ  
 كِسْفِ رَفْسَانِيَّتِ اَوْرَعْدَاوَتِ كِي بَاتِ هِي - بِمَضْمُونِ اسْتَفْتِ عَنِ لَفْكَ  
 اِيْتِهِي نَفْسِ سِے پُوچھ لِيحِي - رَجَا اَكْرُكُلْ سِنْدِ مَحْمُودِيْنَ مَعْتَبِرِي الدِّيْنِ هُو -  
 تُوْرَحَلَتِ رِسَالَتِ مَابِ صَلْعَمِ كِي دُو دُو بَارِ سِہ بَارِ هُو نِي لَازِمِ آتِي هِي اَلْيَاوُ بَانْتِ  
 كِيُوْنِكِهْ مُتَّفَقِ عَلِيْهِ حَدِيْثِ بَيْنِ ابْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ كِي اِيكِي رُوَايَتِيْنَ رِسَالَتِ مَابِ صَلْعَمِ  
 كِي رَحَلَتِ كُو بِنِ تَرْطُحْ لَكْهَا - پَھَرِ هِي ابْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ كِي دُو سَرِي رُوَايَتِي  
 مِيْنَ بَنِي سِيحْ لَكْهَا - پَھَرِ حَضْرَتِ اَنْسِ رَضِيَ كِي اِيكِي رُوَايَتِيْنَ سَاطُحْ لَكْهَا - پَھَرِ لَكِي  
 دُو سَرِي رُوَايَتِيْنَ مِيْنَ تَرْطُحْ لَكْهَا - اَبِ تَيَا لِيْ اِنْ جَارُوْنَ حَدِيْثُوْنَ  
 مِيْنَ سِہ جُو دُو مَحْدَثِ مَعْتَبِرِيْنَ اَكُو دُو رَاوِي مَعْتَبِرِيْ كِي طَرَفِ سِے بَسْتَدْرِ فَرِي  
 مِثْلِ وَبِ تَرْ كَھَا هِي - كُوْنِ حَدِيْثِ بَسْتَدْرِ صَحِيْحِ صَحِيْحِ هِي - اَكْرُكُلْ صَحِيْحِ هِي تُوْ كَلَرِ  
 رَحَلَتِ كِي سِنْدِ بِيْ مِيْنَ فَرَا لِيْ - اَكْرُ حَضْرَتِ اَنْسِ رَضِيَ كِي سَاطُحْ كِي رُوَايَتِيْ كُو  
 صَحِيْحِ كِي بِيْنَ - تُو بَاقِي ۴۳ و ۴۵ كِي رُوَايَتِيْ كُو كِيَا كِي هِي كَا - عَلِيْ هَذَا الْقِيَاسِ اَكْرُ  
 حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ كِي ۴۵ كِي رُوَايَتِيْ كُو صَحِيْحِ فَرَا مِيْنَ تُو بَاقِي رُوَايَتِيْنَ مِيْنَ  
 كِيَا اِنْ شَاوْ كِي هِي كَا - بَاطِلِ تُو نَهِيْنَ كِي هِي كِي آ پِنِيْ سِنْدِ كُو دِيْنَ قَرَارِ سِے  
 كَھَا هِي - نَكَلِ كِي حَقِيْقَتِ كَا اَقْرَارِ كِي هِي - كِي تَكَرَّرِ رَحَلَتِ كِي لَازِمِ آتِي هِي  
 فَمَاذَا اَقْبَلُوْنَ يَا اِيْهَا الْمَعَانَا وَنِ فَلُو مَوَا النَّسْكَمُ وَلَا لُو مَوَا غَيْرِ

تو بقول آپ لوگوں کے انصافیت جانی رہتی ہے۔ اور زندہ کی صورت میں وہی  
 اوپر کی قباحت مع متلسل لازم آتی ہے۔ بہر صورت آپ کے سوال پر ضلال کا  
 زوال ہے۔ نہ اسکی انصافیت پر کسی المذہب وغیرہ کا مقال مان یہ فقط رافضی لٹل  
 سرگروہ غیر مقلدین کا قیل و قال ہے۔ کیونکہ انکی سرشت کا یہی خصال ہے۔  
 دیکھتے کہ تلخ ہست اور امرت گرش در نشانی بباغ بہشت  
 وراز جوے خلدش بہنگام آب بہ بیخ انگبین زیزی و شہد ناب  
 سر انجام گوہر بکار آورد ہمان میوہ تلخ بار آورد

### (۴) سوال

تقلید کا واجب ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائے امام صاحب و جواب کے قائل  
 ہیں یا نہیں۔ اگر قائل ہیں تو کس کتاب میں ہے اسکے سد بیان فرمائے؟

### جواب

اس سوال کا جواب ہمارے اس سوال کے جواب پر موقوف ہے کہ سند  
 محدثین کی سند ہونا ایک مسئلہ ہے فرمائے تو کسی شارح نے اس سند کو مستند  
 گردانا ہے یا نہیں اگر گردانا ہے تو اسکی سند بیان کیجیے۔ اگر آپ یہ فرمایں کہ  
 عبد اللہ ابن المبارک نے یقولہ (الاسناد من الدین ولو لا الاسناد  
 لقال من شاء ما شاء حکذا فی مقدمہ المسلم) سند کو وہیں سے گردانا ہے تو اسکا  
 جواب کئی وجوہ سے دو ٹوکا اولاً ابن مبارک رحمہ جو شاگرد امام اعظم رحمہ ہیں  
 شارح نہیں کلام میرا شارح کے سند گرداننے میں ہے۔ ثانیاً اگر قول ابن المبارک  
 کو سند کے سند ہونے میں سناو ادرا اعتبار ہو تو پھر انکے قول کو جو اپنے استاد



اگر سنیے آپ لوگ خدا اور رسول ہی کے قول پر عمل کرنے کا اودھا کرتے ہیں۔ اور فقہ و اصول پر عمل کرنے کو ضالیان سمجھتے ہیں۔ ایسے میں آپ لوگوں کی خدمتوں میں گزارش کرنا ہوں۔ کہ متفق علیہ یعنی تجاری و مسلم کی اتفاق کی ہوئی حدیثوں کو عمدہ ترین حدیثوں کا ہونا ایک مسئلہ ہی قرار دیا تو یہ قول خدا کا یا رسول خدا کا ہی یا کسی صحابی کا یا کسی تابعی کا یا کسی شیخ تابعی کا یا کسی مجتہد کا یا خود صاحب صحیحین کا ہو۔ اگر خدا و رسول کا ہی تو اسکی سند بیان فرمائے۔ نہیں تو عمل باحدیث والقرآن کا دعویٰ چھوڑیے۔ خواہ نحوہ شرک کا الزام اپنے پر التزام نہ کیجیے۔ اور اگر باقی بزرگوں سے کسیکا بھی قول ہو۔ تو اسکی سند بیان کیجیے۔ نہیں تو اسپر عمل کرنے کو فقہ و اصول کے عمل کرنے سے بدتر ضلالت سمجھیے۔ ہم الزام اٹکھو دیتے تھے۔ اور اپنا نخل آیا۔

اسی حضرت! تقلید کا واجب ہونا تو امر نصی ہی۔ امام صاحب کے قائل ہونے یا نہ ہونے پر کچھ موقوف نہیں۔ یہ امر فقط تذکرۃ المذہب کے مقصد ثانی کے ملاحظہ سے معلوم ہو جائیگا۔ دوسری کتاب کی حاجت و ضرورت نہیں رہیگی۔

یک حرف بس بہت گر شعورست  
ورنہ چو چراغ پیش کورست

### (۵) سوال

تقلید کے وجوب کا آپ لوگوں کو عمل ہی یہ تو فرمائے وہ کسکا قول ہو اور کسکے قول پر عمل ہو؟

میں نے اس بحث کو اچھی طرح سے تذکرۃ المذہب کے ۶۶ صفحہ میں لکھا ہے۔  
 اگر جی چاہے دیکھ لیجے۔ خاصاً۔ ابن المبارک رحمہ کے قول سے کل محدثین  
 کی سند کو دین سے ہونا نہ سمجھنا چاہیے۔ اگر سب سندین دین سے  
 ہوتیں۔ تو کل احادیث موضوعات مستندہ کو دین سے ہونا لازم آتا۔  
 بلکہ جو سند ابن المبارک کے زمانہ کے ساتھ مختص تھی۔ البتہ وہ سند  
 سند شرعی تھی۔ نہ ہر کہ وہ کی سند شرعی ہی۔ کما زعمتم۔ کیونکہ  
 سند کی بنا جب ہوئی کہ لوگ حدیثین وضع کرنے لگے۔ نہیں تو ضرورت  
 نہ تھی۔ چنانچہ ابن سرین کے قول سے جو مقدمہ صحیح مسلم میں ہے یہ بات ظاہر

ہے۔ عن ابن سرین قال لم یکنوا یستلون عن الاسناد فلما وقعت  
 الفتنۃ قالوا استموا لنا رجالکم فینظر الی اهل السنۃ فیؤخذ

حدیثہم ویبظر الی اهل البدع فلا یؤخذ حدیثہم۔  
 یہ جب سندین بھی وضع ہونے لگیں تو کلیت (الاسناد من الدین)

کی باطل ہو گئی۔ اور ضلالت آگئی۔ کیونکہ اسناد پرستی کا نتیجہ اس تین  
 حال سے خالی نہیں حدیث کا حدیث ہونا۔ حدیث کا حدیث نہ ہونا۔ غیر

حدیث کا حدیث ہونا۔ البتہ صورت اول میں تو موجب ہدایت ہے مگر وجود  
 اسکا اشد الشذوذ ہے اور صورت ثانی و ثالث میں بالکل ضلالت ہی ضلالت ہے

حضرت دور کیوں جاتے ہو۔ اسی روایات مذکورہ میں غور کیجیگا۔ تو  
 تا پہر رحلت و ولادت کی ضلالت سے غیر حدیث کو حدیث اور حدیث کو

غیر حدیث ہونا لازم آجائیگا۔ خذ ہذا۔

## جواب

جواب اسکا بھی تذکرہ کے ۶۰۷ صفحہ میں دیکھیے یعنی اجماع امور شرعیہ میں  
فائدہ یقین و قطعی کا دیتا ہے۔ پروہ کئی قسموں پر منقسم ہوتا ہے۔ جب  
ہر ایک کا متفاوت ہو۔ انہیں سے قویتر اجماع صحابہ رض کا ہے۔ جیسا حضرت  
ابوبکر صدیق رض کی خلافت پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا ہے۔ اور آپ کے اجماع  
سے اجماع صحابہ ٹوٹ نہیں سکتا ہے۔ جیسا روافض کے انکار سے  
اجماع مذکور نہیں ٹوٹا۔ نہ خوارج کے قول سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
کی فضیلت کا زوال ہوا۔ لیکن اس تقریر سے آپ اپنے دل میں یہ  
نہ سمجھے۔ نہ شیطان کے اس وسوسہ کو دخل دیجیے۔ کہ جب مصعبیان

اجماع الصحابہ علی ان من استفتی ابا بکر و عمر فله ان يستفتی ابا  
و معاذ بن جبل وغیرہا لما قالہ البعض۔ اجماع صحابہ پر منعقد  
ہو چکا ہے کہ جو کوئی استفتا کرے ابوبکر و عمر رض سے اسکو جائز ہے ابوبکر  
و معاذ بن جبل سے استفتا کرے۔ تب ہر استفتی کو جائز ہے کہ جس کسی کو  
چاہے اس سے استفتا کرے۔ پھر خصوصیت استفتا مذہب و احد کی کیا  
ضرورت ہے۔ کیونکہ اولاً غیر صحابی کو صحابہ کی برابر سمجھنا قیاس مع الفارق  
پر عمل کرنا ہے۔ لیس مستنزی الاملاک کثرت سے الافلاک ۵  
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۵ کمان راجہ بھوج کمان گنگا تیلی۔

تایاً فله ان يستفتی ابا بکر و عمر اس صورت میں کہ جس صورت میں فتویٰ میں  
شیخین کی مخالفت نہوا اتحاد ہو۔ اس بحث کو تذکرہ کے صفحہ ۸۲ ۳ میں

## جواب

جواب اسکا بھی ہمارے اس سوال کے جواب پر موقوف ہے کہ صحاح ستہ کی صحت پر آپ لوگوں کا اعتقاد ہے۔ یہ تو فرمائے کہ رسول صلعم انہی صحت کے قائل تھے یا نہیں؟ اگر قائل تھے تو کس کتاب میں ہے؟ سند اسکی بیان فرمائے۔ اگر قائل نہیں تھے تو وہ کس کا قول ہے اور کس کے قول پر عمل ہے؟ اگر تذکرۃ المذاہب کے ۵۸۰-۱ اور ۶۶۱-صفحہ پر نظر فرمائے تو بخوبی اسکی صحت و عدم صحت کا حال دریافت ہو جائیگا۔

اور سنئے۔ عدم وجوب تقلید پر آپ لوگوں کو عمل ہے یہ تو فرمائے وہ کس کا قول ہے اور کس کے قول پر عمل ہے؟

## سوال (۶)

اجماع کی کیا تعریف ہے؟

## جواب

اجماع کی تعریف ہمارے اصول کی کتابوں میں موجود ہے۔ عیان را

چہ بیان

گر نہ بیند بروز شیرہ چشم  
چشمہ آفتاب را چہ گناہ  
تا ہم اگر اسکے سمجھنے میں وقت ہو تو تذکرہ کے ۶۰۳ صفحہ پر نظر کیجئے۔

## سوال (۷)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع آپ کے اجماع سے

ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں؟

آپ نے اپنے دل میں تصور کیا تھا۔ کہ اگر مجیب درست کہیں گے تو ہمارا مذہب  
 جائیدوست ہوگا۔ اور اگر مردود کہیں گے۔ تو مذاہب اربعہ مردود ہوگا۔  
 اگر راہِ بائع تزویج کر دے۔ ازیشان بچہ نشد کاشکے نام  
 حضرت مذاہب اربعہ تو برعایت مضمون الاقرب فالاقرب۔ زمانہ ہمیشہ  
 باخیر ترین مضمون ہوئے ہیں جیسا دوسرے سوال کے جواب میں گزرا۔ تب  
 مردود کے لفظ کا ان پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہاں آپ کا مذہب جلتا ہے  
 البتہ مردود ہے۔ حضرت آپ کی لائٹھی کی مارا پ پر پڑی۔ کیون تو ہوا  
 پر لٹکتے سے منہ پر لپٹتا ہے۔  
 بر بلند ان سخن بسوی خود است      تف بسوی فلک بروی خود است

### (۱۰) سوال

جو منسوب بوہابی ہیں وہ لوگ مسلمان ہیں یا کافر اگر کافر ہیں تو کیوں  
 اور اگر مسلمان ہیں تو فاسق ہیں یا فاجر اگر فاسق یا فاجر ہیں تو کیوں؟

### جواب

وہابیوں کا کافر ہونا یا منسوب ہونا استفت عن نفسک آپ لوگ  
 اپنے دل میں پوچھیے۔ وہ خود کافر کافر تو ہی دینگے۔ کیونکہ جب آپ  
 لوگ خفیوں کو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہونے کے سبب سے  
 کافر بولتے ہیں تب اسی دلیل سے وہابیوں کو عبد الوہاب کی طرف منسوب  
 ہونے میں بطریق اولیٰ کافر کیوں نہ کہیں گے۔ لیکن میں انکو بدلیل درخلو  
 اخذ من کل مذہب مباحہ صار فاسقاً تاماً) کما فی الکشف

نظر کیجیے۔ مثالاً چچو از استفتا بحديث - اصحابی کا لجمہ بایہم  
 اقتدینہم ابتدیتہم۔ صحابہ کے زمانہ تک منحصر تھا کہ باعث قرب  
 زمان رسالت مآب صلعم کے فتنہ و فساد کا دخل شریعت میں نہیں پایا جاتا  
 اب بسبب وضع وضاعین و نفاق منافقین و عناد معاندین کے وہ  
 خصوصیت قول صحابہ کی باقی نہ رہی۔ اضلال مضلین کی مداخلت ہو گئی  
 اس لیے محققوں نے عوام کو صحابہ کی تقلید کرنے سے باز رکھا اور انہیں  
 ائمہ اربعہ کا اتباع واجب کیا۔ چنانچہ اسکی دلیل بھی تذکرہ مذکور کے  
 ۹۶ و ۷۰۴ و ۷۵ صفحہ میں مندرج ہے۔

### (۸) سوال

یہ چار مذہب جو قائم ہیں وہ کب قائم ہوئے ہیں؟

### جواب

دوسرے سوال کا جواب عین اسکا جواب ہے۔

### (۹) سوال

جو امر دینی کہ بعد از منہ بشر کے قائم ہوا ہے وہ کیا ہے آیا درست ہے یا مردود؟

### جواب

آپ نے امر مطلق کو جب دین کے ساتھ مقید کیا۔ اور اپنی زبان سے  
 امر دینی کا اقرار کیا۔ پھر وہ کیونکر مردود ہوگا۔ واہ کیا شکہ سی  
 بات سے پہاڑ کا سامنا طرہ اڑ گیا۔

از محیط فضل زیبا گوہر سے آمد پدید۔ ہر پیر شرع روشن اختر سے آمد پدید۔

جو مسلمان فاسق ہیں انکی امامت درست ہے یا نہیں ؟

### جواب

اگرچہ اس عبارت ہدایہ سے۔ یکرہ تقدیم العبد (تا) والفاسق (تا) وان تقدموا جاز لقوله صلعم۔ صلوا خلف کل پر وفاجر۔ فاسق کی امامت مع الکراہتہ درست ہے حالت مجبوری میں۔ جیسے حجاج کی امامت صحابہ کبار کے واسطے حالت مجبوری میں درست ہوئی۔ اور مور و حدیث صلوا خلف کل پر وفاجر۔ کما یہی حالت مجبوری ہے۔ ورنہ بخاری میں

یہ عبارت قال الزهري لا نرى ان يصلى خلف المنحذت الا من ضرورته لا بد منها۔ نہیں لکھی جاتی۔ نہ کشف الغمہ میں یہ عبارت وکان الصحابة رض يصلون خلف الحجاج وكف به جانرا (تا) وهذا كله اذا خيف الفتنة من ترك الصلوة خلف

ذلك الامام و الا فتد، كان رسول الله صلعم كثيرا ما يقول اجعلوا ائمتكم خيارا كذا فانعم و افدكم فيما بينكم و بين ربكم۔ ترقیم پائی۔ کہیں حالت اختیاری میں حدیث میں

صلی خلف عالمی تھے فانما صلی خلف نبی کذا فی الهدایہ

اور حدیث کان صلعم۔ کنیرا ما یقول اجعلوا ائمتکم الخ پر عمل کرنا چاہیے۔ نہ فاسق یا بدعتی کو رضا و رغبت سے امام بنانا چاہیے کیونکہ اسکی امامت سے تعظیم اسکی لازم ہوتی ہے۔ اور تعظیم و تکریم فاسق کی درست نہیں۔ بلکہ حسب شرع اہانت لازم ہے۔ اسلئے شرح نصر سجاد

والجامع مع الرموز والطحطاوی۔ اور بدلیل (ہنہ) انتقل الی  
 مذہب الشافعی قال فخر الدین محمود بن محمد (الرازی مرو  
 عامی) است ساقط القول وشہادۃ شہادۃ شہادۃ شہادۃ شہادۃ  
 کرو و کذا فی جواهر البیضاوی) فاسق و مبتدع و ضال سمجھتا ہوں اور  
 بحديث قال رسول صلعم من وقر صاحب بدعة فقد اعان  
 علی ہدم ما کانسلاہ وراہ الیہقی کذا فی مشکوٰۃ۔ انکی توفیر  
 نہیں کرتا ہوں۔ لیکن کافر بولنے میں ڈرتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے مذہب  
 میں ان حدیثوں کے مطابق۔ قال رسول اللہ صلعم لا یرے  
 رجل رجلا یا الفسق والکفر الاروت علیہ ان لم یکن صاحبہ  
 کذلک اخرجہ البخاری وغیرہ وقال رسول اللہ صلعم لیس  
 المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذی اخرجہ الترمذی  
 بڑی احتیاط سے جملہ پٹ پر کسی کو کافر نہیں کہا جاتا ہے۔ دیکھیے انکے پچھلے  
 کہ عمل یا حدیث ہوگی یا آپکو۔ غیر مقلدون کو عمل یا حدیث کا دعویٰ  
 کرتا کیا جیسا خوارج و روافض کو حقیقت مذہب کا دعویٰ بہرنا۔  
 نہ کہ بلکہ زن تہجہ کو سنت و عصمت کا دعویٰ کرنا اور زن مخدرہ وغیرہ  
 پر زنا کا بہتان لگانا۔ یہ اپنے گریبان میں تو منہ و الکر نہیں دیکھتے  
 دوسروں پر طعن کرتے ہیں۔

اپنی فضیلتوں پر انہیں کچھ نہیں نظر اندھے ہیں خود پر اوروں کو جاننا ہے

(۱۱) سوال



ہو جائیگا۔ ایسے علمائے کرام اور فضلاء عظام نے لکھا ہے کہ بعد  
 قرن ثالث یا رابع کے اجتہاد کا درجہ مسدود ہو گیا اور جن جن  
 بزرگوں نے عدم استدعا کا دعویٰ کیا بہتیرا زور مارا۔ مگر ایک مسئلہ  
 بھی اُسے استنباط نہوا۔ بالآخر عاجز ہو کر دنیا سے کوچ کیا۔ چنانچہ امام  
 شعرانی شافعی اپنے میزان میں لکھتے ہیں وقد قال بعض صحابہ ان الناس  
 الان یصلون الی ذلک من طریق الکشف فقط لا من طریق  
 النظر والاستدلال فان ذلک مقام لم یدعه احد  
 بعد الا پیرسہ ار لہ الامام محمد بن حبریر ولہ یسلمو الہ  
 ذلک کما مر و جمیع من ادعی الاجتہاد المطلق انما مرادہ  
 المطلق المنتسب الذی لا یتخرج عن قواعد امامہ کا بن  
 القاسم و اصبح مع مالک و کھمد و الی یوسف مع الی <sup>حنیفہ</sup>  
 و کا المنزی والرابع مع الشافعی اذ لیس فی قوۃ احد بعد  
 الرابعہ الامر بچۃ ان ینکر الاحکام و ینتخرجہا من الکتاب  
 والسنة فیما تعلم بدأ و من ادعی ذلک قلنا لہ فاستخرج  
 لنا اثباتاً لم یسبق لاحد من الائمة استخرجه فانه  
 یخرج فقط

اسی طرح کی بہت سی دلیلیں تذکرہ میں مندرج ہیں دیکھ لیجئے۔

(۱۳) سوال

اگر اس وقت کوئی مجتہد ہوے تو اسکی پیروی درست ہے یا نہیں اگر درست

وغیرہ میں حدیث۔ لایوشن فاجراً مومنًا منقول ہے۔ اور ابراہیمؑ میں سے  
 سے شکوۃ<sup>۲۰</sup> میں یہ روایت قال قال رسول صلعم من وقد سب  
 بدعة فقد اعان علی ہدمہ کاسلامہ رواہ البیہقی مشہور ہے۔  
 اور طحاوی وغیرہ میں یہ عبارت اما الفاسق العالم فلا یقدم ان  
 فی تقدیمہ تعظیمہ۔ وقد وجب علیہما اہانتہ شرعاً  
 ومفادہ کراہتہ التحریم فی تقدیمہ مسطور ہے۔ اگر آپ نے  
 بلحاظ فرض کے یہ سوال کیا ہے تو اسکا جواب تحفہ اثنا عشریہ میں پائیگا۔

### سوال (۱۲)

اب کوئی مجتہد ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا ہے تو کیوں ؟

### جواب

اگرچہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں عقلاً و شرعاً ممنوع نہیں مگر تجربہ و عاقل  
 غیر ممکن ہے کیونکہ لامحالہ مدار اجتناب کتاب ستر القرون پر ہوگا اور ان  
 کتابوں کی حوالی حدیث خیر القرون قرنی تم الذین یونہم ثم الذین ابوم  
 ثم سبھی قوم سستبق شہادۃ احدہم بیئہ و بیئہ شہادۃ و فی روایت ثم  
 یتخلفون و فی روایت ثم یفینوا الکذب و فی روایت ثم یحلفون و اما  
 یتخلفون و فی روایت ثم یفینوا و لا یستشہدون کذا فی البخاری  
 و المسلم و الشکوۃ و تحفۃ الاحیاء وغیر ذلک سے ظاہر ہے۔ پھر جو مسائل  
 اسے استنباط کیے جائینگے۔ ضرور کذب و ہتنان سے مخلوط و مستنبط ہو  
 تے کذب و ہتنان کا نام شرع ٹھہریگا۔ اور شرع مثل عقائد کے ناپید

سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا۔ **خامسا** آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا۔ **سادسا** دیگر کا وقت دوسرے مثل کے ایضاً باقی رہتا **سابعاً** عام مسلمانوں کا ایمان اور پیغمبروں اور جبرائیل کا مساوی ہونا۔ **ثامناً** قضا کا ظاہر و باطن ناقد ہونا۔ **تشریح** مثلاً کسی شخص نے ناحق کسی کی جو روکاوڑی کیا ہو کہ یہ میری جو روہی اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اسکو لمبا دے تو وہ عورت مجب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہو اور اُس سے صحبت کرنا بھی اسکو حلال ہو **تاسعاً** جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اُس سے صحبت کر لے تو اُس پر حد شرعی جو قرآن یا حدیث میں وارد ہو نہ لگانا **عشرأ** متحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہ ہو وہ درود سے کرنا۔ **ہنیئہ** ان مسائل کی احادیث کے تلاش کرنے کے واسطے میں ان صاحبوں کو اس قدر محنت دیتا ہوں جس قدر یہ چاہیں زیادہ محنت میں اکتو بھی گنجائش ہو کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیوں سے بدولہن۔

المشتر ابو سعید محمد حسین لاہوری

## الجواب

جناب مشتر صاحب ایک مسألون کے جواب میں اور یہ کئی گذارشیں پیش کرتا ہوں۔ بعد اسکے جواب ہاں صاف بھی لکھتا ہوں۔ اور

۴  
بھی طرح  
بھی طرح  
بھی طرح

بجز تو کیوں نہیں درست ہو تو کیوں ؟

جواب

اگر نئے زماننا کوئی اجتہاد کا دعویٰ کرے بارہویں سوال کے جواب سے پیروی اسکی درست نہیں۔ فقط فقط تذا

## فصل دوم جواب سوالات این شہار مولوی محمد حسین لاہوری (نقل اشہار کتبہ)

بین مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسماعیل صاحب ساکنان ہلیہ وال اور جو انکے ساتھ طالب علم ہیں جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیار پوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبدالعزیز صاحب وغیرہ یعنی جمہ خفیہان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشہار وعدہ دیا ہون کہ اگر ان لوگوں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت یا حدیث صحیحہ کی صحت میں کسی کو کام نہوا اور وہ اس مسئلہ میں جسکے لیے پیش کیا ہے نص صریح قطعی الدلالہ ہو پیش کریں تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت اور حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دوں گا۔

اولاً رفیق یدین نکرنا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے ثانیاً آنحضرت کا نماز میں خفیہ امین کہنا۔ ثالثاً آنحضرت کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا۔ رابعاً آنحضرت کا مقتدیوں کو

اشہار کتبہ  
لاہور  
۱۳۰۵ھ

ممنوع ہونا۔ **تنبیہ** ان مسائل کی آیات و احادیث کی تلاش کرنے  
 کے واسطے میں بھی آپ صاحبوں کو اس قدر مہلت دیتا ہوں جس قدر  
 آپ چاہیں زیادہ مہلت میں بھی آپ لوگوں کو گنجائش ہے کہ جس میں  
 آپ لوگ اپنے ہم ذہبی بھائیوں سے مدد لیں۔ مگر ہم نہیں سمجھتے ہیں  
 کہ آپ لوگ حشر تک جواب اسکا دے سکیں۔ اور الغام کے مستحق ہوں  
 کیونکہ جس مسئلہ میں جس حدیث کو آپ دلیل لاؤ گئے۔ ہم اسکا معارض  
 ایسا لاؤ گئے جس سے آپ کے مسائل کا جواب باصواب بھی بخوبی ہو سکے۔  
 اور بیک کر شتمہ دو کار نکل آوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے  
 معارض حدیثوں پر مطلع ہو گئے۔ اگرچہ آپ اس وقت اپنے ایفاس  
 وعدہ سے مگر جاؤ گئے۔ اور الکریم اذا وعد وفا سے منہ موڑ گئے۔  
 لیکن مقلدین دین متین اس اٹھارہ تبیین سے فائدہ اٹھاؤ گئے۔ اور  
 آپکی دھوکا وہی کوناٹا جاؤ گئے۔ اور مضمون حتیٰ یبیز الجنیث  
 من الضیّب حق و باطل کو خوب طرح سے دریافت کر لینگے۔  
 دوسری یہ ہے کہ اپنے جو حدیث صحیح کی قید لگائی۔ گویا یہ فقط  
 دھوکے کی طٹی حمقا کی ہدایت پر دھردی ہے۔ نہیں تو وہ الزام ہے یعنی  
 مقلدین کے واسطے مفید نہیں۔ کہ اعتبار اس صحت کا جو علمائے  
 متاخرین غیر خیر القرونی نے بمقابلہ آئمہ اربعہ خیر القرونی کیا ہے۔  
 محض تشریح جدید ہے۔ نہ وہ رشیدی ہے۔ نہ سدید۔ نہ یقین کے  
 لیے مفید۔ نہ معارض اسکا ناپید۔ کیونکہ حدیث صحیح سے کیا مراد

اور توقع انصاف کا رکھتا ہوں۔ تم حکوہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہو۔  
 خیر لو صاحب میں بھی آیکو بلکہ کل لاندہ ہوں اور جمیع غیر مقلدون کو بطور  
 اشتہار و مذہد دیتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں سے کوئی صاحب مسائل مصرح  
 الذیل کو (جو بعینہ نقیض مسائل اشتہار آپ کے ہیں یعنی جسکی صحت پر آپ  
 نازاں ہیں) کوئی آیت غیر معارضہ سے یا اس حدیث سے جسکی صحت تحقیقی  
 ہو قطعاً منع ہو اور اسکی مخالفت پر دوسری حدیث وارد نہ ہو۔ نہ کوئی آیت اسی معارضہ  
 ہو۔ یعنی نہ جس صریح قطعاً الدلالہ سے ثابت کریں۔ تو ہر مسئلہ کے عوض  
 بیس بیس روپیہ بطور العام دو گنا اولاً موت تک رفقیدین کرنا آخرت  
 صلعم کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے مراد جانے کہ۔ ثانیاً  
 آنحضرت صلعم کا تازمین خفیہ امین نہ ہونا۔ ثالثاً آنحضرت صلعم کا تاز  
 میں زیر نواف ہاتھ نہ باندھنا۔ رابعاً آنحضرت صلعم کا مقتدیوں کو  
 سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا خامساً آنحضرت صلعم یا ارتعاب  
 کا کسی شخص پر کسی امام کی آئمہ اربعہ سے تقلید کو منع کرنا سادساً  
 ظکر کا وقت دوسرے مثل کے آخر تک باقی نہ رہنا۔ سابعاً نفس جان  
 عام مسلمانوں اور پیغمبروں اور جبرئیل علیہ السلام کا مساوی نہونا۔  
 ثامنناً قضا کا ظاہر و باطن نافذ نہونا۔ ناسعاً جو شخص محرمات اہلیہ  
 جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اس سے صحبت کر لے ایسے واقع خاص  
 میں اسکو قتل نہ کر کے اسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث میں وارد ہو لگانا۔  
 عاشراً تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید ہو وہ درود سے

وغیر ذراک لکھ گئے۔ اور بقولہ تعالیٰ انھی الا اسماء سمیتوھا  
 انتھو ابابوہم اپنے اپنے قسمیہ پر جھگڑتے ہوئے مر گئے۔  
 اور بقولہ تعالیٰ ان یتبعون الا الظن ومانتھوی الا النفس  
 اپنی اپنی خواہش نفس اور گمان سے بہت کچھ ٹھکریر فرما گئے۔  
 کیا حضرت آپ ایسی صحت اور عافیہ اضافیہ پر لازان ہیں۔ وہ تو خانہ  
 ساز بات ہے۔ امر شرعی نہیں۔ نہ حکم شارع اسی ناطق ہے۔  
 حضرت جب آپ فقہ و اصول کو جو زمانہ مبشر بانجیر میں قبل تدوینات  
 صحاح کے تدوین ہوئیں امر بدعی کہتے ہیں۔ امر شرعی میں نہیں گنتے  
 ہیں۔ تو ہم کہہ اس خانہ ساز بات کو امر شرعی میں شمار کرنے سے مجبور ہووے  
 خیر بالفرض میں کہتا ہوں کہ اگر وہ امر شرعی بھی ہو تب بھی مقید طلب  
 نہیں۔ کیونکہ میں پوچھتا ہوں کہ کس محدثین کی سند متصل کے اعتبار کے  
 نام کو حدیث صحیح کہتے ہیں۔ یا بعض کی۔ یا آپ کی یا آپ کے مقتدا کی خواہش  
 نفس کے نام کو۔ صورت اول میں تو ہی اتفاق محال۔ کہ ہمیشہ سے محدثین  
 کی مخالفت ہو لارواں۔ صورت ثانیہ میں صحت و عدم صحت کا ہی احتمال  
 اور اذا جاء الاحتمال بطل الا استدلال سے بطلان  
 استدلال میں ہی اسکے قیل و قال۔ پھر اسکی صحت یقین میں کونسا  
 ہی مقال۔ صورت ثالثہ کا مال ہی تو ہی محال۔ اسکے اتباع میں عذاب  
 کا ہی احتمال۔ کہ ان النفس الا ما سرۃ بالسوء ہی اس پر وال  
 حضرت صورت اول و ثالثہ کو تو بالاسے طاق رکھ چھوڑیے۔ صورت

ہے۔ خالص حدیث رسول صلعم کا مراد ہے۔ یا حدیث مصحح صحیحین غیر  
 خیر القرونی۔ اول تو فی زما تامل غمقا کے مفقود ہے۔ مصداق  
 اسکا بالیقین پر وہ زمین میں غیر موجود ہے۔ اگر بالیقین ثبوت ہوتا  
 ہرگز ہر آئینہ بین المحدثین اختلاف نہوتا۔ نہ محدثین کو حدیث کی نسبت  
 صحیح و سقیم و رطب و یابس وغیر ذکا۔ کہنے کی طاقت ہوتی۔ نہ اسکی  
 نوبت پہنچتی۔ نہ کسی کو انکار کی صورت ملتی۔ نہ ابن حجر عسقلانی شافعی  
 کی طرف سے سخنہ الفکر میں یہ عبارت ترقیم پاتی۔ الخیر اما کیون  
 لہ طرق بلا عدد معین او مع حصر بہا فوق الاثنین  
 او بہما او لواحد فالاول وهو المتواتر وهو المفید للعلم  
 البقینی بشرطہ والثانی هو المستہور والثالث الغریز  
 ولین شرطاً للصحیح خلا فالمن ترعمہ والرابع الغریب  
 وکلہا سوی الاول احاد و فیہا المقبول والمردود لتوقف  
 الاستدلال علی البحت عن احوالہم والتقادون الاول الم  
 نہ ابن صلاح کا بقول کہ حدیث میں کوئی اس کی مثال یعنی حدیث  
 متواتر کی مثال ڈھونڈے تو تھک جاوے۔ اور کوئی مثال نہ پاوے  
 شہرت پاتی۔ بلکہ عط من رغب عن سنتی فلیس منی سے امت  
 سے خارج ہوتے۔ اور ما اتاکہ الرسول فخذہ وما نہاکہ  
 عنہ فانتهوا کے انکار سے کافر بنتے۔ ثانی تو امر اہنافی ہے  
 کہ ہر حدیث ہر حدیث کو رجال الغیب اپنی اپنی پندار میں صحیح وغیر صحیح



یرین عقل و دانش بیاید گریست۔ اور جو مشائخ صحاح امام صاحب  
 کے درجہ و رتبہ و زمانہ سے ادون و افضل ہیں انکا حال امام صاحب کے  
 مقابلہ میں کہ می پرسد کا حال ہے۔ کیون نہ موجب بقول حافظ ذہبی و  
 ابن حجر عسقلانی ان قول القرآن بعضہم فی بعض غیر  
 مقبول کذا فی القلائد ہم اقران کا قول ہم اقران کے ضرر پر مقبول  
 نہیں پھر اسفلین کو کہ می پرسد۔ پس مقتضای علم و عقل و دینیاری  
 و فضل کا یہ ہے کہ جو روایت صحاح و غیرہ امام صاحب کے مستدرک حدیث  
 کے ساتھ منطبق ہو اسی حدیث کو ہر کوئی صحیح تر جانتے۔ بلکہ اگر کوئی محدث  
 کی حدیث امام صاحب کی حدیث مستدرک سے منطبق ہو تو وہ اس انطباق  
 کو فخر سمجھے۔ اور شکر کرے کہ اپنی راستی کا ثواب پاوے۔ نہیں تو آئین  
 و غیرہ تک کی سند متصل کی خبر ادا و بر باد جاوے۔ کہ جب مثل آئین و غیرہ  
 کے نوشتہ کا اعتبار نہ ہوے۔ تو انکی خبر ادا کا کیا اعتبار ہووے۔ خذہا۔  
 اور احوال محدثین متاخرین کی طرف (جیسا صحیحہ ابن تیمہ وضعفہ ابن  
 جوزی وحسنہ شوکانی و غیرہ ایک) التفات نہ کرے۔ تاکہ اس مثل کا  
 مصداق نہ بنے۔ مثل لنگڑے نے چور پکڑا دوڑو پیمان اندھے۔  
 کیونکہ انکی تحریرات کا سیکڑوں توسطات پر دار و مدار ہے۔ اور ہر  
 متوسط کے قول پر صحت کا حکم بسکہ و شوار ہے۔ ہاں بھموت لولہ  
 نکلن الا اعتبارات لبطلت الحکمہ اعتبار کا اعتبار ہے اس سے  
 اگر تلفی است کا اعتبار کیجیے تو صحت صحاح کی تلفی پر صحت مذاہب ہے

کام لیتے۔ اور تعصب اور اعتصاب کو دخل ندیتے۔ تو ضرور ان حدیثوں  
 کو جسے ائمہ اربعہ خصوصاً امام الائمہ امام اعظم رحم نے مسائل استنباط  
 کے لیے صحیح و معتبر تر جانتے۔ نہ انکے مقابلہ میں صحاح کی حدیث کو پیش کرتے  
 کیونکہ انکے مقابلہ میں صاحبان صحاح کیا معنی انکے شاخون کا بھی رہتے ہیں  
 کہ اکثر انکے شاگرد وہم معصر ہیں۔ شاگرد تو شاگرد ہی ہیں۔ اور ہم معصر  
 کی کچھ ایسی تدوین موجود نہیں جس میں عمل کا اعتماد ہو۔ اگر تدوین  
 بھی ہوتی۔ تب بھی امام صاحب کی مخالفت پر دلیل نہ ہوسکتی۔ مان  
 درجہ مساوات کا ہو سکتا۔ کہ مساوی کا مساوی مساوی ہی ہوتا ہے۔  
 نہ گھٹنا نہ بڑھتا ہے۔ پھر کیونکر صاحبان صحاح وغیر ہم نے جو کچھ روایتوں کو  
 بعد دو تین سو برس گزرنے کے انکی طرف منسوب کر رکھا ہے وہ امام صاحب کی مخالفت  
 پر حجت ہو سکے۔ اور امام صاحب کی روایت مستنبطہ انکی روایت سے  
 ضعیف ٹھہرے۔ اگر امام صاحب کی احادیث مستندہ انکے احادیث سے  
 ضعیف ٹھہری۔ تو نکل صحاح کی احادیث مستندہ بطریق تو ان ضعیف ٹھہری  
 کیونکہ صاحبان صحاح کے نوشتہ و گفتہ کا نام تو حدیث نہیں۔ بلکہ روایات منقولہ  
 تابعین عن الصحابہ عن النبی صلعم مثل اعمش و کحول و عطاء وغیر ہم کا نام  
 حدیث ہے۔ جب مثل اعمش و کحول وغیر ہما کا نوشتہ جیسا امام اعظم رحم کا نوشتہ  
 و گفتہ (کہ گویا انشا ہے) کہ بعد تحقیق مسئلہ کے اپنے امام محمد رحم وغیرہ کو لکھوا  
 فرمایا تھا) ضعیف ٹھہری۔ تو خبر احادیث منسوبہ الی الأعمش وغیرہ کہ باعث  
 بعد زمان کے سبکہ احتمال کذب کا رکھتی ہے۔ کیونکہ ضعیف ٹھہرے

سے پیشی حدیث ملنے پر مغرور نہونا چاہیے۔ کہ متاخرین کی حدیث بالکل  
 رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں۔ اس سے وہ کم سچا۔ بہت اچھا۔  
 اسکی باقی تقریر کو تذکرۃ المذاہب کے ۶۵۵ صفحہ میں پائینگے۔ اگر نظر  
 کریں گے۔ **ثانیاً** خود ہر محدث نے یوں اقرار کر لیا ہے۔ کہ میں نے  
 کڑوڑ ہا حدیثیں جمع کی تھیں۔ انہیں سے اتنی احادیث مثلاً اپنی کتاب  
 میں داخل کیں۔ اور باقی کو جس میں بہت سی حدیثیں صحیح صحیح سمجھیں  
 متروک کیا۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ امام صاحب کی مستدل حدیثیں  
 جنکو متاخرین نے صحاح کے تکیہ پر لا اہل لہا کہا ہے۔ انہیں حدیث  
 متروکوں میں ہوں۔ یا ان حدیثوں میں جو صاحبان صحاح تک پہنچیں  
 آسمین رہ گئے ہوں۔ یا جن جن حدیثوں کو صاحبان صحاح وغیر ہم رحم  
 نے امام صاحب کی مخالفت پر بسند متصل مرفوع ثابت کیا۔ وے حدیثیں  
 امام صاحب کے وقت میں غیر صحیح و موضوع ٹھہری ہوں۔ یا انکے بعد  
 موضوع ہوئے ہوں۔ چنانچہ اسی خلف ہوا کے خوف سے امام صاحب  
 نے فقہ و اصول کو نردین کیا اگر اس بحث کی تحقیقات کو اچھی طرح سے  
 جانا چاہتے ہیں تو تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ دہم میں اور ایقاظ میں اور  
 ضمیمہ کے مناظرہ میں نظر فرمادیں۔ پانچواں یہ ہے کہ ناظا ہر نہیں کہ اکثر  
 کو اپنی بولی بیٹھی۔ غیر کی بولی کھٹی معلوم ہوتی ہے۔ سے میٹھا میٹھا ہے  
 ہسپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔ بلکہ ہر کسی کو اپنے بول بال اپنے کا خیال ہوتا  
 ہے۔ اور ہر کوئی اپنی دوکان کی نمائش دیکھا کرتا ہے۔ اے ماشاء اللہ

کی تاقی متقدم سمجھیے۔ اور بدلیل حدوث خیر القرون قرنی اخیر  
 ام سلمہ الثبوت ہے کہ نوشتہ وگفتہ متقدمین خیر القرون۔ نوشتہ وگفتہ متاخرین  
 شر القرون سے اقویٰ و معتبر تر ہے۔ تب لامحالہ امام صاحب یا انکے  
 شاگردوں کی تدوینات صاحبان صحاح کی تدوینات سے معتبر تر ہیں  
 اب میں جو مستدلہ حدیث امام صاحب کی پیش کروں گا۔ وہ صحیح ہوگی  
 نہیں تو اعتبار کا کچھ اعتبار نہ رہے گا۔ جس کا جی جو چاہے سو اختیار کر لے گا۔ اور  
 مضمون حدیث خیر القرون قرنی اخیر برباد جائیگا۔ چوتھی یہ ہے کہ صحاح  
 وغیرہ کے اندر اگر کوئی حدیث مستدلہ امام اعظم رحمہ کی بنائے جانے کے  
 سبب سے انکے استدلال کو باطل سمجھنا گویا عین اپنی جہالت و غباوت  
 پر اقرار کرنا ہے۔ کیونکہ اولاً تو بخاری رحمہ ترکستانی و مسلم رحمہ نیشاپوری  
 و داری رحمہ نیشاپوری و ابو داؤد رحمہ سجستانی و نسائی رحمہ خراسانی و ابن  
 ماجہ رحمہ عجمی نیز ہم چند محدث غیر عربی و غیر خیر القرون نے کُل احادیث  
 نبویہ صلعم جمع کر لیا ہے۔ اور اُس پر کُل احکام شریعت کا دار و مدار  
 رکھنا۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی بجز مشرہ حدیث کے نہ ہو چاہیے عقائد  
 کرنا۔ بالکل خلاف عقل و نقل کی بات ہے۔ کہ سبحان اللہ کیا خوب ائمہ  
 اربعہ خصوصاً امام الائمہ باوجود قرب زمان الی الرسول صلعم اور عرب  
 ہونے کے بھی کُل احادیث نبویہ صلعم پر حاوی نہ ہو سکے۔ پھر یہ چند  
 غیر عرب البعد زمان عن الرسول کُل احادیث پر کیونکر حاوی ہو سکے  
 ۵ برین عقل و دانش پیدا کریت دفع و خل متاخرین کو متقدمین



- جیسا آپ اپنی اپنی تقریر کے ثبوت میں گرفتار - اور مجھے بھی اپنے مذہب کی دلیل پر گرفتار - حتیٰ کہ اساتذہٴ اخیار - اور اولیاء و انبیاء اہل بیت بھی ایسی کردار میں سیکھے گرفتار - نہیں تو حضرت موسیٰ عم قتل میں قسطنطین کے کیوں ہو گئے تھے طرفدار - اسلئے محدثین بھی اپنے اپنے مذہب کے ثبوت میں ہو گئے ہیں طرفدار - اور جن جن حدیثوں سے انکے مذاہب کی تقویت ہوتی تھی انکو کیا اختیار - اور اگر مذہبوں کی حدیثوں میں ضعف وغیرہ کی کو گئے ہیں گرفتار - پھر کیونکر ان محدثین مخالفین مذہب حقیقی کی گرفتار - امام الائمہ کی مخالفت پر ہوا اعتبار - علی ہذا القیاس مورخوں کی بھی یہی ہجر کردار - پھر معاندین تو ہیں بسکہ دشمن و اعداء انکے جرح و قدح کا ہے کیا اعتبار - جب میں نے اس بات کو آپ لوگوں کے گوش گزار کر دیا - تو بطور نمونہ کے کچھ حال عناد محدثین بلکہ انکے بعض مشائخون کا بھی ذکر کرونا ہم پر لازم ہو گیا - وہ یہ ہجرت کہ بعض مشائخون میں سے صاحبان صحاح کے اسمعیل بن علیہ میں جس نے مخلوقیت قرآن پر اعتقاد کرانے کے واسطے سیکڑ دن علما سے نامدار - و فضلاء سے ہزار و دویار - کو تہیض مامون خلیفہ کے تہ تیغ کر وایا - چنانچہ میں سنئے اس بات کو جب بیسویں تبصرہ میں لکھا - اور عمدہ ترین مشائخون میں سے ابو بکر بن شیبہ میں جس نے امام صاحب کے رد پر کتاب لکھا - اور عثمان بن شیبہ اور محمد بن شیبہ بیٹے تیون برادر تو گویا اصل الاسول صحاح کے ہیں - یہاں تک ابن ماجہ و مسلم نے اپنے نکت کتاب کو انکی روایت

ہی نہیں۔ چنانچہ انھوں نے خود بھی عدم مشومیت کی روایت کو اپنے صحیح  
 میں لایا۔ اور اس عبارت پر ہاں شرح مواہب الرحمن سے بھی اتکا حال  
 ظاہر ہے۔ وعن حدیث نعیم المجملہ منہ معلول فان ذکر البسملة  
 فیہ بما تقرد نعیم من اصحاب الی ہریرۃ رض وانہ حدث عن  
 الی ہریرۃ رض انہ صلعم فكان یجمر بالبسملة فی الصلوٰۃ  
 وقد اعرض عن ذکرہ فی حدیث ابی ہریرۃ رض صاحب  
 الصحیح ولم یندکرہا واحد منہما مع شدتہ حرص البخاری  
 علی معارضتہ الامام ابی حنیفہ بالاحادیث مہما ممکنہ  
 بدلیل ما اشحن بہ صحیحہ فقط کہ اس سے شدت حرص بخاری  
 کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابو حنیفہ رحمہ کے ساتھ احادیث کے جس قدر انکے  
 امکان میں ہی اس دلیل سے کہ جس سے اپنے صحیح کو انہوں نے بھرا ہے۔ بخوبی معلوم  
 ہو گیا۔ جب امام بخاری رحمہ کا یہ حال ہی تو پھر ترمذی و ابو داؤد و مسلم  
 و نسائی وغیرہم رحمہم کا جو انکے شاگرد یا شاگرد کے شاگرد ہیں۔ اور اپنی  
 اپنی کتابوں میں امام صاحب کے معاندین کی روایتوں کو بھردیے  
 میں کیا پوچھنا ۵

جو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانا۔ اس لیے یعنی اسی تعصب و  
 تعصب کے سبب سے کہ محدثین کا امام صاحب کے شاگردوں اور  
 معاندوں اور محضروں اور معصروں اور سفلوں نے الدرجہ کے  
 اقوال کو حدیث کی سند میں اعتبار کرنا۔ اور امام صاحب کے قول کو

ولا تباغضوا ولا تتدابروا وكونوا عباد الله اخوانا وفي  
 رواية ولا تنافسوا تتفق عليه كذا في المشكوة ٢٥١ - اور  
 الخبر يمتثل الصدق والكذب سے اور حدیث لیس الخبر  
 كالمعاينة سے مستحکم ہے۔ اور حدیث لا تسبوا الاموات الخ  
 اور حدیث سباب المسلم فسوق الخ اور حدیث لیس المؤمن لطبا  
 ولا لعان ولا فاحش ولا بذي کے معنیوں سے اعراض کیا۔ اور  
 فقط نعیم کی خبر پر اکتفا کر کے اتنی قبائح کو امام سفیان رحم کی طرف منسوب  
 کر رکھا۔ حالانکہ حسب روایت فخر الواصلین امام سفیان رحم قبل موت  
 امام صاحب کے انتقال کر چکا تھا۔ چنانچہ۔ سال ترحیل او جاے جان۔  
 لکھا عباد اللہ آیت ولا تلمزوا انفسکم ولا تتابزوا بالالقاب  
 بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یبت فاولئک  
 هم الظالمون۔ یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن  
 ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا  
 یتع احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکره متولا و  
 التقوالله ان الله ثواب الرحیمه وآیت والذین جاؤا  
 من بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا  
 بالایمان ولا تجعل قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک  
 سرور الرحیمه کو بھی فراموش کیا۔ طرفہ ماجرایہ ہے کہ امام صاحب  
 کی شان میں اثنام منہ لکھا۔ حالیکہ شوم شریعت بیضار میں موجود



سرخروئی اور نہایت دکھاتے ہیں۔ اور بڑی بڑی کتابوں کے نام لیکر  
 عوام کا لہہ اٹھوا دینے پر جاتے ہیں۔ حالانکہ صاحب کتابوں کے  
 عمل و مال و منصب و قال سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ وہ محض  
 پرچ و لچر بات ہی۔ ہاں اگر انکا نوشتہ حقیقی کی موافقت کرے۔ تو البتہ حقیقی  
 کے لیے دلیل ہوے۔ کیونکہ معاند کا نوشتہ مخالف کے صزر پر معتبر نہیں  
 موافقت پر معتبر۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ احادیث صحاح وغیرہ امام صاحب  
 کی مخالفت پر حجت نہوے۔ بلکہ موافقت پر حقیقی کی حجت ہوے۔ کہ باوجود  
 شیوع و تعصب و عناد کے حقیقی کی حدیثیں غیر حقیقی کی کتابوں میں پائی جاتی  
 ہیں۔ لہذا الدلیل عند الحنفی قاعدہ ہے کہ جہاں کہیں کسی امر کو  
 چھپا نہیں سکتا ہے۔ وہاں اسکا مخالف بھی اسکو اقرار کر لیا کرتا ہے۔ بعد  
 اسکے دفعیہ کی تدبیر کیا کرتا ہے۔ چنانچہ یہ روایت تحت السنہ کی عن  
 بن وائل بن حجر عن ابيه قال سمعت النبی صلعم وضع يمينه  
 علی شماله تحت السرّة اخرجہ ابی شیبہ فی مصنف۔ جو زمانہ میں ابوبکر  
 ابن ابی شیبہ کے بہت ہی مشہور و اہل من السنس تھی چھپانے سے چھپتی تھی  
 تب انھوں نے باوجود معاند ہونے امام صاحب کے بھی اسکو اپنی مصنفہ میں  
 درج کیا۔ لیکن انکے متبعین نے بیچھے چلکر اسکا تذکرہ کیا جیسا کہ ابن حزمیہ نے  
 نے بعدت مدیک کے اسی روایت مذکورہ کو تضعیف بلکہ تحریف کر کے تحت  
 السنہ کی جگہ میں علی صدرہ یعنی عن وائل بن حجر قال صلیمت مع  
 النبی صلعم۔ فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ لکھا



پر کی گفتار ہو۔ اور بعضوں کی حسد پر رفتار۔ چنانچہ ابن عبد البر نے  
 اس باب میں یہ عبارت لکھی ان السلف قد سبق بعضهم من بعض  
 کلام کثیر فی حال الغضب ومنه ما حمل علی الحسد ومنه  
 ما حمل علی التاویل مما لا یلزم المقول فیہ شیء منه وذكر  
 من کلام الصحابة والتابعین وتابعهم من النظر بعضهم  
 فی بعض شديداً کثیر الملیفت الیہ احد من العلماء ولا عولاً  
 علیہ لانهم بشر یغضبون ویرضون والقول فی الرضی غیر  
 القول فی الغضب فمن اراد ان یقبل قول العلماء بعضهم فی  
 بعض فلیتلا یقبل قول من ذکرنا من الصحابة بعضهم فی  
 بعض وقول من ذکرنا من التابعین وائمة المسلمین بعضهم فی  
 بعض فمن فعل ذلك فقد ضل ضللاً لا یبیدا وخسر خسراً  
 صیناً وان لم یفعل ولن یفعل ان هداة الله والحمد لله  
 فلیقف کذا فی الصواعق - اور اسلئے تاج الدین اسکی شافعی  
 فی اپنی طبقات الشافعیہ میں لکھتا ہے۔ فلا یلتفت بکلام النور  
 وغیرہ فی ایسی حقیقتہ جہ و ابن ابی ذئب وغیرہ فی مالک  
 وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد بن صالح ونحو  
 ذلك فقط۔ ایضاً یہی لہذا اطلقنا تقدیر الجرح لما سلم لنا  
 احد من الامنة اذ ما من اما ما لا وقد طعن فیہ  
 طاعنون وھلک فیہ ہا لکون فقط بچر کیوں امام صاحب

اور بخاری رحمہ اللہ نے تو تحریف نہ کیا۔ البتہ سکوت اختیار کیا۔ اسوجہ  
 سے کہ پیچھے والے اسکا تدارک بخوبی کر سکے۔ غرض اس طرح کی بہت سی روایات  
 مشہور مشہور جو امام صاحب کے موافقت پر تھیں عناد مذہبیہ کے سبب سے  
 نسیا منسیا ہو گئیں۔ اور مورخین مذکورین کلام وغیرہم اکثر غیر مستثنیٰ ہیں  
 انکے تعصبات کا حال کیا چھینا الامان الامان ہجریہ مصریہ ۵۰۰ وکین قلیہ وکف  
 است۔ انکی شان پر صادق ہے۔ کہ انھوں نے امام صاحب کی تابعیت کو اڑانے  
 کے واسطے انتقال میں صحابہ رضہ کے بہت کچھ افراط تقریط کر رکھا۔ اور یوں  
 بھی بین المورخین کے اختلاف کا حال تو خارج عن البیان ہے۔ اس  
 امر کو تاریخ دان جانے ناوان کیا جانے۔ حضرت جب صاحبان صحاح نے  
 جناب رسالت مآب صلعم کی تاریخ رحلت میں (کہ متفق علیہ کسی روایت میں باسٹھ  
 برس اور کسی روایت میں باسٹھ وغیر ذلک ہے) واثوق کلی کی سند نہیں لاسکا  
 نہ مکث فی المکہ کی مدت کو (کسی روایت میں دس برس کسی میں پندرہ ہجری ٹھیک  
 بیان کر سکا۔ وغیر ذلک اکثر حدیثوں میں اسی طرح کی ہجرت۔ کہ محدثین عبت  
 بعد زمان سید الانبیاء والابرار کے بالاضطرار۔ اقوال اخبار میں ہونے لگے۔  
 پھر دو مرتبہ کیا اعتبار۔ خیر اگر اعتبار ہے تو علم شیخ بہتر از جمل شیخ کا اعتبار ہے۔  
 ہاں اکثر اوقات عبرت بالزام خصم کے واسطے یا دریافت حال رتبہ متقدمین کے  
 لیے درکار ہے۔ لیکن نہ اس درکار کے درکار سے۔ نہ اس اعتبار کے اعتبار سے  
 یعنی اگلے نوشتہ کے مکہ پر اعتماد و اصرار کر کے ائمہ اربعہ ابرار کی شان میں ملامت  
 گفتار و مابکار کر دے کر تاروا و اختیار ہے۔ کیونکہ اکثر روایات کی حالت غضب

بن مالك فشكوا ناليه ما يلقون من الحجاج فقال اصبر واقانه  
 لا ياتي عليكم زمان الا الذي بعده شر منه حتى  
 تلقوا ربكم سمعته من نبيكم صلعم اخرج به البخاري - <sup>٣٩٠</sup> والترمذي  
 كذا في التيسير عن عمر رض قال قال رسول صلعم اكرموا  
 اصحابي فانهم خياركم ثم الذين يلونهم ثم الذين يليو<sup>تهم</sup>  
 ثم يظهر الكذب حتى ان الرجل ليحلف ولا يستشهد و  
 يشهدون ولا يستشهدون الا من ستره تجبوبة  
 الجنة فليزما الجماعة كذا في المشكوة - عن عمران  
 بن حسين رض قال قال رسول صلعم خير الناس قرني  
 ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (قال عمران رض  
 فلا ادري اذكر بعد قرنه مرتين او ثلثة) ثم ان بعد<sup>هم</sup>  
 قوما يشهدون ولا يستشهدون (تا) زاد في روايته و  
 يحلفون ولا يستحلفون اخرج النجاشي في روايته للشيخين  
 والترمذي عن ابن مسعود تسبق شهادة ائمة ائمة عصره و  
 يبينه شهادة القرن العصور هي الامة في كل عصر  
 من الا عصا ركلما انقضى عصر سمي اهله قرنا سواء طال  
 او قصر و اراد بقوله قرني اصحابه صلعم الخ كذا في  
 التيسير - <sup>٣٢٦</sup> عن ابي قنادة قال قال رسول صلعم الايات  
 بعد الماتين اخرج ابن ماجه - <sup>٣٠٤</sup> ايضا في عن السري بن مالك

کے طاعنون کی طرف کوئی التفات کریگا۔ انشاء اللہ خود انکو ہلاک کریگا۔  
 چھٹوان یہ ہے کہ پہلا آپ زمانہ مبشر باخیر اور زبان مبشر بالشر کے  
 درمیان امتیاز و بصارت پیدا کر لیجیے۔ بے بصیرت رہنا باشد و حق  
 و باطل تمیز۔ کوریک و اندام صاعے سحر و اعجاز کلیم۔ بعد اسکے صحاح وغیرہ  
 کے تکیہ پر جو کچھ لکھنا پڑھا کیجیے۔ وہ امتیاز مصرقہ الذیل حدیثوں کے مضامین  
 کو سمجھنے سے خواہ مخواہ دل میں پیدا ہو جائیگا۔ بجز زندیق کے کسی مومن  
 کو شبہ نہ رہیگا۔ عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول صلعم خیر  
 امتی القرن الذی بعثت فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین  
 یلونہم (واللہ اعلم اذکر الثالث امرک قال) ثم یخلف  
 قوم یحبون السمانۃ یشہدون قبل ان یشہدوا <sup>نفس</sup> اخرجہ ام  
 عن عمران بن حصین یحدث ان رسول صلعم قال ان  
 خیرکم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔  
 ثم الذین یلونہم (قال عمران بن حصین فلا ادری اقال رسول  
 صلعم بعد ثمرۃ مرتین او ثلاثا) ثم یشہدون بعدہم  
 قوم یشہدون ولا یشہدون و لا یستشہدون و لا یخونون و لا یمنون  
 و یندرون و لا یوفون و ینظرون فیہم السمن اخرجہ ام  
 عن عائشۃ رضی قالت سئل الرجل النبی صلعم ای الناس  
 خیر قال القران الذی انا فیہ ثم التالی ثم الثالث  
 اخرجہ المساء <sup>۲۶</sup> عن الزبیر بن عدی قال آتینا النس

یعنی خیر القرونی میں واقع ہونا۔ اور صاحبان صحاح کی پیدائش و تدوین  
 بعد عبور زمان مبشر بالشریعہ یعنی نشر القرونی میں وقوع ہونا۔ ثابت ہوئی  
 تو امام صاحب کی مسئلہ حدیث کو صاحبان صحاح کی حدیث پر گزشتہ  
 نہیں کر سکتی ہے۔ اگر کہے تو مضامین احادیث مذکورہ بالا کے منکسر  
 ہونا۔ اور خیر کو نشر سے اور شر کو خیر سے متبادل ہونا لازم آوے۔  
 العیاذ باللہ اب اس تقریر سے جتنی کتابیں غیر مقلدین کی یا اور اور  
 متعصبوں کی جو حقی مذہب کی مخالفت پر تالیف ہوئیں ہیں سب کی  
 سب مردود ہو گئیں ہیں۔

دفع و دخل اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمھاری فلان فلان حدیث کو  
 ابن جوزی وغیرہم نے اپنی موضوعات میں دخل کیا ہے۔ تو جواب سکا  
 یہ ہے کہ ابن جوزی وغیرہ کے موضوعات کو (جو بدترین زمانہ میں تالیف  
 ہوئیں) صحاح کے مقابلہ میں پیش کرنا۔ علیٰ ہذا القیاس صحاح کی  
 حدیث کو امام اللامہ امام ابو حنیفہ رحم کی مسئلہ حدیث کے مقابلہ میں  
 پیش کرنا۔ کیسا جیسا خالص زرو جو اہر کے مقابلہ میں بلع اور مصنوعی  
 کو ظاہر کر کے احمقوں کو ہسگنا۔ بلکہ صحت صحاح پر جو تعلق امت ہو چکے  
 کا دعویٰ تمھارا ہے اسکو فی النار والجنم بھیجا۔

ساتویں یہ ہے کہ اخبار احاد پر صحاح وغیرہ کے عمل کرنا درست نہیں  
 کیونکہ محدثین متجرین اور محلین منشرین پر مخفی نہیں کہ سوائے حدیث  
 من کذب علیا معتدا لہ کے کل احادیث صحاح وغیرہ کا جزا احاد ہے۔

عن رسول صلعم قال امتی علی خمس طبقات فاربعون  
 سنة اهل بر و تقویٰ ثم الذین یلونهم الی عشرین ومائة  
 ستة اهل تراحم و تواصل ثم الذین یلونهم الی ستین  
 وماته سنة اهل تدابر و تقاطع ثم الصرح الصرح اخرج ابن  
 ماجه الاضافیه - عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلعم امتی  
 علی خمس طبقات کل طبقة اربعون عاما فاما طبقه وطبقه  
 اصحابی فاهل علم و ایمان و اما الطبقة الثانية ما بین  
 الاربعین الی ثمانین فاهل بر و تقویٰ ثم نحوها اخرج ابن ماجه  
 ابوبون کوان حدیثون سے حال ابتدا و انتہا و مدت معینہ زمان مبشر بخیر  
 کہ ایک سو ساٹھ برس تک ہجری - اور معنی قرن اور ابتدا و زمان مبشر بالبشر کہ دو سو  
 برس کے بعد سے شروع ہجری - بخوبی معلوم ہو گیا - اور حال و ولادت امام  
 اعظم ابو حنیفہ رحم کا بھی کہ ۶۱ یا ۸۰ میں ہجری - اور حال پیدائش  
 امام بخاری رحم کا بھی کہ ۱۹۴ میں ہجری - اور باقی صاحبان صحاح کی پیدائش  
 بعد دو سو برس کے ہجری کہ وہ کہہ کو خوب معلوم ہو گیا ہجری - کہ منیٰ تذکرۃ المذہب  
 کے ۴۴۸ صفحہ میں لکھا ہجری - اور حال وضع و ضامین معاذین للاسلام  
 کا بھی کہ قبل پیدائش صاحبان صحاح کے شروع ہو گیا تھا - بہنوں کو  
 ہمارے تذکرہ مذکور کے ایقاظ کے ملاحظہ سے اچھی طرح سے گوش گذار  
 ہو چکا ہجری - کہ اکثر دیار کے علماؤن نے ڈاک کے ذریعہ سے منگو انیا ہجری -  
 خلاصہ جب امام صاحب کی پیدائش اور تدوین زمان مبشر بخیر



فسلمت علی بابک ثلاثا فلم تردوا علی فرجعت وقد قال رسول  
 صلحما اذا استاذن احدکم ثلاثا فلم یؤذن له فلیرجع  
 فقال عمر رضی اقم علیہ البینة والاکا وجعتک فقال ابی بن  
 کعب رضی لا یقوم معہ الا اصغر القوم قال ابو سعید قلت  
 انا اصغر القوم قال فاذهب به (تا) فمقت معہ فذهبت  
 الی عمر فشہدت اخرجه المسلم۔ اسکے سواے اور بھی اس طرح کی  
 چہ سات دہیتین باب الاستیذان میں سلم اور بخاری کی موجود ہیں۔  
 او بیسیر الوصول میں سلم اور ابو داؤد سے ہے کہ حضرت علی رضی کو  
 تین بار صلت دلاتے۔ اور ازالم میں ہے کہ حضرت عمر رضی بلا ضرورت خبر احاد  
 کی طرف التفات فرماتے۔ اور بخاری اور موطاء و ترمذی و ابو داؤد و ابی  
 ماجہ وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی مغیرہ بن شعبہ کی روایت  
 میں هل معک غیرک (یا) اثبت من یشہد معک علی  
 ہذا فرماتے سواے اسکے علماء متدین اور فضلاء متشرعین  
 پر ناظاہر نہیں کہ صحابیوں نے تالیف قرآن کے وقت میں باعث حدیث  
 مقبول ہونے خبر احاد کے لفظ منتالجات کو قرأت حضرت ابی رضی میں  
 سے جو آیت قضاء رمضان میں تھا۔ تعدا من ایام اخر  
 منتالجات۔ اور قرأت حضرت ابن مسعود رضی میں سے جو آیت  
 کفارہ یمین میں تھا قرآن سے نکال ڈالا۔ جب خبر احاد صحابہ  
 کی دلیل شرعی نہوی۔ پھر خبر احاد غیر صحابہ کی۔ (جو صحاح وغیرہ میں

خبر متواتر نہیں اسلیے ابن صلاح نے کہا ہجو کہ حدیث میں اگر کوئی متواتر کی مثال ڈھونڈے۔ تو تھک جاوے۔ حتیٰ کہ حدیث انہا الاعمال بالانیا بھی اس متواتر کی مثال سے نہیں۔ اگرچہ اتنے لوگوں نے اسکو روایت کیا ہجو کہ عدد و کنگے حد متواتر کو پہنچتے ہیں۔ ولیکن کثرت اسکی رواد کی بوط اسناد میں ہوئی نہ قرن صحابہ میں انتہی۔

اور خبر احاد سے فائدہ علم یقینی شرعی حاصل نہیں۔ نہ ان پر عمل نہ کرنے سے بلکہ بالفرض انکار کرنے سے بھی خوف عذاب کا متحقق نہیں اگر ہوتا تو صحابہ کی خبر احاد کو باوجود مسلمیت عدالت صحابیت کے صحابہ رو نہیں کرتے بلکہ رد و انکار کے عذاب سے ڈرتے۔ نہ انکے تصدیق کے لیے شاہد طلب فرماتے نہ حلف دلواتے۔ بلکہ فقط انہیں خبر احاد پر کفایت کرتے۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل نیچے کی حدیثوں سے بخوبی معلوم ہو جائگی۔ عن فاطمة بنت قیس قالت ان نرجھا طلقوا ثلثا ولم یفرض لہا رسول صلعم سکنی وکالتفقت ورسدہ عمر رض قال لاندع کتاب ربنا وسنت نبینا بقول امراتہ لاندری صدقت ام کذبت ام حفظت امر نسبت۔ عن بسر بن سعید قال سمعت اباسعید الحدری رض یقول کنت جالساً بالمدينة فی مجلس الانصار فاتان ابو موسیٰ فرعاً او مدعوراً قلنا ما شانک قال ان عمر اسل الی ان اتیکہ فایت بابہ فیلت ثلاثا فلم یرد علی فرجعت فقال ما منعک ان قاتینا فقیت انی ایتناک

رہا لکھ الخ کے مضمون سے اعراض کرنا۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔  
 سجان اللہ کیا خوب آپ لوگوں نے تو عمل بالقرآن والحدیث المتواتر کو  
 طاقتوں پر رکھ چھوڑا۔ پر اخبار احاد پر بہت کچھ اودھم مچایا۔

۵  
 یہ بین تفاوت رہ نہ کجاست، کجما تظنیہ جب دلیل قومی اور برہان ملی سے  
 ثابت ہو گیا کہ خبر احاد صحاح وغیرہ قابل حجت شرعی یقینی نہوا۔ تب  
 لاندھیوں کے سرگرمیوں نے جو جو کتابیں حنفیوں کے رد میں لکھی ہیں  
 اور انہیں صحاح کی حدیثوں کی جہتیں لائے ہیں وہ سب اس نظر سے  
 کالبا، منشور ہو گئی۔ خصوصاً ان عبدالبطنون کی کتاب جس میں ریحا تین  
 موجود ہیں۔ رد کردیا حنفیہ متعصبہ نے محکمات صریحہ کو جو وال تھے کہ عباداً  
 میں نیت شرط ہے۔ رد کردیا مقلدان بے معنی نے سنت  
 محکمہ صریحہ صحیحہ کو کہ وہ نہیں ہے بیع رطب کے بعوض تم کرنے  
 رد کردیا حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ  
 غیر منسوخہ غیر معارض ہا کو جو دلالت بینہ رکھتی تھی کہ  
 وقت ظہر کا ایک مثل ہے اور ایک مثل کے بعد عصر کا وقت  
 آجاتا ہے۔ رد کردیا حنفیہ متعصبین نے ان احادیث صحیحہ صریحہ محکمہ کو  
 جو دلالت کرتے تھے کہ بول غلام پر فقط نضح اور رش ماہ کاغنی او غسل  
 کی حاجت نہیں جیسا صحیحین میں ہے۔ رد کردیا حنفیہ متعصبین نے  
 احادیث و ترکہ جو دلالت کرتے تھے کہ یک رکعت مقول ہے۔ رد کردیا  
 حنفیہ متعصبین نے احادیث صحیحہ محکمہ کو جو قاطبہ دلالت کرتے تھے جہاں ہے

بعد عبور زمانہ مبشر بالآخر حسی کہ بعد مرور زمانہ تبع تابعین کے اور بعض صالح  
 و صالح ہونے وضع و ضامین المعاندین اسلام کے صحیح سنائی خبرین تا  
 ہوئیں کیونکہ ایسی دلیل شرعی ہوگی۔ جس میں کل شریعت کا مدار ان  
 پر کیا جائے۔ برین عقل و دانش بیا بدگیت۔ اجماع صاحب جب خبر  
 کے مادے میں صحابیوں کا یہ حال و قال ہو پھر آپ لوگوں کا کس برتہ پر  
 تکیا پائی۔ ہاں اگر آپ لوگ بسبب عناد نہ ہی کے ہمارے اس استنباط کو ناپسند  
 کریں تو کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے پیشوا ابن حجر عسقلانی رحمہ کے اس قول  
 کلہا سوال اول احاد و فیہا المقبول والمرود کو تو ضرور پسند  
 کریں گے۔ ورسند گردانیں گے۔ باوجود اسکے کل اخبار احاد کو صحاح وغیرہ  
 کی حدیث نبوی فرض کم کے ہر ہر بات میں قال النبی قال النبی کہنا بے شک  
 حدیث متواتر مذکور من کذب علی کا مصداق بنا ہوا۔ اور ان حدیثوں  
 کے مضامین کو جو صحاح وغیرہ کے باب التوقی فی الحدیث میں ہیں بدر  
 سمجھنا۔ اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم کف بالمرء کذبا  
 ان یحدث بكل ما سمع رواہ مسلم کذا فی مشکوٰۃ کا ذوب بنا۔ اور  
 خبر احاد صحاح وغیرہ کو کل شریعت کا مدار سمجھ لینا اور انکو آیت ما  
 اتاکم الرسول فخذوا و ما نہیکم فاجتنبوا کا مصداق فرض کر کے لوگوں کو  
 عمل پر انکے ورغلا نا۔ اور انکی مخالفت پر ڈرانا۔ صحابیوں رض پر عیب  
 لگانا اور غیر رسول کو رسول قرار دینا۔ اور حیات و موت کو رسول صلعم کی  
 دود و بار فرض کرنا۔ بلکہ قولہ تعالیٰ۔ استشهدوا شہیدین من

باطل ہو گیا۔ قطع نظر اس تقریر کے اور سنئے جب صحابہ متفرد کے خبر احاد  
 یقینی واجب العمل تھری۔ تب یہ خبر سند متصل مرفوع کی کب دلیل شرعی  
 یقینی ہوگی۔ اعتراض اگر کوئی کہے کہ حاکم نے کہا ہے کہ بخاری  
 اور مسلم کی یہ شرط ہے کہ وہ کوئی روایت اپنی کتاب میں نہیں لاتے  
 جب تک کہ اسکو دو صحابی مشہور نے رسول صلعم سے روایت نہ کیا ہو۔  
 پھر ان صحابیوں سے دو یا زیادہ تابعی نے روایت کیا ہو۔ پھر تابعین  
 سے دو یا زیادہ تبع تابعین نے روایت کیا ہو۔ تب تو صحیحین کی سب  
 حدیثیں مطابق دلیل شرعی کے ہیں۔ جواب ہاں اگرچہ دعویٰ حاکم  
 کا یہ ہے جو اپنے بیان کیا۔ لیکن تکذیب اسکی عیان ہے حاجت بیان نہیں۔  
 کیونکہ صحیحین میں ایسی روایتیں بہت ہیں جسکی ایک ہی سند ہی سب  
 چنانچہ صحیحین دیکھنے والے اور پڑھنے والے پر یہ امر مخفی نہیں۔ اگر  
 ہماری بات کو قبول نہ کریں۔ تو ضرور امام نووی شافعی کی بات کو قبول  
 کریں گے۔ وہ خود یہ فرماتے ہیں کہ یہ انکی شرط نہیں کہ انکی کتاب میں  
 ایسی روایتیں ہیں کہ اسکی ایک ہی سند ہے۔ اُسہیں سے حدیث اتنا  
 الاعمال بالنیات بھی ہوا تھا۔ اور حاکم کا قول اسطرح کا بہت ہے  
 انہیں سے ارشاد البلیب میں ایک منقول ہے خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ  
 جب بخاری رحمہ نے اپنی کتاب صحیح کو تالیف کیا۔ تب امام احمد حنبل وحیی  
 بن معین و علی بن المدنی وغیر ہم پر پیش کیا۔ اُنہوں نے پسند کیا۔  
 اور صحت کی شہادت دی۔ (۲) اور سنئے میں نیشاپور میں آئے۔

رو کر دیا حنفیہ نے نصوص صحیحہ صحیحہ کو جو صراحتہً دال تھے کہ قرأت فاتحہ  
 نماز میں فرض ہے۔ رو کر دیا اہل ابطالان اور ارباب خذلان اور اہل ضلال  
 اور ارباب بغاوت نے صد ہا نصوص صریحہ صحیحہ صحیحہ کو۔ وغیر ذلک جو فتح المبین  
 علیٰ رد مذاہب المقلدین میں بین۔ اور یہ عبارت ابو حنیفہ نے اس میں  
 میں حدیث بخاری کا خلاف کیا۔ اس مسئلہ میں حدیث مسند کا ظاہن کید  
 علیٰ اذ التماس جیسا ظفر المبین میں ہے انتہی۔ اسی طرح کی تحریروں تقریر قابل  
 عمل کیا معنی قابل دید بھی نہیں بلکہ قابل سوختنی ہے کیونکہ جب احادیث  
 صحیحہ کا خبر احاد ہو نا ثابت ہوا۔ تب دعویٰ ایشام کہ سنت صریحہ صحیحہ  
 نہیں سوختہ قطعاً صحیحہ صحیحہ وغیر ذلک محض ہے اصل جو جوٹ ٹھنڈا۔ کیونکہ جنی حدیثوں  
 کو یہ لوگ قطعاً صریحہ صحیحہ صحیحہ صحیحہ معارضہ کرتے ہیں۔ اور اپنے شورش و شغب کرتے  
 ہیں ان سب کا معارضہ صحیحہ صحیحہ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ آئندہ اسکا  
 ذکر آتا ہے۔ پیران نمی پرند میدان می پرانندی نقل ہے۔ اعتراف  
 اگر کوئی کہے کہ خبر احاد میں حدیث متصل مرفوع بھی شامل اور وہ  
 واجب العمل و مقبول ہے۔ جواب ہاں شامل ہے مگر بشرط القرون کے  
 اخبار احاد واجب العمل و القبول ہونے میں گفتگو ہے کہ امتیاز اسکا فی  
 زمانہ محال ہے کہ بیت سے حدیثیں متصل مرفوع موضوع بھی ہیں  
 چنانچہ اس باب میں تمھاری کتب موضوعات ہماری شاہد ہے۔ جب  
 حدیث متصل مرفوع میں وضع کا احتمال آیا۔ تب بدلیل اذ اجاء  
 الاحتمال لطل الاستدلال۔ یقینی استدلال کرتا ان سے

دو بزرگ کی صحیحین کا حال یہ ٹھہرا۔ تب غیر صحیحین کا حال کیا ہوگا اس سے  
 دریافت کر لیجئے۔ کیونکہ نسائی و ابو داؤد و غیرہ ان دونوں کے شاگرد  
 ہیں۔ اور واقعی میں سے محدثین مشہورین ہم عصرین نے ایک دوسرے  
 کی روایت لے لیکر اپنی اپنی کتاب بھری۔ انالفسانیت کے سبب سے اس  
 بات کو اپنی کتاب میں ذکر نہ کیا۔ (الا ماشاء اللہ) اب فی زمانہ لوگوں  
 نے اسکو متواتر سمجھ لیا۔ جتنا کہ اُنکے تکیہ پر مذاہب ائمہ اربعہ کو تہ و بالا کرنے لگا  
 حالانکہ علمائے محققین اور فضلا سے مدققین نے لکھا ہے کہ ائمہ محدثین مشہورین  
 متاخرین کے صحاح کے تکیہ پر ائمہ اربعہ متقدمین کو الزام نہ دینا۔ نہ انکی روایتوں  
 کو انکی روایتوں سے تصحیف کرنا۔ کہ طریق سند متقدمین اور تھا۔ متاخرین  
 کا اور ہو گیا تھا۔ آپ حکم مناسب ہے کہ بدلیل حدیث خیر القرون  
 قرنی الخ۔ اور حدیث اتبعوا سواد الاعظم۔ الزموا الجماعة۔  
 علیکم بالجماعة من شدّ شدّ فی النار کے اقدام الائمہ تابعی  
 کا اتباع کریں۔ جبکہ قبل اگلے کسی کو صاحب مذہب بنئے۔ اگر پاتے  
 بے شک انکا اتباع کرتے۔ اور بدلیل حدیث قال رسول صلعم کیوں نے  
 اجر الزمان دجالون کذابون یا تو انکم من الاحادیث بما لم  
 تسموا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم  
 ولا یفتنونکم رواہ السلم کذا فی مشکوٰۃ۔ اور حدیث عن  
 ابی العاص ان رسول صلعم قال ان للہ لا یقبض العلم  
 انتزاعاً ینزعہ من الناس وکن یقبض العلماء فاذا لم

وہاں بطفیل محمدیحی الذیلی کی مدت تک حدیث کا درس دیتے رہے۔ پھر جب درمیان ذیلی اور انکے پھوٹ پڑی ذیلی نے لوگوں کو اُسے انقطاع ہونے کا حکم دیا۔ تب سب لوگ اُسے الگ ہو گئے مگر مسلم بن الحجاج باقی رہے۔ اور دونوں کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک دن ذیلی نے کہا کہ جو کوئی مثل قول بخاری کے کہہ گا اسکو میری مجالس میں حاضر ہونا حلال نہیں تب مسلم الگ ہوئے اور جو کچھ ذیلی سے نقل کئے تھے واپس دیے انتہی۔

تیسرے اب اس عبارت میں غور کرنے کی جگہ ہے کہ امام بخاری رح کی مدعا تو ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ ۲۰۰۰ء میں نیشاپور میں جب آئے اُس وقت سن ۱۱ برس کا ٹھہرا۔ تب وہ کب ملک بملک حدیثوں کی تلاش میں محدثین کی خدمت میں تشریف لے گئے تھے۔ اور کب علم حاصل کر کے چھ لاکھ حدیث جمع کی تھی۔ اور کیونکر ہر حدیث کی نقل میں زحوم کے پانی سے غسل کرنے اور دو دو رکعت نماز پڑھنے کی فرصت ملی۔ جو اپنی صحیح بخاری کو قبل ۲۰۰۰ء کے تالیف کر کے آگے پیش کیا۔ کیا ان کے پیٹ سے تالیف کر لائے تھے۔ اگر کہو کہ ہاں اگر وہ ہیں ہی میں صحیح بخاری تالیف ہوئی تب تو وہ محبت شرعی ہونے سے بالکل جاتی رہی۔ کہنا بالغ کی شہادت پر مدار شریعت نہیں ہو سکتا ہے۔ اور مسلم رح کی پیدائش تو ۲۰۰۰ء میں ہوئی ۲۰۰۰ء میں بخاری اور ذیلی کے درس میں کیونکر حاضر ہو کر سماعت کی۔ اگر اسی سماعت سے صحیح مسلم لکھی تو اسکا کچھ اعتبار شرع میں نہ رہا جب ایسے



کچھ عین لیجیے۔ رفع یدین نہ کرنا آنحضرت صلعم کا بوقت رکوع جانے اور  
 رکوع سے سر اٹھانے کے تو بہتر ہے آثارون سے ثابت ہے چنانچہ ان میں سے  
 بعضوں کو میں مفصل الذین میں نقل کرتا ہوں۔ بلکہ منع فرمانا آنحضرت  
 صلعم کا یہ عیدین کو اور بری طرح سے اُسکو اوتھون کی دُم کے ساتھ  
 دینا۔ خود آپ ہی کی صحیح مسلم کی اس روایت سے اچھی طرح سے ثابت ہے کہ  
 آنحضرت نے اس حدیث کی بنا پر باب باندھا۔ اور اس باب کو بلب الامر  
 بالسکوة فی الصلوة والتراض نام رکھا۔ وہ حدیث یہ ہے۔ عن جابر بن  
 سمرہ رضی قال خرج علينا رسول الله صلعم فقال مالي اراكم  
 ارفعى ايديكم كما يفا اذ ناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة  
 الخ اخرجہ المسلم اب اس حدیث کے مضمون پر غور کیجیے۔ کہ رفع یدین  
 کے قدر ممنوع و منہی عنہ ہے۔ اچھی طرح سے سمجھیے۔ اور انمان کیجیے  
 ۱ معاذ کو تم ٹھہرنا یہ جرات مہدی ہے۔ کیونکہ قول ابی مصلح مالی اراکم  
 ارفعى ايديكم (جو مثل ما انازع القرآن کے ہے) بہت ہی  
 تعجب سے رفع یدین کی مشرذ عیت کی ذرا حمت کرتا ہے۔ اور جملہ تشبیہ  
 کا لہذا اذ ناب خیل شمسی سے کہ قدر مذمت رفع یدین کی ثابت  
 ہوتی ہے۔ بمضمون۔ استفت عن انفسك اپنے دل سے پوچھتے  
 ۲ تمہیں کہو تو کہ ہر امین کسی را سے صواب۔ اور ہر اسکتوانے  
 الصلوة سے اٹکیوں نے الصلوة واجب ہے۔ نہ برخلاف اسکتوانے  
 حرکات ناشائستہ نے الصلوة درست ہے۔ بلکہ منہی عنہ ہے۔ اسلیے اکثر کلمہ

سبق عالماتخذ الناس رؤسًا جفلاً لئسئلوا فان اتوا بغیر  
علم فضلوا و اضلوا اخرجه ابن ماجہ کے متاخرین کے اتباع سے  
منہجہ موڑے۔ تاکہ وادی ضلالت سے نجات پاویں۔ خذہذا فانہ لوق  
الدقائق۔ و احق الحقائق۔

اب بالتصریح آپ کے مسئلہ کے جواب میں آپ ہی  
کی صحاح وغیرہ سے تصحیح صحیح حدیثیں لانا ہوں شیخ  
اسمین الضاف سے نظر فرمائے۔ اور اعتساف کو  
دخل نہ دیکھیے۔ یعنی امام الائمہ امام عظیم رحم نے جس حدیث سے  
استدلال و استنباط کیا اسکو صحیح جانئے۔ انکے مقابلہ میں غیرون کے  
اقوال و تالیفات کی طرف ہرگز التفات فرمائے۔ کیونکہ امام صاحب  
خیر القرون تابعی ہیں۔ آنگھ دیکھی باتیں لکھتے ہیں۔ اور صاحبان صحاح  
وغیرہم شرف القرون ہی ہیں۔ بلا آنگھ دیکھی خبرون پر اعتماد کر کے صحاح وغیرہ  
لکھی ہیں۔ اور شرف القرون کی تالیفات حسب احادیث مذکورہ بالا اثر سے  
ملو و مخلوط ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اسکے امتیاز کے واسطے اسناد موضوع  
موجود ہے۔ کہو نگا وہ بھی شرف القرون کی تالیف ہے۔ اسمین بھی وضع  
وضائین معاندین کا بہت کچھ حلوں یا حکا ہے۔ اس باب میں کتب موضوعات  
مختاری میری شاہد ہے۔

آنحضرت صلعم کا موت تک رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت  
اسکا جواب تو میں نے گذرۃ المذاہب کے مناظرہ میں لکھا ہے۔ خیر بیان بھی

ابن حجر عسقلانی شافعی نے اپنی نصیب الرایتہ فی تخریج احادیث العبادیہ میں -  
 واجتہد الحنفیۃ بحديث سمره خرج علينا رسول صلعم فقال  
 مالی اسرا کہہ - را فعی اید بکیم الخ اخرجہ المسلم لیکھا - کیا آپ کو اسکا  
 علم نہ تھا - جو اپنے اعتراض کیا - اور اسمین امام بخاری غیر حنفی کی مخالفت  
 سے حنفی کی حضرت حاصل نہیں - ہمارے ہم یہ ہی کہ قطع نظر بالا سے  
 تقریرون سے اور ان کے لئے تقریرون کی دلائل سے - فقط یہ تو خیال  
 فرمائے - کہ جب معنی لفظ رفع یدین کہ حدیث میں ہی خاص بتین بنفسہ ہی  
 احتمال بیان کا نہیں رکھتا ہی - تب جس جس کیفیت سے نماز کے اندر  
 رفع یدین پایا جائیگا وہ اس حدیث سے منہی عنہ ہوگا - اسمین خصوصیت  
 کا دخل دینا - معنی ایض پر داخل کرنا - دفع و دخل اس سے بکبیر تخریمہ  
 کے رفع کو بھی منہی عنہ ثابت ہونا - نہ سمجھنا کیونکہ مبضون اسکو نے  
 الصلوٰۃ نماز کے اندر کے رفع میں گفتگو ہی - اور قبل تخریمہ وجود صلوٰۃ تحقیق  
 نہیں - بلکہ وہ تخریمہ بدلیل قولہ تعالیٰ و ذکر اسمہ ربہ فصلے شرط صلوٰۃ  
 ہی - اور شرط صلوٰۃ رکن صلوٰۃ نہیں ہوتا ہی - جیسا وضو - اور یہ مخصوص  
 منہ البعض کا قاعدہ اسمین منطبق ہو سکتا ہی - کیونکہ جب دونوں طرف  
 یعنی رفع و عدم رفع یدین میں آثارین موجود ہیں - تب فقط رفع کے  
 آثارین کو عدم رفع کے آثارین پر کیونکہ ترجیح دیجا سکتی ہی - بلکہ اسمین  
 اذاتعارضہما لتساقطا کا قاعدہ پیش آیا ہی اعتراض اگر آپ کہیں کہ  
 تھاری دوسری حدیث کے مستثنیٰ میں بہت کچھ اختلافات ہی پھر وہ حدیث

حنفیوں نے رفع یدینی کو موجب فسادِ صلوات لکھا۔ حتیٰ کہ کچھول نے امام صاحب سے یہ روایت کی من رفع یدیدہ عند سرکوع وعند الرفع ہندت صلواتہ۔ کذافی کتاب الشعاع۔ اور امیر کاتب الاتفاقی نے فسادِ الصلوات رفع الیدین کا حکم دیا۔ اور ایک رسالہ اسمین لکھا۔ اگرچہ تقی الدین لیبکی الشافعی نے تعصبِ مذہبی سے اسکو رو کر دیا۔ حتیٰ کہ بعض حنفیوں نے بھی اس غیر مذہبی کے رد پر فریب کہا اگر اُس روایت کو ضعیف ٹھہرایا۔ علیٰ ہذا القیاس بہتوں نے غیر مذہبی کتابوں کی اسناد پر فریفتہ ہو کر بہت کچھ لکھا۔ لیکن اُس سے ہوتا کیا۔ جب اس حدیثِ مسلم سے اور صحابہ لا ترفع الایدی الا فی سبغ مواطن الخ سے (جسکو بزار و بیہقی و بخاری و تعلق بن و طبرانی و ابن ابی شیبہ و غیر ہم نے طرق مختلفہ سے مع اختلاف مواضع سبغ کے روایت کیا۔ کذافی غیر بحر الہدایہ) و رفع یدین کا سنہی عنہ ہونا ثابت ہوا۔ اعراض اگر آپ کہیں کہ اس حدیثِ مسلم کو تو کسی شراخون نے عدم رفع یدین کی دلیل نہیں گردانا۔ اتنے دن کے بعد فقط تمہیں کو یہ مضمون سوچھا۔ کیا اُنھوں کو نہیں سوچھا تھا۔ جواب اسکا کئی وجہوں پر ہے۔ اول یہ ہے کہ رفع یدین کے ثبوت کا مضمون باوجود قرب زمان ہونے کے امام صاحب کو نہ سوچھا تھا۔ جو بعد مدت مدید و عرصہ بعید کے اوکرون کو سوچھا۔ دوم یہ ہے کہ جب آپ کو متاخرین کی تقلید سے امام صاحب کی تقلید ترک کرنا آسان ہوا۔ تب ہمو اعلیٰ کی تقلید سے ادنیٰ کی تقلید چھوڑنا۔ کونسا مشکل آن پڑا۔ سوم یہ ہے کہ خود آپ کا مقدا

وعدم رفیعیدین بشرط لاشئی و بین بین لاشیء اگر ثالث کو  
 ثانی کے ساتھ ملا یا جاوے۔ تو کثرت اس جانب کو معلوم ہوے۔ مگر اسکو  
 سمجھنے کے واسطے علم درکار ہے۔ حیثین فی زماننا کا فہم (جو ایک سند  
 مدعی مولوی نذیر حسین صاحب سے حاصل کر کے اپنے کو استناد لغمان بلکہ  
 لقمان سمجھتے ہیں۔ اور اس سند کو دکھا دکھا کر عوام کا لبہا تم کے پاس  
 عمل باہی ریت کا دعویٰ کر کے اپنی بزرگی حاصل کرتے ہیں۔ رورگار کا  
 ڈھنگ نکالتے ہیں) کچھ بجا راہد و معتبر نہیں۔  
 تیسرا یہ ہے کہ اکثر محدثین غیب حنفی ہیں۔ کما مر ذکر ہم۔  
 انھوں نے اپنی تقویت مذہب کے واسطے تل کو تال بنا کر دکھلایا ہے۔  
 اور روایت نسخ پر اعتماد نہ کیا۔

اب چند آثار عدم بفعیدین کا حسب وعدہ نقل کرتا ہوں  
 اور توقع انصاف کا رکھتا ہوں عن علقمہ قال قال  
 لنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما اصلی بکم صلوة رسول اللہ صلعمہ فصلہ  
 ولم یرفع یدیه الا ہرۃ واحدة مع تکبیرۃ الافتتاح رواہ  
 ابوداؤد والترمذی والذہلی وقال ابوداؤد ذلیس ہو صحیح  
 علی ہذا المعنی کذا فی الشکوۃ (جو امام بغوی شافعی کی مصابیح  
 سے منتخب ہے) کیا حضرت اپنی اس روایت کو جو نصف صاحبان صحاح  
 (جنکی حدیثوں کو آپ لوگ کالوجی من السماء سمجھتے ہیں) روایت کیا نہیں  
 دیکھا۔ یا دیکھا ہر صورت پر یہ شتار لہن ترائی کا دنیا کیساتھ تھا۔ اور دعویٰ

قابل احتجاج کو نکر ہو سکی۔ جواب جس طرح سے آپ لوگوں کے پاس فضیلتی  
 کی حدیث باوجود اختلافات رفع فی السجود کے قابل احتجاج کا ہو سکی۔  
 کیا آپ نے صحاح نہیں پڑھا۔ پھر کیونکر محدثیت کا دعویٰ بھرا پھر پڑھا  
 نہ پڑھا۔ فقط تخریج المحدثین کی اس عبارت کو دیکھ لیا ہوتا۔ و فی الصحیحین  
 عن سالم عن ابن عمر  $\frac{۱}{۲}$  فی حدیث الرفع کان لا یفعل ذلک  
 فی السجود ولمسلم۔ وکان یفعله جابن یرفع راسه من السجود۔  
 ایضاً فیہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما  $\frac{۱}{۲}$  فی حدیث الرفع یدید فی  
 الصلوۃ (تا) و جابن یسجد اخرجہ ابو داؤد و ابی ماجہ۔ پھر کیونکر  
 بین السجدین کے رفع یدینی کو باطل جانتے ہیں ۵

اپنی فضیلتوں پر انہیں کچھ نہیں نظر۔ اندھے ہیں خود پر اُتوں کو جانے میں لے کر  
 اگر کوئی لے کر رفع یدین کی حدیثیں کثرت سے ہیں۔ اور عدم رفع  
 کی بہت کم ہیں جواب اسکا کئی طرح پر ہی پہلا قوی ترین جواب ہیں  
 سے یہ ہے کہ جتنی روایتیں رفع یدین کی ہیں سب آثار میں ہیں۔ نہ کوئی  
 حدیث میں ایسا آیا ہے کہ رسول صلعم نے ارفعوا یدیکم عند الركوع  
 والقیام عنہ فرمایا۔ حالانکہ ان دونوں حدیث مذکور میں ما ارکع  
 رافعا یدیکم الخ۔ لا ترفع الایدی الخ فرمایا۔ فافترق  
 الفرق فرقا جلیا۔ کما افترق النصار من اللیل لوجود الشمس فرقا  
 لمعیا۔

دوسرا یہ ہے کہ اس باب میں تین طرح کی حدیثیں ہیں یعنی رفع یدین  $\frac{۱}{۲}$   $\frac{۱}{۲}$   $\frac{۱}{۲}$

کو دوسرے طریق سے ثابت ہوا۔ فقہس علیہ البواقے۔ عن علقمہ  
 قال قال لنا ابن مسعود <sup>صلعم</sup> الا اصلى بكم صلوة رسول  
 فصله ولم يرفع يديه الاخرة واحدا مع تكبيرة الا افتتاح  
 الخ اخرجہ اصحاب السنن كذلك في التيسير<sup>٢١٥</sup>۔ عن البراء قال رأت رسول  
 صلعم اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم  
 لا يعود اخرجہ ابو داؤد وكذلك في التيسير<sup>٢١٥</sup>۔ اور اسی طرح سے یہی ثانی  
 نے بھی حدیث ابن عمر و عیاب بن الزبیر سے روایت کیا۔ عن براء بن  
 عازب قال كان الرسول صلعم اذا صلّى رفع يديه  
 حتى تكون ابهاما حذاء اذنيه ثم لم يعد اخرجہ الدارقطني  
 عن براء بن عازب قال كان النبي صلعم اذا تكبّر لا افتتاح  
 الصلوة رفع يديه حتى تكون ابهاما من شحمتي اذنيه  
 ثم لا يعود اخرجہ ابن شبيبة۔ عن علقمہ عن عبد الله قال  
 صلّيت مع رسول الله صلعم والى بكر وعمر فلم يرفعا ايديهم  
 الا عند افتتاح الصلوة اخرجہ الدارقطني وابن عدي۔ و  
 روى الطحاوي عن مجاهد قال صلّيت خلف ابن عمر  
 فلم يكن يرفع يديه الى في التكبيرة الاولى من الصلوة  
 قال الطحاوي فهذا ابن عمر قد رأى النبي صلعم يرفع  
 ثم تراءى هو الرفع بعد النبي صلعم فلا يكون ذلك الا وقت  
 ثبت عندنا نسخ ما قد كان رأى النبي صلعم فعله وما ذكر

انا لا غیر کا پھر ناکبیا تھا۔ اور لوگوں کو راہِ راست سے بھٹکانے کی  
 تکلیف دینا کیسا تھا۔ آفرین باد برین تہمت مردانہ تو۔ اور اسمین لڑائی  
 کرنا کیسا تھا۔ لڑائی میں کیا لڑتے ہیں۔ نے نے بلکہ مضمون و کلام  
 تنازعاً افتخراً و تذہباً رہ چکے عرت جاتی۔ ملت میں خرابی آتی  
 اسیلے یہ مثل۔ لڑائی کا گھر ہانسی۔ بیماری کا گھر کھانسی۔ ساری و جاری  
 کیوں حضرت آپ تو اس حدیث کو موضوع بھی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ  
 آپ لوگ صحاح کی صحت پر تلقی امت کا دعویٰ بھر چکے ہیں۔ ہاں اگر آپ کہیں  
 کہ ابو داؤد نے اس روایت کو اس طریق سے صحیح نہیں کہا ہے۔ تو جواب  
 اسکا یہ ہے کہ اس طریق سے صحیح نہون ثابت نہیں چنانچہ انھوں نے خود دعویٰ  
 روایت براہین جو آتی ہے عدم رفع یدین کو تصدیق کر کے روایت کیا۔ یا یہ  
 جملہ ابو داؤد کی طرف سے نہو۔ کیونکہ ابو داؤد بلکہ ہر محدث کلید دعویٰ ہے کہ ہم نے  
 اپنے سنن یا کتاب میں سچ حدیث صحیح کے نہیں روایت کیا۔ پھر رواہ ابو داؤد  
 کے بعد یہ جملہ کیسا۔ شاید صاحب مشکوٰۃ شافعی نے تعصب سے بڑھا دیا ہو۔  
 کیونکہ تیسرے اصول میں بھی یہی روایت منقول ہے اسمین یہ عبارت نہیں  
 ہے بلکہ صحیح علی ہذا المعنی ابو داؤد سے منقول نہیں۔ بلکہ آخری صحاح میں  
 اسکا لسنن ابو داؤد بھی داخل ہیں۔ سوا سے اسکے اس عبارت سے ہمارا  
 ضرر کیا بلکہ فائدہ ہے کہ اس سے خوب معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت عدم رفع یدین  
 کا طریق مختلف سے ثابت ہے کسی نے کسی طریق سے کسی نے کسی طریق سے ثابت  
 کیا۔ چنانچہ اسی روایت میں ترمذی اور نسائی کو اسی طریق سے اور ابو داؤد



اقوال کو جو اسناد پرستی سے سجاوٹ و بناوٹ کیے ہیں صاحب توفیق  
 کا پیش کرنا۔ محض نکمی بات ہی لکیر پر فقیر ہونا۔ شیر کے مقابلہ میں گیدڑ  
 پیش کرنا۔ تاب آفتاب کو ٹھوک کر۔ کرم شب تاب کی تاب پر مغرور ہونا۔  
 کہ کجا امام محمد رحمہ اللہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی مان کو نکاح کر کے انکو تعلیم و تربیت  
 دیکے قبل تولد صاحبان صحاح کے ۱۸۹ میں انتقال کیا۔ اور کجا ابن  
 تیمیہ حنبلی کہ ۷۶۱ میں پیدا ہو کر ۷۲۸ میں انتقال کیا۔ اور کجا ابن جوزی  
 کہ ۸۱۰ میں پیدا ہو کر ۷۵۵ میں انتقال کیا۔ یس مشنری الافلاک  
 لمشنری الافلاک۔ قال محمد السنۃ ان یکبر الرجل فی  
 فی صلاتہ کلما حفص وکلما رفع واذا الخط للوجود واذا  
 الخط للوجود الثانی کبر۔ فاما رفع الیدین فی الصلوۃ  
 فانه یرفع الیدین جزاء الاذنین فی ابتداء الصلوۃ  
 واحده لثم لا یرفع فی شئی من الصلوۃ بعد ذالک و  
 هذا کله قول الی حنیفہ رحمہ اللہ فی ذلک اثار کثیرة قال  
 محمد (تا) عن عاصم بن کلب الی ہی عن ابیہ  
 قال رایت علی ابن ابی طالب رفع یدیه فی التکیرة الاولى  
 من الصلوۃ المکتوبة ولم یرفعهما سوی ذلک۔ عن  
 ابراهیم النخعی قال لا ترفع یدیک فی شئی من الصلوۃ  
 بعد التکیرة الاولى۔ عن ابن حکیم قال رایت ابن عمر  
 یرفع یدیه حذاء اذنبہ فی اول تکیرة افتتاح الصلوۃ

طاؤس انه قد رآئى ابن عمر يفعل ما يوافق ما روى عنه  
 عن النبي صلعم لا يقدح ذلك لانه يجوز ان يكون هذا  
 قبل ان يقوم الحجّة عندة بنسخه ثم لما قامت تركه  
 وفعل ما ذكره عند مجاهد انتهى كخادم الغيبى كذا فى شرح البخارى  
 عن ابن عباس رض انه قال لم يكن العشرة المبشرة يرفعون  
 ايديهما الا عند الافتتاح كذا فى شرح سفر السعاده و الا الطحاوى  
 عن الحديث الحسن بن عياش عن عبد الملك بن الحسن  
 عن الزبير بن عدى عن ابراهيم عن الاسود قال رايت  
 عمر يرفع يديه فى اول تكبيره ثم لا يعود و رايت ابراهيم  
 والشعبى يفعلان ذلك وقال الطحاوى في هذا عمر لم يكن يرفع  
 يديه الا فى اللكبيره الاولى والحديث صحيح لان الحسن  
 ابن عياش وان كان هذا الحديث دار عليه فانه ثقة حجة  
 ذكر ذلك يحيى بن معين وغيره انتهى اس حديث کے معارضین  
 صاحب تخریج الہدایۃ زلیحی کے قول کو حاکم کا پیش کرنا بجز سادہ لوجی کے  
 کیا ہے۔ کہ کجا طحاوی کہ ۲۲۹ یا ۲۳۰ میں پیدا ہو کر ۳۲۱ میں انتقال کیا۔ اور  
 کجا ویلی کہ ۴۲ میں انتقال کیا ہے نسبت خاک را با عالم پاک ہے  
 کہان راجہ بھوج کہان گنگا نیلی۔ علی ہذا القیاس موطاے امام محمد ح کے  
 حدیثوں کے مقابلہ میں جو آتے ہیں یا اور اور عدم رفع کی حدیثوں کے  
 معارضہ میں ابن جہان اور ابن جوزی اور ابن تیمہ وغیر ہم من المتاخرین کے

محدثین نے اس وقت کی روایتوں کو پا کر شائع و ذائع کیا (آخر چل کر منسوخ ہوئی  
 جیسا طحاوی نے اپنے معانی الاثار میں اور ابن العمام نے اپنے فتح القدر میں اور  
 عینی شرح ہدایہ میں اس بات کو ثابت کیا۔ اور اگر ایک کو صحیح دوسرے کو  
 غیر صحیح کہیے۔ تو کسکو صحیح فرض کیجئے۔ اگر حدیث رفع کو صحیح کہیے۔ تو ترجیح بلا  
 مرجح کو تعصب مذہبی سے دخل دیجئے۔ اور اگر وجہ ترجیح کیلئے اور اؤٹھین  
 کی حدیث کو پیش کیجئے۔ تو میں ان محدثین کے استادوں کے پران پر امام  
 اعظم رحم کی اس حدیث کو (ابو حنیفہ رحم) عن حماد عن ابراہیم عن  
 الاسودان عبد اللہ بن مسعود رحم کان یرفع یدیدہ فی اول  
 التکبیر ثم لا یعود لشیء من ذلک کذا نے عقود الجواہر والحوارز  
 کہ اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کیا۔ اور ترمذی نے  
 حسن کہا۔ اور حدیث مسلم مذکور کو اور حدیث لا ترفع الایدی مشہور کو پیش  
 کرونگا۔ اور موطا سے امام محمد رحم کی احادیث تو سب پر بھاری اور پیش کیا ہوا  
 ہی۔ دکھلاؤنگا۔ پھر وجہ ترجیح کس جانب کو ہی دیکھیے۔ اور امام صاحب کے  
 رتبہ اور محدثین کے رتبہ میں امتیاز کیجئے۔ اور اس فساد کو مٹا دیجئے۔ یعنی  
 بین احنفیوں کی عداوت کو اٹھا دیجئے۔ اگرچہ اس باب میں بہت سے دلائل  
 و آثار ہیں لیکن میں نے باعث مطول ہونے کتاب کے طرح دیا۔ العاقل  
 تکفیتہ الاشارة پر اکتفا کیا ۵

یک حرف بس است اگر شعور است  
 ورنہ چو چراغ پیش کور است  
 آنحضرت صلعم کا نماز میں خفیہ آمین کہنے کا ثبوت

ولم یرفعہما فیما سوی ذلک۔ وغیر ذلک ہذا کلمہ فی موطاے  
 امام محمد رحم۔ عن سوار بن مصعب عن عطیہ العوفی ان ابا  
 سعید الخدری وابن عمر کا نایر فان اید یہما اول ما یکبیران  
 شمالا یعودان اخرجہ البیہقی الشافعی وعللہ بان عطیہ شئی الحال وسوار  
 اسو ومنہ۔ اس تعلیل سے بولے تعصب کی آئی ہی کیونکہ یہ ہی بہتی نے  
 رفع یدین کی روایت آئی یہ ہے ابن عمر و ابو سعید وغیرہما سے لیث بن ابی سلم  
 کے طریق سے روایت کیا۔ حالانکہ لیث بن ابی سلم مختلف فیہ و متحکم فیہ ہے  
 سمجھو ذکر نہ کیا۔ اور اپنی تقویت مذہب کے واسطے اس روایت کو معطل کیا  
 سے اسی ہنر بانہادہ برکف دست۔ عیب ہا بر گرفتہ زیر بغل۔

**الغرض** یہ حضرات اسناد پستی کی وجہ سے جہاں کہیں امام ابو یوسف  
 کے خلاف کچھ چھوٹ موٹ کی بو باس بھی پاتے ہیں۔ فوراً اسکو پہاڑ کا سا  
 بنا کر دکھاتے ہیں۔ اور اگر انکا نیکا پہاڑ کا سا عیب بھی موجود ہوے۔ تو  
 اسکو تل برابر بھی نہ شمار کرے۔ کیونکہ رفع یدین کے ثبوت میں جتنی آثار  
 ہیں اس میں کیا کیا تناقضات اور اختلافات ہیں انکو یہ حضرات اصلاً  
 نہیں دیکھتے ہیں۔ بلکہ یا منسیا سمجھتے ہیں۔ لیکن محققین خوب جانتے  
 ہیں۔ اور اسی سے نسخ و منسوخ ثابت کرتے ہیں۔ دور کیوں سجا  
 ہیں۔ یہ ہی بہتی کی دونوں روایت پر غور کیجیے۔ تو معلوم کیجیے۔ کیونکہ  
 اگر دونوں روایت کو صحیح کہیے تو ضرور حدیث عدم رفع کو حدیث رفع  
 کا نسخ سمجھیے۔ کہ فی الحقیقت ابتداء اسلام میں رفع یدین تھا (خیاں)

تائین کیا۔ کیا غیر مقلدون نے ان لوگوں کو بھی باعتبار مایٹول کے نام صحتاً  
 کا مقلد سمجھا۔ العیاذ باللہ۔ حضرت اگر خیال کیجئے تو اسی حدیث سے تائین  
 یا بھکر کو بخوبی منسوخ سمجھیے۔ سوائے اسکے احادیث معروضہ ذیل سے بخوبی  
 تائین باللہ کو استنباط کر لیجئے۔ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما قال کنا مع النبی صلعم  
 فی سفر فجعل الناس یجھرون بالتکبیر فقال النبی ص ایہا الناس  
 اربعوا علی أنفسکم انکم لیس تدعون اصمہ ولا غائباً انکم  
 تدعون سمیعاً قریباً وهو معکم الخ والیضا۔ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما  
 کانوا مع رسول اللہ صلعم وہم یصعدون فی ثنیۃ قال فجعل  
 رجل علی کلما علا ثنیۃ فاری لا الہ الا اللہ واللہ اکبر قال فقال  
 بنی اللہ صلعم انکم لاتادون اصمہ ولا غائباً الخ اخر جماعہ  
 والیضا کذا فی البخاری۔ اور امام محمد رحمہ اپنی موطا میں (جو قبل وجود شیوخ  
 صاحبان صحاح کے تدوین ہوئی) لایجھرون بذلك یعنی بالتائین لکھا۔  
 اور وہی امام محمد رحمہ نے اپنی کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ رحمہ سے چار چیز امام  
 کا مخفی کرنا روایت کیا۔ وہ چار چیز۔ نعوذ بسم اللہ سبحانک و آمین ہجو۔  
 اسی طرح سے سیوطی شافعی نے بھی اپنی جامع الجوامع میں ابو ہریرہ و طاہر  
 روایت کیا۔ اور ابن شاہین نے اپنی سنن میں۔ وغیر ہم نے لکھا۔  
 نحو کرنے کی جگہ ہجو کہ مطلق آمین کہنا قول النبی صلعم سے خصوصاً  
 اس حدیث سے بخوبی ثابت ہجو وہ واجب العمل ہجو۔ اسمین کسی طرح سے  
 کسی فرقہ کا خلاف نہیں۔ قال رسول صلعم اذا صلیتم فاقیموا

اسکا جواب بھی مین نے تذکرہ مین لکھا ہے۔ اور بہت سی آیات قرآنی اور حدیث  
نبوی سے اسکو ثابت کیا۔ خیر بیان بھی دو ایک روایت اور سن لیجے۔  
عن وائل بن حجر رضی قال سمعت رسول صلعم قرأ غیر المغضوب  
علیہم ولا الضالین فقال آمین ومد بها صوتہ ورفی روایة  
خفص بها صوتہ اخرجه ابو داؤد والترمذی کذا فی التیسیر۔ چونکہ صاحب  
تیسیر بھی شافعی المذہب مین اسیلے روایت تدبہا کو صاف و مقدم لکھا  
اور خفص بها صوتہ کو بے غرضی کے ساتھ موخر لکھا۔ نہین تو اس حدیث کو  
احمد و ابو داؤد والطیالسی و ابو بعلی الموصلی نے اپنے اپنے سنون مین اور  
طبرانی نے اپنے معجم مین اور دارقطنی نے اپنے سنن مین اور حاکم نے اپنے مستدرک مین  
حدیث شعبہ سے یوں روایت کیا۔ عن سلمہ بن کہلی عن حجر ابی العنس  
عن علقمہ بن وائل عن ابیہ انہ صلی مع النبی صلعم فلما بلغ  
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخف بها صوتہ  
ولفظ الحاکم فی کتاب القراءت و خفص بها صوتہ ہی اسی طرح  
عینی اور فتح القدر اور مرقات اور عمدۃ القاری وغیر ہم مین ہے۔ عن ابی  
ہریرۃ رضی قال ترک الناس التامین وكان رسول اللہ صلعم اذا قأ  
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتی لیسعھا اهل  
الصف الاول فیرتج بها المسجد۔ اخرجه ابن ماجہ اس حدیث سے  
صاف ظاہر و باہر ہے کہ تامین یا بجز ابتدا مین تھی۔ اخیر کو سنو بخ گئی شاید  
یہ بات ابو ہریرہ رضی کو نہ پہنچی ہوں۔ نہین تو انکے ہم اقران صحابہ نے کیوں

اسی حدیث کے فقو لو اور بنا لک الحمد سے ربنا لک الحمد کا بھی جہر  
 لازم آتا اور اسی طرح سے ان حدیث زہیرین کے فلیقل بلی انا علی ذلک  
 من الشاہدین - ۲ - ورفلیقل آمتا باللہ سے بلی انا علی ذلک  
 من الشاہدین اور آمتا باللہ کا جہر لازم آتا۔ قال رسول اللہ صلعم  
 من قراء منکم بالتین والزیتون فانتهی الی الیس اللہ با حکم الخ  
 فلیقل بلی وانا علی ذلک من الشاہدین ومن ثراء کا اقسامیہ  
 القیمۃ فانتهی الی الیس ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی فلیقل  
 بلی۔ ومن قراء والمرسلات عرفا فبلغ بنای حدیث بعدہ  
 یؤمنون فلیقل آمتا باللہ رواہ ابوداؤد وغیرہ کذا فی مشکوٰۃ اور ناظر  
 نہیں کہ امین دعا ہی چنانچہ خود بخاری کی ایک روایت میں عطائے امین کو  
 دعا کہا۔ جب امین کا دعا ہونا ثابت ہوا۔ تو خفیہ کہنا بھی ضرور ہوا۔ کہ تصور  
 قرآنی اسپر وال ہر۔ قولہ تعالیٰ اذعدوکم تضرعاً وخیفۃ۔ وقولہ تعالیٰ  
 واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ دون الجہر من القول  
 وقولہ تعالیٰ واسرّوا قولکم واجہروا بہ انه علیم بذات الصدور  
 وقولہ تعالیٰ ولقد خلقنا الانسان وتعلم ما یوسوس بہ لنفسہ و  
 نحن اقرب الیہ من جبل الوریث۔ وغیر ذلک نہیں تو شیخ قرآن کی  
 لازم آوگی۔ اور وہ تفسیح حدیث۔ کلاھی کا یفسیح کلام اللہ الخ سے  
 باطل ہر۔ چہ جائے یہ حدیث کہ جس میں تقارض واقع ہر۔ ناسخ قرآن ہونی۔  
 طرفہ غریب لطیفہ عجیب تو یہ ہر کہ غیر مقلدین جس حدیث کے تکیہ پر

صفوكم ثم ليؤمكم احدكم فاذا كبر فكبروا واذا قال غير  
المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين يجيبكم الله فاذا  
كبروا سر كبروا واسر كبروا وان الامام يركع قبلكم ويرفع قبلكم  
فقال رسول الله صلعم فتلك بتلك قال واذا قال سمع الله من  
حمدا فقولوا ربنا لك الحمد لسمع الله لكم رواه المسلم وفي رواية  
له عن ابي هريره وقتاوه واذا قرء فانصتوا كذا في المشكوة بان صورت  
جهرية وسترية من اختلاف جبروه ووزن صورت قول النبي صلعم سے ثابت نہیں  
یعنی رسول اللہ صلعم نے مدد و اہا صوتکم فرمایا۔ البتہ محدثین فعل النبی  
صلعم سے ثابت کرتے ہیں۔ اور جب فعل النبی صلعم سے دو وزن ثابت ہیں۔  
تو قاعدہ تعارض کا پیش آیا۔ پھر اسمین غیر مقلدون کا کیا نکلا۔ سوائے  
اسکے فعل النبی صلعم حنیفی کے پاس موجب وجوب نہیں اگر ہوتا تو رسول اللہ  
صلعم صلوا کما را یتمونی اصلی فرماتا۔ بلکہ مجرد روئے ہیئت صلوة  
نبی صلعم کی کفایت کرتی۔ نہ نغلیں کھولتے میں اصحابیوں کو نماز کے اندر جو  
فعل النبی صلعم کو دیکھ کر کھولتے تھے فزامت فرماتا۔ نہ یہ حدیث عن ابن عمر  
بن العاص (تا) یا رسول اللہ صلعم انک قلت صلوة الرجل  
فاعد علی نصف الصلوة وانت تضلی قاعدا قال اجل وکنی لست  
کاحد منکم اخرجہ المسلم و مالک و ترمذی و النسائی کذا فی التیسیر فرماتا۔  
الغرض اس فعل النبی صلعم سے جو تعارض واقع ہوا ہے۔ حنیفی الزام نہیں پاسکتا  
اور حدیث بالا کے فقولوا آمین سے جہر بالتائین مراد نہیں ہو سکتا ہے۔ جن تو



آخر جہ زرین کذا فی التیسیر امی حضرت میں تو آپ کے سوال کے جواب میں  
تحت السنۃ کی روایت کو آپ کی کتابوں سے اس قدر بھی ثابت کیا۔ حالانکہ  
میں اس بات کا محتاج نہ تھا۔ بھلا آپ تو اپنے علی الصدر کی روایت کو صحیح  
ثابت کیجیے۔ نہیں تو کس برتہ پر تپا پانی کا طلب ہی بیان فرمائے۔

دفع و خل با بن خزیمہ کی علی الصدر کی روایت کو جو وائل بن مجر کی طرف  
منسوب ہے ان روایتوں کے معارضے میں ہرگز پیش نہیں کر سکتے ہیں جب  
شیخ الصحاح ابن ابی شیبہ کی تحت السنۃ کی روایت وائل بن حجر سے ثابت  
ہو چکی۔ پھر بعد مدت مدید کے ابن خزیمہ کی علی الصدر کی روایت وہی وائل  
بن حجر سے کیونکر صحیح ہوگی۔ نہ معارضے کی قابلیت رکھگی۔ حضرت یہاں  
خزیمہ کی روایت عجب انوکھی روایت ہے نہ صحاح میں موجود ہے نہ ائمہ اربعہ  
میں سے کسی کے مذہب کے ساتھ منطبق ہے حتیٰ کہ جہور شافعیہ بھی تحت السنۃ  
و فوق السنۃ کے قائل ہیں نہ علی الصدر کے۔ پھر آپ کی دلیل کا پتا کیا ٹھہرا نہ آپ کو  
کھر کا نہ گھاٹ کا پتہ لگا۔ ہاں من یضللہ فلا ہادی لہ کا نتیجہ نکلا۔  
آنحضرت صلعم کا مقتدیوں کو خلف الامام قرأت کرنے سے  
منع کرنے کا ثبوت

اسکا جواب بھی میں نے مذکرہ میں لکھا۔ پھر یہاں بھی بہ نیت نفع عوام کے  
کچھ لکھتا ہوں۔ عن ابی ہریرہ رض ان رسول اللہ صلعم انصر  
من صلوات جہر فیہا بالقراءۃ فقال هل قرأ معی منکم من اجل  
فقال جیل انایا رسول اللہ صلعم قال فقال انی اقول ملے

آمین بالجہر کا فساد مچا رہے ہیں۔ وہ حدیث وائل بن حجر سے ہی اسکو تو خود  
 امام بخاری رحمہ کا شیخ و استاذ بچھی بن معین نے ضعیف کیا۔ جیسا امام  
 زیلعی نے تبیین الحقائق میں لکھا۔ اور قابل محبت نہیں کہا۔ قال الشافعی  
 یجوز بہا عند الجہر بالقراءة لحدیث وائل بن حجر قال سمعت  
 النبی صلعم انہ قال امین ومد بہا صوتہ وماروا لا ضعفہ  
 ۔ یحییٰ بن معین فلا یلزم حجة۔ پھر ان نادانوں کے شور و شغب سے  
 کیا ہوتا ہے۔ اور حنفیوں کا کیا بگڑتا ہے۔

**آنحضرت صلعم کا نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کا ثبوت**  
 عن علقمہ بن وائل بن حجر عن ابيه قال رأیت النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم وضع یمنہ علی شمالہ تحت السرّة اخرجہ ابن  
 ابی شیبہ فی مصنفہ۔ عن علی رضی ان من السنة وضع الیمن  
 علی الشمال تحت السرّة رواة ابوداؤد۔ اس حدیث کو صاحب  
 الکافی والمبسوط وغیر جانے اور امام نووی شافعی نے بھی ذکر کیا۔ اگرچہ  
 امام نووی نے اپنے مذہب کے حسن ظن پر اسکو ضعیف کہا۔ وہ حنفیوں کو  
 مضرت نہیں بلذکر تہ۔ عن علی رضی ان السنة وضع الکف علی الکف  
 تحت السرّة کذا فی الشعرانی الشافعی وعن علی رضی قال ان من  
 السنة فی الصلوة وضع الکف تحت التیسرة رواة احمد  
 و ابوداؤد و کذا فی المنتقى الاخيار۔ عن ابی حنیفہ رضی ان علیا  
 قال السنة وضع الکف فی الصلوة ویضعهما تحت السرّة

ولانے الاخرین واذا صلی وحده قراءۃ فی الاولین بفاختہ  
 الكتاب وسورۃ ولم یقرأ فی الاخرین شیئا (ای من القرآن)  
 سأتوان عبداللہ بن مسعود سے قال انصبت للقراءۃ فان فی  
 الصلوۃ شغلا وسیفیک الامام۔ آنحوان بن قیس سے  
 قال لان اعص علی حجرۃ احب الی من ان اقرء خلف الامام  
 نوان ابراہیم سے قال ان اول من قراء خلف الامام رجل <sup>تقدم</sup>  
 وشوان بن شداد بن الہادی سے قال امر رسول اللہ صلعم  
 فی العصر قال فقرأ رجل خلفه فغمرۃ الذی یلیہ فلما ان  
 صلی قال لعمرتنی قال کان رسول صلعم قد امک  
 فکرت ان تقرأ خلفه فسمعہ النبی صلعم قال من کان  
 له امام فان قراءتہ له قراءۃ۔ اس روایت سے صراحتہ عدم  
 جواز قراءت کا سورتہ میں بھی ظاہر ہے۔ کہ نماز عصر کی سجدہ کی گیارھواں  
 سجدہ سے قال وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی قیہ حجرۃ  
 بارحوان عمر بن الخطاب رض سے قال لیت فی قسم الذی یقرأ  
 خلف الامام حجرا۔ تیرھواں موسیٰ سے انه قال من قراء خلف  
 الامام فلا صلوۃ له۔ کل ان روایتوں کو امام محمد رحم کی موطا سے  
 نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح سے امام محمد رحم بہت سی حدیثیں اپنی کتاب  
 میں بھی لایا ہے۔ ہفتہ طوالت کی وجہ سے انکو ذکر نہ کیا۔ اور اسپر کفایت  
 کیا۔ اگر کوئی کہے کہ صحاح کی کوئی روایت آپ نہیں لائے۔ تو خیر

انازع القرآن فانتهي الناس عن القراءة مع رسول صلعم  
 فيما جهر به من الصلوة حين سمعوا ذلك اخرج محمد في موطاه -  
 الاضافيه عن ابن عمر انه كان اذا سئل هل يقرأ احد مع  
 الامام قال اذا صلى احدكم مع الامام فحسبه فراءة الامام  
 وكان ابن عمر لا يقرأ مع الامام - الاضافيه - اخبرنا مالك  
 حدثنا وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من  
 صلى ركعة لم يقرأ فيها بالقرآن فلم يصل الا وراء الامام -  
 امام محمد رحمہ نے اپنے موطا میں ان حدیثوں کو امام مالک رحمہ سے نقل کر کے  
 فرمایا کہ بقول امام ابو حنیفہ رحمہ کے قراءت خلف الامام نہ صورت جہرہ میں نہ  
 نہ صورت سریرہ میں - کیونکہ اسمین بہت سی آثار میں ہیں - ایک تو ابن  
 عمر سے قال من صلى خلف الامام كفته قراءته - دوسرے بھی  
 ابن عمر سے انه سئل عن القراءة خلف الامام قال  
 تكفيك قراءته الامام - تیسرا - جابر بن عبد الله عن النبي ص سانه  
 قال من صلى خلف الامام فان قرأ الامام له قراءته - چوتھا  
 قال من صلى خلف الامام فان قرأ الامام له قراءته - پانچواں  
 ابی وائل سے - قال سئل عبد الله بن مسعود عن القراءة خلف  
 الامام قال انصت فان في الصلوة شغلا سيكفيك ذلك  
 الامام - چھواں - علقمہ بن قیس سے ان عبد الله بن مسعود  
 كان لا يقرأ خلف الامام فيما يجهر فيه وفيما يخاف فيه في الاولين

فحسبہ قراءۃ الامام وكان ابن عمر لا يقرأ مع الامام انيسون  
 اسی موطنے مالک بن جابر سے روایت ہے کہ انہ قال من صلی رکعتہ لم  
 یقرأ فیہا بامر القرآن فلم یصل الادراء الامام۔ اس روایت کو  
 ترمذی نے بھی لیا اور اپنی جامعہ میں اسکو صحیح کہا۔ بیسوان ابن اجمین جابر  
 سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلعم من کان لہ امام قراءۃ الامام  
 لہ قراءۃ۔ اکیسوان وہی ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رض سے اور ابی موسیٰ اشجری  
 سے قال رسول صلعم اذا قراء فالضمتوا الخ۔ بیسوان وہی ابن ماجہ  
 میں ابن اکیمر سے قال سمعت ابا ہریرہ رض یقول صلی النبی صلعم  
 باصحابہ صلواتہ نظن النہا الصبح فقال هل قراء منکم من احد  
 قال رجل انا قال انی اقول ما لی انا نزع القرآن۔ بیسوان ابن  
 ابی شیبہ نے اس حدیث کو علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا عن علیؑ  
 قال من قرء خلف الامام فقد اخطا۔ چوبیسوان وہی ابن ابی  
 شیبہ نے حضرت زید بن ثابت سے قال لا قراءۃ خلف الامام  
 کور روایت کیا۔ چیسوان پھر انھوں نے ابراہیم سے قال اول ما  
 حدثوا القراءۃ خلف وکانوا لا یقرؤن۔ کور روایت کیا۔  
 چھبیسوان وہی ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی نے  
 ابن سعد سے انہ قال فی القراءۃ خلف الامام الخبت  
 للقرآن کما امرت فان للصلواتہ شغلا و سیکفیک ذالک  
 روایت کیا۔ کذا فی السند المنشور للیسوطی الشافعی۔ ستائیسوان

اسکی بھی چند روایت لاتا ہوں۔ اگرچہ بقاعدہ ماسبق کے میں کسی طرح کی ضرورت اسکی نہیں سمجھتا ہوں۔ چودھوان صحیح مسلم میں عمر بن محمد بن حسن سے یہ روایت ہے کہ قال صلی بنا رسول اللہ صلعم صلواتہ الظہر والعصر فقال ایتکم قراء خلفی سبح اسم ربک الاعلیٰ فقال رجل انا ولما ارد بها الا الحیر قال قد علمت ان بعضکم خالجنہا (ای ناز عینہا معنای ان نکار علیہ) اخرجہ المسلم والاضیافیہ بندر جوہا اسی عمران سے یہ روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلعم صلی الظہر فعمل رجل یقرأ خلفہ سبح اسم ربک الاعلیٰ فلما انصرف قال ایتکم قراء او ایتکم القارئی قال رجل اتنا فقال قد ظننت ان بعضکم خالجنہا۔ ایضاً فیہ سوطھوان فتاویٰ سے یہ روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلعم صلی الظہر وقال قد علمت ان بعضکم خالجنہا۔ او طرفہ عجیب او لطیفہ غریب تو یہ ہے کہ صحیح مسلم میں بخبر ابن تین روایت کی اور کوئی روایت باب القراءۃ خلف الامام میں نہیں۔ اور ان تینوں روایتوں سے صاف ظاہر ہے کہ نماز میں بھی قراءۃ خلف الامام درست نہیں کیونکہ نماز عصر یا ظہر کی تھی سترھوان وہی صحیح مسلم کے باب فی سجود القرآن میں یہ روایت ہے کہ ابن یسار سے مذکور ہے کہ انہ خبرہ انہ سال شرید بن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شئی الخ اخرجہ المسلم۔ اٹھارھوان موطاے مالک میں ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ انہ کہان اذا سئل هل یقرأ احد مع الامام قال اذا صلی احدکم مع الامام

تھاری روایتیں باوجود موجود ہونے معارضوں کے کیونکر قابل احتجاج کے  
 ٹھہریں۔

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ حضرت اب لو آپ ہی کے قول سے قاعدہ  
 اذا قرأنا لسا قاطا۔ کا نکل پڑا۔ پھر تو احتجاج باحادیث صحاح کا برباد  
 ہو گیا۔ کیونکہ نہو حسب النوشة احادیث ماسبق کے میرے۔ یہ تالیفات  
 نشر القزونی میں۔ اس میں بہت کچھ رطب و یابس مخلوط ہیں۔ نہیں تو اسطرح کے  
 تناقضات بزرگون سے ہرگز و ہر آئینہ ثابت نہو ہیں۔ کیا یہ عقل تجویز کرتی  
 ہے کہ حضرت عمرؓ وغیرہ کسی وقت میں کچھ او کسی وقت میں کچھ فرماویں۔  
 لاجول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ نتیجہ فقط اسناد پرستی اور تعصب نہ ہی کا  
 ہے۔ نہ تو بلکہ یہ معجزہ قول حضرت رسالت آج صلعم شہ لظہر الکذب وغیرہ  
 کا ہے۔ تنقیر میں کچھ امام صاحب کے قول کے ثبوت کے واسطے صحاح کی طرف  
 محتاج نہیں ہوں۔ بلکہ اصل کی اصالت کو نقل سے ثابت کرنے کو چاہتا  
 سمجھتا ہوں۔ لیکن فقط الزام خصم کے لئے پیش کیا کرتا ہوں۔ نہیں تو انکے  
 قول کو قرآن سے ثابت کرنے میں عاری و عاجز نہیں ہوں۔ وہ عدم جواز قرات  
 خلف الامام اسی آیت اذا قرأ القرآن فاستمعوا له والصبوا سے  
 بخوبی ثابت ہے۔ کیونکہ جب اس آیت سے تلاوت قرآن کو ایسا استماع و  
 انصات لازم ہے جیسا کہ طلوع شمس کو وجود نہار لازم ہے۔ تب قرات فاتحہ  
 خلف الامام کو بھی استماع و انصات لازم ہے کہ وہ بھی قرآن بل ام القرآن ہے۔  
 اعتراض خیر لفظنا استمعوا سے البتہ صورت جہر میں استماع متحقق ہو سکتا ہے

واقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اٹھائیسواں ابن ابی شیبہ نے حضرت  
 جابر سے قال لا یقرء خلف الامام الا ان جهر ولا ان ستر  
 ذکرہ الزلیعی فی نضیب الرلیعیہ کو روایت کیا۔ اسیسواں امام مالک  
 نے بیاضی سے ان النبی صلعم خرج علی الناس وھو لصلیون  
 وقد عدلت اصواتھم بالقراءۃ فقال ان المصلی یناجی ربہ  
 فلینظر بما یناجیہ ولا یجھر بعضکم علی بعض بالقرآن کذا  
 فی التیسیر کو روایت کیا تیسواں پھر وہی امام مالک اور احمد اور ترمذی  
 اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے (مالی انازع القرآن)  
 اور (اذا قرأ فالصوتوا) کو روایت کیا کذا فی مشکوٰۃ۔  
 تنبیہ جب ہم نے اصل اصل کتابوں سے عدم قرأت کو ثابت کیا۔  
 باقی روایتوں کو جو طحاوی اور ابن ہمام اور عینی وغیرہم لائے۔ طوات  
 کی وجہ سے چھوڑا۔ اعتراض اگر آپ فرمائیں کہ تمھاری سب روایتوں  
 کا معارض موجود ہی بلکہ تم نے جس راوی سے عدم جواز کو ثابت کیا۔ اسی  
 راوی سے جواز کی بھی روایت ثابت ہی جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے  
 دونوں طرف کی روایتیں موجود ہیں۔ پھر تمھاری روایتیں کس طرح سے ثابت  
 احتجاج کے ٹھہریں۔ جواب جس طرح سے آپ لوگوں کے پاس جواز کی  
 روایتیں باوجود موجود ہونے روایتیں عدم جواز کے قابل احتجاج کے  
 ٹھہریں۔ اگر بقول آپ کے ہماری روایتیں قابل احتجاج کے ٹھہریں۔ تو پھر



والنساء کی کذافی المشکوٰۃ - دوم حدیث یہ ہے۔ و فریایۃ الترمذی  
 قال اذا قمت الی الصلوٰۃ فتوضاء کما امرک اللہ بہ ثم  
 تشهد فاقم فان کان معک قرآن فاقراء واکلا فاحمد اللہ  
 وکبریا وهللہ ثم ارجع کذا فی المشکوٰۃ -

خدا اور رسول کا عوام غیر مجتہد پر کسی امام کی امیہ ارجحہ  
 سے تقلید کو واجب کرنے کا ثبوت  
 ہر چند اسکا جواب بھی میں نے تذکرہ میں اولہ قطعیت سے ثابت کیا۔  
 لیکن میانہ پر بھی دوسری طرز سے کچھ لکھنے کو مناسب سمجھا۔ وہ یہ ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ نے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم  
 فرمایا۔ اس سے اتباع اولی الامر کا واجب ہے۔ اسمین کی طرح کاشک و  
 شبہ نہیں۔ لیکن گفتگو اسمین ہے کہ مطلق اولی الامر کا اتباع واجب ہے یا  
 مقید بغير وکامل کا۔ اگر ثانی ہے تو فتنہ فرودشت و نزاع برخاست کا  
 نقشہ پیش ہے کہ امام صاحب ائمہ میں فرد کمال ہیں۔ تب انکا اتباع واجب  
 ہے۔ اگر اول ہے تو میں قولہ تعالیٰ اتبع احسن ما انزل الیک۔ و  
 قولہ تعالیٰ ولا تنسوا الفضل بینکم۔ و قولہ تعالیٰ او جینا الیک  
 ان یتبع ابراہیم کو امر مطلق کا بیان ڈالتا ہوں۔ اور اس سے  
 فرد کمال مراد لیتا ہوں۔ کیونکہ جب اول آیت سے باوجود حقیقت کمال  
 ما انزل اتباع ما احسن کا امور یہ ہونا ثابت ہوا۔ اور ثانی آیت سے متصل  
 کے فضل کو بھولنا منہی عنہ ٹھہرا۔ اور ثالث آیت سے باوجود حقیقت نبوت

اما صورت ستر یہ میں کیونکر استماع ثابت ہو سکتا ہے۔ تب اس صورت ستر یہ  
 میں قرأت خلف الامام کون آیت سے ممنوع ہوتی ہے۔ جواب  
 اس آیت کے لفظ انصتوا سے ممنوع ہوتی ہے کیونکہ انصات میں سماعت  
 لازم نہیں۔ اگر ہوتا تو اللہ جل شانہ بعد فاستمعوا کے پھر انصتوا کو تکراراً  
 نہ فرماتا۔ کہ حشو قرآن میں لازم آتا۔ البتہ یہ تخصیص بعد تفسیر اس صورت کے  
 لیے ہے کہ جس صورت میں قرآن سنا سنا جاوے۔ اور جہاں سماعت میحقق  
 نہونے پاوے۔ وہاں بھی اسی انصتوا سے خاموشی اختیار کرے۔ اور  
 استماع میں سماعت و انصات دونوں لازم ہیں یعنی چپ رکھنے کی  
 کوشش کرے۔ نہیں تو قائدہ خاصیت باب افتعال کہ اللہ تعالیٰ نے  
 سمع کو باب افتعال میں لجا کر فاستمعوا فرمایا باطل ہوئے۔ کیونکہ حضرت  
 جب شاہی دربار میں دور کے بیٹھنے والوں کو جو کلام شاہی سننے نہیں پاتے  
 بین انصات لازم ہوتا ہے تو کیا اللہ جل شانہ کا دربار اس سے بھی بگیرا  
 کہ اس میں جسکا جو جی چاہے سو ستر کرے جاے۔ سوائے اسکے جب بھیجے  
 لی ان دونوں حدیثوں میں قرأت فاتحہ کی مطلقاً متحقق نہیں پھر مضمون  
 حدیث لا صلوة الا بقاۃ الکتاب کو یہاں پر کیا کہیے۔ باوجود عدم  
 قرأت فاتحہ کے نماز کیونکر صحیح ہوتی ہے۔ اول۔ حدیث یہ ہے عن عبد اللہ  
 بن ابی اوفی قال جاء رجل الى النبي صلعم فقال اني لا استطيع  
 ان احذ من شيئاً فعلني ما يجزئني قال قل سبحان الله الحمد لله  
 ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله انما نرجو العفو

قال اتت النبي صلعم امرأة فكلتہ فی شیء فامرہا ان ترجع الیہ قالت  
 یا رسول اللہ ص ارایت ان جنثت ولم اجدک کانہا ترید الموت قال  
 فان لم تجدیني فآئی ابا بکر متفق علیہ کذا فی مشکوٰۃ چوتھی روایت محمد بن  
 حنیفہ سے قال قلت لابن ابی الناس خیر بعد النبی صلعم قال ابو بکر  
 قال قلت لثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثمانت  
 قال ما انا الا رجل من المسلمین رواہ البخاری کذا فی مشکوٰۃ - پانچویں  
 روایت ابن عمر سے قال کنا فی من النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما  
 نعدل بابی بکر احد التم عمر ثم عثمان ثم نزلت اصحاب النبی صلی  
 لانفاضل بنہم رواہ البخاری و فی روایت ابی داؤد قال کنا نقول  
 ورسول صلعم حتی افضل امة النبی صلعم بعدہ ابو بکر ثم  
 عمر ثم عثمان کذا فی مشکوٰۃ - تینویں جب پہلی روایت سے حضرت  
 ابو بکر رضی اللہ عنہ کے رہتے ہوئے امامت غیر کی سزاوار نہیں ہوتا۔ اور دوسری  
 روایت سے اللہ و مؤمنوں کا سوا ابو بکر کے انکار کرنا۔ اور تیسری روایت  
 سے بعد رحلت آنحضرت صلعم کے عورت سائلہ کو ابو بکر کے پاس آنا۔ اور  
 چوتھی روایت سے خیر الامم بعد النبی صلعم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان کا ہونا۔  
 اور پانچویں روایت سے ابو بکر کی برابر اور کسی کو نہ ٹھہرانا۔ ثابت ہوا۔  
 یعنی باوجود حدیث اصحابی کالجورم یا یثم اقتدیتہ احدیتہ  
 صحابیوں میں صحابیوں نے حضرت ابو بکر صدیق کو افضل جانکر ترجیح دیکر اقتدار  
 کیا۔ تب اسی طرح سے سنیوں میں حنفیوں نے ائمہ کے درمیان سے امام الامم

ہر نبی کے اتباع حضرت ابراہیم کا کرنا ثابت ہوا۔ تب علی وجہ الکماں -  
 و بصورت جمال امر مطلق کو مقید بقر و کامل ہونا ثابت ہو گیا۔ اور امام  
 ابی حنیفہ رحمہ استاذ الایمہ امام الایمہ واعظم الایمہ و افضل الایمہ واعلم الایمہ  
 و اوسع الایمہ و ازہد الایمہ و اقدم الایمہ و اقرب الایمہ الی الرسول صلعم  
 ہیں پھر انکا اتباع کیوں واجب نہ ہو۔ اگر آپ اسپر بھی اکتفا نہ کریں تو میں  
 آپ کے صحاح سے (جسکو آپ لوگ کالوحی من السماء سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ  
 اسکے مقابلہ میں حدیث السنۃ قاض سے قرآن کو بھی ضعیف ٹھہراتے  
 ہیں العیاذ باللہ) چند حدیثیں جسکو صاحب مشکوٰۃ نے جمع کیا۔ اس  
 تقریر کی تائید میں پیش کرتا ہوں۔ اور اسمین تا مل و تفکر سے نظر کرنے کو  
 امید رکھتا ہوں۔ انہیں سے پہلی روایت حضرت عائشہ رض سے یہ ہے عن  
 عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم لا یبغی لقرۃ فیہم  
 ابوبکر ان یومہم غیرہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب  
 کذلک فی مشکوٰۃ۔ اگرچہ ترمذی رحمہ نے باعتبار اسناد کے اسکو غریب  
 کہا۔ لیکن اسکی تائید میں نیچے کی حدیثیں موجود ہیں۔ دوسری روایت  
 ہے عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم  
 فی مہضہ ادعی لی ابابکر ابابکر و اخاک حتی اکتب کتابا  
 فانی اخاف ان یتمنعن منن ویقول قائل انا وکلا ویابن  
 اللہ و المؤمنون الا ابابکر رواہ المسلم و فی کتاب الحججری انا و  
 بدل انا و لا کذلک فی مشکوٰۃ۔ تیسری روایت خیر بن مہضم سے

البنی صلعم الظہر فقال ابردوا ابردوا وقال انتظروا انتظروا  
 وقال شدۃ الحر من فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابدوا  
 عن الصلوٰۃ حتی رائنا فی التلول اخرجہ البخاری - ایضاً اخرجہ المسلم -  
 چوتھی روایت پھر ابو ہریرہ رضی عنہ عن النبی صلعم انه قال اذا  
 اشتد الحر فابدوا (تا) واشتکت النار الخ اخرجہ البخاری -  
 ایضاً اخرجہ المسلم - پانچویں روایت ابو سعید سے قال قال رسول صلعم  
 ابردوا بانظہر فان شدت الحر من فیح جہنم تابعہ سفین  
 ویحییٰ والوعوانہ عن الاعمش اخرجہ البخاری - چھٹویں پھر ابو ہریرہ  
 سے قال قال رسول اللہ صلعم اذا اشتد الحر فابدوا بانظہر  
 فان شدۃ الحر من فیح جہنم اخرجہ ابن ماجہ - ایضاً فیہ عن ابی  
 ہریرہ مثله - ایضاً فیہ عن مغیرہ بن شعبہ مثله - ایضاً فیہ عن ابن عمر مثله -  
 دسویں پھر ابو ہریرہ رضی عنہ سے ان النبی صلعم قال اذا اشتد الحر  
 فابدوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم اخرجہ مسلم  
 بہذا اللفظ کذا فی التیسیر - گیارھویں - ابو ذر رضی عنہ سے قال کنال  
 مع النبی صلعم فی سفر فاراد المودن ان یوزن ان یوزن للظہر فقلا  
 لہ رسول اللہ صلعم ابردنا ابراد ان یوذن فقال لہ  
 ابرد حتی رائنا فی التلول فقال النبی صلعم ان شدۃ الحر  
 من فیح جہنم فاذا اشتد الحر فابدوا بالصلوٰۃ اخرجہ  
 الاثنائی کذا فی التیسیر - بارھویں قاسم بن محمد سے قال ما

کو اسی اشارۃ النص سے ترجیح دیکر اقتدا کیا تو کیا قصور کیا۔ و قیصرہ دیکھیے  
 غور کیجیے کہ بعد البنی صلعم کے اقتدا کی تین صورتیں ہیں۔ اول۔ اقامت صحابہ  
 کا صحابہ کے ساتھ۔ دوم۔ اقتداء غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ۔ سوم۔ اقتداء  
 غیر صحابہ کا غیر صحابہ کے ساتھ۔ جب صورت اول میں ان حدیثوں کے مفہوم  
 عموم اولی الامر کا آیت اولی الامر منکم سے بالکل مفہود ہے کہ کل صحابہ کا اقتداء  
 حضرت ابو بکر رضی کی افضلیت میں فرد کامل ہونے کے سبب سے موجود۔  
 اور صورت ثانیہ میں بھی وہی افضلیت کے سبب سے (کہ حدیث صحابی  
 کا نجوم الخ سے ثابت ہے) اقتداء غیر صحابہ کا صحابہ کے ساتھ ثابت۔ تب صورت  
 ثالثہ میں کیوں وہی افضلیت کا اعتبار نہو۔ اور کیوں حدیث اجعلوا  
 آیمتکم خیارکم الخ سے خیار ائمہ پراقتداء واجب نہو خذ ہذا۔  
**ظہر کا وقت دوسری مثل تک باقی رہنے کا ثبوت**  
 چند روایتوں سے ثابت ہے کہ۔ انہیں سے ایک روایت ابو ہریرہ رضی سے  
 یہ ہے ان رسول صلعم قال اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ  
 فان شدة الحر من فبح جہنم قال ابو محمد (یعنی دارمی)  
 هذا عندی من التاخیر اذا تاڈوا بالحر اخرجہ الدارمی۔  
 دوسری روایت نافع مولیٰ ابن عمر رضی والی ابو ہریرہ رضی سے۔ حدثنا عن  
 الرسول انه قال اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوۃ فان شدة  
 الحر من فبح جہنم اخرجہ البخاری۔ اور اسی طرح سے یہ روایت  
 صحیح مسلم میں بھی ہے۔ تیسری روایت ابی ذر رضی سے قال اذن موتی

عزبت الشمس لِمَ اخرجہ محمد فی موطاء۔ اس حدیث سے ابتداء وقت عصر کا  
 وومثل کے بعد سے ہونا ثابت ہے۔ پندرہویں روایت جابر رضی اللہ سے  
 قال صلی بنا رسول اللہ صلعم حين صار ظل كل شئ مثليه رواه ابن  
 ابی شیبہ کذا فی الصغریٰ۔ اس سے بھی وومثل کے بعد ابتداء عصر کا شروع ہونا ثابت ہے۔ آخر  
 ان حدیثوں کے معارضوں کی نسبت میں تم کیا کہتے ہو جواب ان حدیثوں کی نسبت  
 میں تمہارا جواب ہے وہی جواب میرا ان حدیثوں کی نسبت میں ہے۔ دوسرا  
 جواب ہماری روایتوں میں تناقص نہیں اور تمہاری روایتوں میں  
 بہت سے تناقضات ہیں۔ انہیں سے ایک ابن عباس سے یہ ہے کہ قال  
 قال رسول اللہ صلعم امتی جبرائیل عند البیت مرتین  
 فصلی بالظہر حين زالت الشمس وكانت قدر الشراك وصلی  
 لی العصر حين صار ظل كل شئ مثله (تا) فلما كان الغد  
 فصلی بالظہر حين كان ظله مثله وصلی لی العصر حين كان ظله  
 مثليه الخ رواه ابوداؤد والترندی کذا فی مشکوٰۃ۔ اس حدیث  
 سے صاف ظاہر ہے کہ ظہر کا آخر وقت اور عصر کا اول وقت  
 مشترک ہے کیونکہ آخر وقت میں ظہر کے اور اول وقت میں عصر کے  
 لفظ کان ظله مثله مشترک ہے۔ حالیکہ کوئی وقت صلوة خمسہ سے مشترک نہیں  
 چنانچہ ابن عمر کی روایت میں وقت الظہر (تا) مالہ یحضر العصر  
 الخ کذا فی مشکوٰۃ۔ اور ابی ذر کی روایت میں یمیتون الصلوة  
 او یخرون عن وقتها الخ کذا فی مشکوٰۃ۔ اور حضرت علی رضی

ما ادرکت الناس الا یصلون الظهر بعشیٰ اخرجه مالک کذا فی التیسیر  
 معنی عشیٰ آخر روز ہے۔ تیسرہ <sup>۱۲</sup>صحیح ابو موسیٰ سے قال کان رسول اللہ صلعم  
 اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل اخرجه النسائی کذا  
 فی التیسیر۔ <sup>۱۳</sup>تیسرہ ان روایتوں سے ابراہیم بالظہر حالت گرمی میں علی  
 وجہ الکمال ثابت ہے۔ اور معنی ابراہیم کے یہ ہیں کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں  
 پڑھے۔ اور ٹھنڈے میں تو قبل ایک یا ڈیڑھ مثل کے اس دیار میں بھی متحقق نہیں  
 ہو سکتا ہے۔ پھر اُس دیارنگستان میں کیونکر متحقق ہو۔ ہاں کسی قدر قبل کا  
 مثل سے لیکر دو مثل تک متحقق ہے۔ اس لیے امام صاحب نے ان حدیثوں  
 سے مسئلہ مثلین کا استنباط کیا۔ سوائے اسکے تیسری روایت میں  
 بخاری اور مسلم کی اور گیارہویں روایت مذکور میں تیسرے لفظ حتیٰ رائے  
 فی التلؤل مذکور ہے۔ اور تلؤل کے معنی لغت میں تو وہ اور عینی میں التلؤل  
 جمع تل و ہو کورۃ من الرمل۔ اور سطلانی میں التل بالفتح والتشدید  
 کل ما اجتمع علی الارض من تراب اور بل او غیر ہما و کیوں سطحاً غیر شاخص غالباً  
 ولا یظہر له نعل لانبساطه الا اذا ذهب اکثر وقت الظہر لکھا۔ اب غور کی جگہ  
 کہ تو وہ ریگ وغیرہ کا سایہ جب تک آفتاب خوب ڈھل نہ جاوے تب تک  
 متحقق نہیں ہوتا ہے۔ اسی وقت شمس مستقیم کا سایہ دو مثل تک ہوتا ہے۔  
 چودھویں روایت <sup>۱۴</sup>عبداللہ بن رافع سے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سالہ  
 عن وقت الصلوٰۃ فقال ابو ہریرۃ انا اخبرک فیصل الظہر اذا کان  
 ظلک مثلک۔ والعصر اذا کان ظلک مثلک والمغرب اذا



امام صاحب کے دقائق کو دریافت نہ کر سکے انھوں نے بھی امام صاحب کا خلاف کیا۔ کل حزب ببالد یحرفون ۵ للناس فیما یعشقون مذاہب ۵ ہر کس مناسب گھر خود گرفت یار۔ بیل بباغ گرفت و عین سوے خارزار۔

## عام مسلمانوں کا نفس ایمان اور پیغمبروں اور جبرائیل کا مساوی ہونے کا ثبوت

مساوی ہونا نفس ایمان رسول صلعم اور مؤمنوں کا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے قولہ تعالیٰ آمن الرسول بما انزل الیہ من صریحہ والمؤمنون ط کل آمن باللہ وملائکتہ وکتابہ ورسولہ۔ کیونکہ خداوند کریم نے لفظ رسول صلعم پر لفظ المؤمن کو عطف کیا۔ اور درجہ معطوف معطوف علیہ کا حکم عطف میں متحد ہے۔ پس ایمان رسول ۱ و مؤمن کا بھی متحد ہونا ثابت ہوا۔ نہیں تو۔ جاء زید وعمر وین عدم مساوی ہونا۔ مجیت میں ہر دونوں کے لازم آتا ہے۔ حالانکہ یہ خلاف عقل و نقل و محاورہ عجم و عرب کے ہے۔ اور سوائے اسکے لفظ کل کی تین عوض مضاف الیہ کا ہی کذا فی الجلالین۔ تب کل کلمہ کے معنی میں متعل ہے۔ اور کلمہ تاکید حکم میں متعل ہوتا ہے تب کیونکہ ایمان میں جو فرمان خدا کا ہی باوجود تاکید کے دونوں مساوی ہوں۔

سوائے اسکے کمال دین کمال ایمان پر دلالت کرتا ہے۔ اور جب کمال ایمان ہر مؤمن کا ثابت نہو تب معنی قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم

روایت میں یا علی ثلاث ا۔ توخرها الصلوة اذا اتت الخ کذا فی  
 المشکوٰۃ<sup>۲۲۶</sup>۔ ان روایتوں سے بخوبی عدم اشتراک ثابت ہو۔ پھر جس حدیث  
 میں وقت کا تناقض ہو وہ حدیث کس قدر صحیح ہو سکتی ہو دریافت کیجئے۔  
 اور روایت جناب بن الارث کی حسین شکونا الی رسول اللہ صلعم  
 حر الرمضاء فلم یسکننا الخ کذا فی التیسیر<sup>۲۲۷</sup> ہو تو بالکل خلاف مضمون  
 انا ارسلناک رحمة للعالمین کا۔ اور قولہ تعالیٰ یرید اللہ بکم  
 الیسر ولا یرید بکم العسر کا۔ اور قولہ تعالیٰ لا یكلف الله نفسا  
 الا وسعها کا۔ اور حدیث التما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین  
 رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ<sup>۲۲۸</sup> کا۔ اور حدیث قال رسول صلعم یسر وکما  
 تسروا و فی روایت وسکنوا ولا تنفروا اخرجہ الشیخان کذا فی البتیر<sup>۲۲۹</sup>۔  
 اور حدیث ولو لا ینقل علی امتی لصلیت بهم هذه الساعة  
 الخ کذا فی المشکوٰۃ<sup>۲۳۰</sup> کا۔ اور حدیث لو ان اسئق علی امتی لآمرتهم  
 ان یؤخر والحصاء الی ثلاث اللیل اولصفه رواہ احمد والترمذی وابن  
 ماجہ کذا فی المشکوٰۃ<sup>۲۳۱</sup> کا۔ اور حدیث یمزوم من الاعمال ما لظیفون  
 فان الله لا یملوح شیء تملوا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ<sup>۲۳۲</sup> کا اور کُل روایات  
 ما تقدم ابردوا بالظہر کا ہو۔ حضرت ہر ہر بات میں خبر احاد پر تکیہ کر کے  
 ایسے پیچھے پیچھے دوڑنا۔ کیسا جیسا کو اکاں لے گیا کہنے پر کوئے کے پیچھے  
 دوڑنا۔ اور کان میں ہاتھ دیکر نہ دیکھنا۔ مگر کیا کیجیگا۔ آپ لوگوں کو ان  
 باتوں کے پھٹکارنے راہ راست نے پھٹکار کھا ہو۔ ہاں جو جو علماء

من عند اللہ الٰہ نازل ہوئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ نصرت  
 فعل الٰہی ہے۔ اور اللہ اسکا وعدہ کر چکا ہے۔ اسکے وجود میں کسی طرح کا شک  
 نہیں۔ اور رسول صلعم کو اس بات پر کئی اعتماد تھا۔ باوجود اسکے مضطر  
 ہو کر دعا مانگی۔ اور اللہ جل شانہ نے بھی فقط اسکے اطمینان قلب کے لیے  
 فوج بھیجی۔ اس سے کچھ ماز و یاد ایمان کا نہیں لازم آتا ہے۔ اور نہ یہ نہونے  
 سے کسی ایمان کی لازم آتی ہے۔ اگر کسی ایمان کی لازم آتی۔ تو نقصان ایمان  
 نبی صلعم اور حضور پر ایم عم کسی قبل اس اطمینان کے لازم آتی۔ العیاذ باللہ۔  
 سوائے اسکے اگر نفس ایمان کی زیادتی و کمی ہونا ثابت ہوتا۔ تو خداوند  
 کریم خود اس آیت میں ویقولون توء من بعض ذلکفر بعض ویریدون  
 بین ذلک سبیلاً واولئک ہم الکافرون حقاً۔ ان لوگون کی  
 شان میں جو بعض چیزوں پر ایمان لاتے اور بعض کو انکار کرتے اولئک  
 ہم الکافرون حقاً۔ ہرگز نہ فرماتا بلکہ مضمون آیت و ماکان اللہ<sup>الیضیح</sup>  
 ایمانکم۔ وان اللہ لایضیح اجر المؤمنین۔ اور وان تک حسنة  
 یضعفوا ویوت من لدنہ اجراً عظیماً۔ اور فمن یعمل مثقال  
 ذرۃ خیر ایرہ۔ بعض ایمان کا اجر و نیک وعدہ کرتا۔ اجر مؤمن کہ  
 کیسا ہی کم نہو کیوں ہرگز ضائع نہ کرتا۔ نہیں تو بر خلاف وان اللہ لیس  
 بظلام للعبید۔ اللہ کا ظالم ہونا لازم آتا۔ العیاذ باللہ نہ صاحب  
 تفسیر میثاوی شافعی اس آیت کے تحت میں یہ عبارت لکھتا۔ یریدون  
 (تا) سبیلاً۔ طریقاً و سبطاً بین الایمان و الکفر و لا واسطہ ایا الحق

کیونکہ مصدق ہو سکتا ہے۔ سوائے اسکے ایمان کی کمی و بیشی جو بظاہر آیت  
 اذ اتلین علیہما یا آتہ نزلتہما ایمانا وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے۔  
 وہ کیفیت ایمان کی زیادتی و نقصانی ہے۔ نہ نفس ایمان کی اگر نفس ایمان  
 کی زیادتی ہوئی۔ تو حضرت ابراہیم عم اس آیت میں واذ قال ابراہیم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کیف تمحی الموت قال اولح تو من قال بلی ولكن لیطمئن قلبی  
 کیفیت احیاء موتی سے سوال نکرتے۔ اور اولح تو من سوال استقمام  
 انکاری کی جگہ میں بلی ولكن لیطمئن قلبی نہ کہہ کر۔ لیزیدت ایالی نغماتہ  
 اس سے صاف ظاہر ہے کہ درمیان ایمان اور اطمینان کے تفرقہ ہے یعنی ایمان اور  
 شہیہ اطمینان اور شہیہ شرمین تو لفظ بلی ولكن کے معنی منطبق حال اس میں  
 و قال کہ ہوتے۔ اس آیت میں الذین آمنوا وطمئن قلوبہم یدکر اللہ  
 الا بذکر اللہ لطمئن القلوب عطف وطمئن قلوبہم کا اوپر الذین آمنوا  
 کے صحیح ہوتا۔ سوائے اسکے جناب رسالت آبا صلعم جب حسب وعدہ خداوند  
 تعالیٰ تین سو صحابہ کو ہمراہ لیکر مشرکین کے مقابلہ میں لڑنے تشریف لے گئے۔ اور  
 نظر ایک مشرکین پر پڑی۔ اور انکو عدد و شمار میں ہزار پائے۔ تب مضطر ہو کر  
 ہاتھ اٹھا کر یہ دعا اللہم اجزنی ما وعدتہ الخ پڑھنے لگے۔ یہاں تک  
 کہ در اسے مبارک آپ کی گر پڑی۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ  
 عنہما لفاک منا شدتک من بک فانہ سینجز لک ما وعدک فرمایا۔ تب یہ  
 آیت فاستجاب لکم الی حمدکم بالف من الملائکة مردقین وما  
 جعلہ اللہ الا بشری لکم ولنطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا

لکھا تھا کہ امام الرازی کا یقین زیادہ والنقصان من حیثیۃ  
 اصل التصدیق کا من جمہۃ الیقین فان مراتب اہلہا مختلفۃ  
 نے کمال الدین فقط ہذا ہولہا۔ فندفع من الفساد وسوائے اسکے  
 ایمان کے دو معنی ہیں ایک حقیقی - جو مجرب و تصدیق قلب باجاء بہ النبی صلعم  
 پر دلالت کرے۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ اِکْلًا مِّنْ اَنْرِکُمْ عَلٰی الْاَفْرَاقِ اَوْ کَلِمَةً الْکُفْرِ۔  
 وقلوبہ مطمئنۃ بالایمان لم یتغیر عقیدتہ وغیرہ دلیل علی ان الایمان ہو  
 التصدیق بالقلب کذالک فی البیضاوی اور حدیث من شہدان کا الہ  
 الا اللہ وان محمدًا رسولہ حرم اللہ تعالیٰ علیہ النار رواہ مسلم  
 کذالک فی التیسیر۔ اور حدیث ثلثۃ من اصل الایمان الکف عن قال کا  
 الہ الا اللہ ولا تکفروا بذنب ولا تخرجه عن الاسلام لعل الخ  
 اخرج ابو داؤد کذا فی التیسیر۔ اس پر شہادت دیتے ہیں۔ ہرگز اس ایمان  
 کی کمی بیشی ثابت نہیں۔ دوسرا مجازی جو کیفیت تصدیق قلبی پر دلالت  
 کرے۔ یعنی جو ان احکام شرعی صا در ہونے لگے۔ تیوں تیوں ان شرع صدر  
 اور ان فلاح قلب مؤمنوں کے بڑھنے لگے۔ یہ فقط اثر و اثرہ اُس تصدیق  
 قلبی حقیقی کا ہے۔ چنانچہ اسی بات پر یہ روایت ابن عباس کی دلالت کرتی ہے۔  
 عن ابن عباس رض ان اول ما اتاهم النبی صلعم التوحید فلما  
 امنوا باللہ وحدہ کا انزل الصلوٰۃ والزکاۃ ثم الحج ثم الحجاد  
 فازدادوا ایماناً الی ایمانہم کذالک فی الکشاف۔ کہ انزل الصلوٰۃ وغیرہا  
 بعد امنوک واروہ۔ تب وہ صلوٰۃ وغیرہ داخل ایمان ہوئے ہاں وہ

لا یختلف فاذا الایمان بالمشغالی اتما یتیم بالایمان برسلمہ و تصد لقیمہ فیما یلتحق  
 عنہ تفسیلاً او اجمالاً فالکافر بعض ذلک کا الکافر بالکل کما قال اللہ تعالیٰ  
 فماذا بعد الحق الا الضلال - اولئک هم الکافرون - ہم الکاملون فی  
 الکفر لا عبرۃ بایمانم ہذا سوائے اسکے اس آیت میں اذا تلیت علیہم  
 آیاتہ نراد تھم ایماناً - ایماناً کے معنی اطمیناناً النفس یا رسولاً للیقین  
 بتیلاً ہر الاولیاء و العمل بموجبہا کما فی البیضاوی ہے۔ اور تفسیر عباسی میں فرماد  
 ایماناً - کے تحت میں جراتاً بالخروج الیہم لکھا - اور جلالین میں تصدیقاً  
 بالمشغول و یقیناً لکھا ہے۔ پس وہ زیادتی کثرت ہمت اور انشراح صدر و افلاح  
 قلب پر دلالت کرتی ہے۔ نہ نفس ایمان کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے کما  
 زعمتم - سوائے اسکے لذت میں آمن کے معنی اعتماد بھی آیا ہے۔ امنندہ  
 علی کذا اعتماد کروم اور برین - و ائمتہ کذلک - قریمی قولہ تعالیٰ عادل  
 لاننا منا بین الادغام والافتہار کذا فی الصریح - اب بعضی نراد تھم ایماناً  
 کے زاد تم اعتماداً اٹھے۔ سوائے اسکے ہر زبان میں یہ محاورہ شائع و جاری  
 ہے کہ زید مثلاً آج کل روپیہ پا کر بہت بڑا آدمی ہو گیا۔ یہاں تک بکر سے بھی بڑھ  
 گیا اور عمر و بہت ہی گھٹ گیا۔ یہاں تک بکر سے بھی گھٹ گیا۔ اس سے یہ  
 سراونہیں کہ نفس زید و عمر کا قدر و قامت بکر کے قدر و قامت سے بڑھ گیا یا گھٹ  
 گیا نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں کیفیت سابقہ سے بڑھ گیا یا گھٹ گیا۔ اسی طرح سے  
 نفس ایمان کی زیادتی و کمی نہیں ہوتی۔ ہاں کیفیت ایمان کی زیادتی و کمی  
 ہوتی ہے۔ اسلیئے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں لکھا ہے۔ فالتحقیق ان الاجا

عاشق کو بہت کچھ رنگ دکھلاتا ہے۔ اسی طرح سے ایمان قلبی بھی بہت کچھ شکرہ طاعات دکھلاتا ہے۔ ہاں اُس رنگ و ثمرات کی کمی و بیشی سے عشق و ایمان میں کمالی و جمال فتور و قصور کہتے ہیں سو مہنی مجازی ہے ایمین نزار کیا۔ یا ایمان مثل ایک درخت کے ہے تنہ اسکا تصدیق قلبی ہے۔ اور اعمال و طاعات (کہ ثمرات اور نتائج اُس تصدیق کے ہیں) بمنزلہ شاخ و برگ و گل و میوہ وغیر ذلک کے ہیں۔ اور ثمرات وغیرہ جیسا متفرعہ تنہ کے ہیں۔ اسی طرح سے طاعات بھی متفرعہ تصدیق قلبی کا ہے چنانچہ اسی بات پر آیہ قولہ تعالیٰ ان الذین امنوا واعملوا الصالحات شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہ نے لفظ امنوا سے مؤمنوں کے ایمان کی خبر دی۔ بعد اسکے اُس لفظ و عملوا کو غلط کیا۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ ایمان اور چیز ہے اور عمل اور چیز ہے۔ کیونکہ درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے مغایرت فی الذات ظاہر ہے۔ پھر عمل بالارکان داخل ایمان کیونکہ ہوا۔ جب یہ داخل ایمان نہ ہو سکا۔ تب اسکے گھٹنے پر بیٹھنے سے ایمان کی گھٹی بڑھتی نہیں لازم آتی ہے۔ کیونکہ ثبات ایمان مع ترک بعض اعمال کے بھی ان آیتوں سے بخوبی ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ وقلیہ مطمئن بالایمان اگرچہ بالاکراہ کفر وغیرہ کے زبان پر جاری کرے۔ اور قولہ تعالیٰ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا لم یکن منہم احد مارقا لیسوا مسلمین ہر دو طائفہ کا بیان باوجود باہم مقاتلہ کرنے کے بھی من المؤمنین ثابت ہوا۔ اور مقاتلہ بین المسلمین منی عنہ وکفر ہے۔ ان آیتوں اور حدیثوں سے قولہ تعالیٰ ومن یقتل مؤمناً مستحداً فجراً جہنم خالداً فیہا۔ قولہ تعالیٰ

انشراح صدر و القلاح قلب و غیر ذلک پر دال ہے۔ وہ سب کیفیتیں ہیں اور  
 اسی کیفیت پر ایمان کا اطلاق ہونا مجازاً درست ہے۔ اور معنی مجازی کا استعمال  
 قرآن میں بہت ہے۔ جیسا تو نے تعالیٰ یذبح ابناء ہمد۔ میں تدریج کی نسبت  
 فرعون کی طرف کرنا مجاز ہے کیونکہ یہ فعل جدید فرعون کا ہے نہ فرعون کا ہے۔  
 چونکہ امر فرعون سے یہ فعل وقوع میں آیا۔ اس لیے اسکی طرف منسوب ہوا۔  
 اسی طرح سے ایمان کی کیفیت کی کمی بیشی سے ایمان کی کمی بیشی مراد لینا مجازاً  
 درست ہے۔ کہ معنی مجازی انتر معنی حقیقی کا ہے۔ اس واسطے قرآن میں نہاد لقمہ  
 ایمان آیا ہے۔ اور جیسا تو نے تعالیٰ و سحر لکم اللیل والنہار والشمس و  
 القمر میں تسخیر کے معنی مجازی داد ہے کہ نفع اُنسے حاصل ہے۔ نہیں تورات دن  
 شمس و قمر خلائق کے قبضہ اختیار میں رہنا ثابت ہوتا۔ تب جب کاجب جی جاتا  
 رات کو دن دن کو رات کر سکتا۔ کہ معنی حقیقی تسخیر کے یہی ہیں۔ حالانکہ کچھ اختیار  
 خلائق کا اسمین متصور نہیں ہوا۔ چونکہ خلائق کو ان سب سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے  
 اللہ جل شانہ نے سحر کلم الخ فرمایا۔ اسی طرح سے انشراح صدر و انقلح قلب کے  
 معنی اللہ جل شانہ نے زاوہم ایمان فرمائے۔ خذہ اللہ اوق الدقائق۔  
 بتجدید جو لوگ امام صاحب کے دقائق کو نہیں سمجھتے ہیں۔ خواہ خواہ اپنی جہالت سے  
 امام صاحب پر لعن و طعن کرتے ہیں۔ سوائے اسکے نفس ایمان حقیقی فقط  
 نام تصدیق قلبی کا ہے۔ وہ ایک چیز ہے اسمین نقد کی بوباس بھی نہیں۔  
 پھر زیادتی و نقصانی اسمین کیونکہ محقق ہوئے سوائے اسکے تصدیق قلبی  
 مؤمن کے دل میں کیسا جیسا عشق عاشق کے دل میں۔ پس جو طرح سے عشق



وہابیوں کی قلعی خوب طرح سے کھل گئی۔ اس لیے یہاں طوالت کے خوف سے ثانیاً  
 نہ لکھ کر اسپر برات دیکھی۔ کہ اگر زیادہ لکھوں تو یہ کتاب بڑھ جائیگی۔ اور اجرت  
 طبع میں ثقالت ہوگی اور اگر کم لکھوں تو اس مسئلہ کی تقریر کی خوبی جاتی ہوگی  
 یعنی لوگ فقط اسی قدر قلیل پر اکتفا کریں گے۔ اسکی طرف نظر نہ کریں گے۔ اس لیے  
 میں ناظرین سے اس کتاب کی امید رکھتا ہوں۔ اور تمنا التماس کرتا ہوں۔  
 کہ اس سجت کو اس کتاب میں دیکھیں۔ اور وہابیوں کی دھوکے کی باتوں پر  
 خوب واقف ہو جاویں۔ اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کریں۔ اور امام  
 صاحب کی دقائق نویسی پر اعتماد کلی و وثوق دلی رکھیں۔ انکے بھٹکانے سے  
 بچنا سجاویں۔ اپنی تقلید پر ثابت قدمی اختیار کریں۔ اور اسکے ساتھ  
 امام ابو یوسف رحمہ کے طعن کے دفعیہ کو بھی جو تذکرہ کے ۲۹۹ صفحہ میں موجود ہے  
 جو شخص محرمات سے نکاح کر کے اس سے صحبت کر لے اسپر حد  
 شرعی بالشبہ مہذر ہونے کا ثبوت۔  
 معلوم کرنے کی بات ہے کہ وطی دو صورت سے حاصل ہوتی ہے۔ نکاح  
 سے یا سفاح سے صورت اول میں حلت اور صورت ثانی میں حرمت ثابت ہے  
 حالانکہ نفس وطی دونوں صورتوں میں متحقق ہے۔ لیکن شارع نے یہ تفرقہ  
 کر رکھا ہے۔ یعنی بضمون آیت فانكحوا ما تاتوا من النساء۔ و  
 آیت ان تبتغوا بما واکم محصنین غیر مسفوحین۔ نکاح میں شارع  
 نے قوت حلت کی دیر کہی ہے۔ اس لیے اگر کوئی محرمات سے نکاح کر کے صحبت  
 کر لے تو بھی اس نکاح کی وجہ سے حد شرعی اسپر جاری نہیں ہوتی ہے۔

ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق اذا تواجد المسلمان  
 بسيفهما فالقاتل والمقتول في النار الخ اخرجہ النجاشی الاثر مذکور  
 کذا فی البیہقیہ ۳۶۸۔ سبب المسلم فسوق و قتالہ کفر اخرجہ النجاشی الا  
 ابا داؤد و کذا فی البیہقیہ ۳۶۸۔ تب اس سے یہ واضح ہوا کہ معنی آیت وان  
 طایفتان الخ کا ایمان حقیقی کے ساتھ متعلق ہے۔ اور معنی ان آیت اور حدیثوں  
 کے ایمان مجازی کے ساتھ متعلق ہیں۔ پس اس معنی مجازی کے اعتبار سے قول  
 محدثین الايمان بيزيد وينقض كالثابت هو ثابت ہے۔ اور اس معنی حقیقی کے  
 اعتبار سے قول محققین خصوصاً امام صاحب کا جو الايمان كاليزيد ولا  
 ينقض هي مجزئي ثابت ہو گیا۔ فانفترق الفرق فرقا جلیبا۔ وان دفع الفسوق  
 مثلا اندفاعاً قویاً۔ اور جب اس بحث معنی اعتباری کا دخل ہوا۔ تب یہ  
 امر امر اضافی ٹھہرا۔ اور امر اضافی میں نزاع کرنا نزاع لفظی ہے۔ اس لیے شیخ  
 الاسلام علامہ عینی شارح بخاری لکھتے ہیں۔ قال الامام هذ البحث لفظي  
 لان المراد بالايمان ان كان هو التصديق فلا يقبلهما وان كان  
 الطاعمان فيقبلهما فكل ما قام من الدليل على ان الايمان لا  
 يقبلهما فهو مصروف الى اصل الايمان وكل ما دل على ان الايمان  
 يقبلهما فهو مصروف الى الكامل وهو مقرون بالعمل فقط على هذا  
 القياس تفسیر کبیر میں اور کشاف اصطلاحات فنون میں بھی یہی لکھا ہے۔  
**قضا کا ظاہر و باطن تاقہ ہونے کا ثبوت**  
 چونکہ اسکے ثبوت کے دلیل تذکرہ میں ایسی اچھی طرح سے لکھی گئی۔ جس سے

وجود صورت مخرج بین جان کہیں یہ شرط پائی جائیگی وہاں ایتان یہ نامہ  
 یعنی اسقاط حد و واجب ہوگا۔ کہ موجب امر کا وجوب ہے۔ پس نکاح  
 محارم میں وجود شبہ موجود ہے کہ نفس نکاح میں حکم شرعی ناطق ہے۔  
 اور حکم شرعی میں خطا کرنے سے حد نہیں لازم آتی ہے۔ برخلاف زنا کے  
 کہ یہاں حکم شرعی کا ناطق نہیں اب تو نکاح محارم میں امام صاحب  
 کا حد لگانا نامعلوم ثابت ہو گیا۔ اور لگانا منہی منہ ٹھہر گیا۔ ۷  
 دعویٰ جو آپ کا تھا وہ برعکس ہو گیا۔ سبحان اللہ کیا خوب اٹے چور  
 کو تو اٹے ڈانٹے۔ خود تو کرتے ہیں چوری۔ پھر اسپر کر رہے ہیں سینہ  
 زوری۔ ۸ چہ دلاورست دزدے کہ بکھن چیراغ دار در۔  
 سوائے اسکے آنحضرت صلعم نے حد و د کے جاری کرنے میں کس قدر  
 احتیاط فرمائی۔ فقط حضرت ماغزہ پر حد جاری کرینیکا قصہ جو صحیحین  
 وغیرہ میں مکتوب ہے کفایت ہے۔ کیونکہ جب حضرت ماغزہ آکر زنا کا  
 اقرار کرتے تھے تب رسول صلعم انکو حلیہ و جلالہ سے بار بار و بیجا  
 ارجع فاستخفر اللہ و تب الیہ کہہ کر منکا دیتے تھے۔ اور کبھی  
 لعنک مسستھا و قبلتھا فرماتے تھے۔ اور کبھی لوگوں سے  
 پوچھتے تھے کہ کیا اسکو جنون ہے یا اسنے شراب پی۔ اور کبھی ڈرا کر  
 ان اعترفت الرابعة نرجمک فرماتے تھے۔ جب چوتھے مرتبہ بھی  
 اقرار کیا۔ تب بچہ جس کر کے کیفیت زنا سے سوال کیا۔ بعد اسکے  
 آنحضرت صلعم۔ حد جاری کی۔ اب محل غور و تفکر ہے کہ باوجود اقرار

کہ محل مشبہ کا بحر۔ اور شبہ سے حد و سند فرج ہوتے ہیں بقول النبی ص ادر وا  
 الحدود بالشبهات کذا فی عقود الجوارہ۔ <sup>۱۹۳</sup> وبقول النبی صلعم ادفعوا  
 الحدود ما وجدتم له مدفعاً۔ اخرجہ ابن ماجہ۔ <sup>۱۹۴</sup> وبقول رسول اللہ  
 صلعم ادرؤا الحدود ود عن المسلمین ما استطعتم فان کان  
 له مخرج فخلو سبیلہ فان الا ما مان یخطئ فی العفو خیر من ان  
 یخطئ فی العقوبۃ اخرجہ الترمذی کذا فی التبیان <sup>۱۹۵</sup> وکذا فی عقود الجوارہ۔  
 اور اسکو حاکم اور واقطنی و بیہقی نے بھی اخراج کیا۔ پس یہی حدیث ہمارے  
 امام کی محبت کے لیے بہت ہی کفایت ہے۔ اور بڑی دلیل و برہان ساطع ہے۔ سو آ  
 اسکے حضرت علی رض سے بھی یہ روایت ہے۔ عن علی رض ادرؤا الحدود  
 اخرجہ الدارقطنی۔ سوائے اسکے ابو ہریرہ رض سے بھی یہ روایت ہے عن ابی  
 ہریرۃ رض ادرؤا الحدود ما استطعتم اخرجہ ابویعلیٰ سوائے اسکے  
 حضرت عمر رض سے بھی یہ روایت ہے عن عمر قال لان اخطئ فی الحدود  
 بالعفو احب الی من ان اقیمتها بالشبهات کذا فی العقود الجوارہ۔ <sup>۱۹۶</sup>  
 ان حدیثوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ حتی الوسع حد جاری نہ کی جائے گی۔ یعنی کسی  
 طرح کے مشبہ ہونے سے یا اسکے دفعیہ کی صورت ملنے سے حد ساقط ہوگی۔ تب  
 نکاح محارم میں خود نفس نکاح دفعیہ حد کے واسطے کفایت ہے کہ محل مشبہ ہے۔  
 پھر اس مطلب کو دوسری تقریر سے ثابت کرتا ہوں غور کیجیے اور سنئے کہ  
 ادفعوا اور ادرؤا جو ان حدیثوں میں وارد ہیں صیغہ امر کے ہیں اور  
 آیتان مامور بہ متعلق بالشراط ہیں۔ شرائط انکے وجود مشبہ وجود صوت مدفع

ان آیتہ براسہ کی جگہ میں ان اضرب عنقه واصفے مالہ ہی۔ اس سے  
 اچھا کیا نکلا۔ اس میں بھی تو حد شرعی جو رجم ہی جاری نہ ہوئی۔ بلکہ  
 قتل اور اخذ مال جو خلاف حد شرعی کے ہیں موجود ہیں۔ تب کیا یہ تعزیر  
 ہی۔ یا از ہذا کے سبب سے قتل و اخذ مال کا حکم ہی۔ اگر تعزیر ہی تو اس  
 حدیث نے امام صاحب کے قول کی خوبھی موافقت کی۔ اس لیے ہدائین  
 لکھا ہی ومن تزوج امراتہ لایحفل لہ نکاحا فوطیہا لایجب  
 علیہ الحد عند ابی حنیفہ لکنہ یوجع عقوبۃ اذا  
 کان علمہ بذلک۔ اور اگر از ہذا ہی۔ تو وہ قتل و اخذ مال منطبق  
 حال ہی۔ محل نزاع کا ہی کیا اس میں قیل وقال۔ اور نے احقیقت یہ صحیح  
 ہی کہ حدیث میں وطنی کا ذکر بھی نہیں۔ اس لیے لمعات میں آیا ہی۔ کان  
 الرجل اعتقد حلتہ وانکر حکم الشریعہ فکان مرتدا  
 فلذلک امر بقتلہ واخذ مالہ۔ اور امام صاحب کے عموم کے  
 قول کو (جو ومن تزوج امراتہ لایحفل لہ نکاحا سے ثابت ہی  
 ماہن کے ساتھ مختص کر کے امام صاحب پر طعن کرنا۔ اور ایسے واقعہ حال  
 کو کسی معتبر کتاب سے ثابت نہ کر کے اسکو شہرت دینا۔ اور اس سے لوگوں  
 کو نفرت دلانا اور باوجود اس سیکہ مختلف فیہا ہونے کے بھی حنفیوں پر  
 عیب لگانا۔ شقاوت جلیبی ہی یا عدوت خلقی۔ یا جہالت کلمی۔ وحقاوت  
 کی یہ ہی کہ باوجود متفق ہونے حدیث انکے قول کے اپنے طعنہ مارنا۔ گویا رسول  
 صلعم پر طعن کرنا۔ اور رسول صلعم پر طعن کرنا شقاوت نہیں تو کیا۔

صحابی کے بھی رسول صلعم صورت مدفع و مخرج ڈھونڈتے تھے۔ پھر نکاح محارم میں باوجود شبہ نکاح کے کیونکر حد جاری کی جا سکتی۔ کاشکے وہابی حدیثوں کے معنی سمجھتے۔ اور فقط میاں بچی صاحب کی سند سے محدث نہ کہلاتے۔ تو یہ فتاویٰ نہ ہوتے۔ فلا تفسدوا فی الارض

واصلحو ابیننا و بینکم فیکون خیرا لنا و لکم۔ ہاں نکاح

محارم میں تعزیر ہوگی۔ سیاست کی جا سکتی۔ اور تعزیر کا حکم امام کی راہ پر معمول اور مفوض ہے۔ جان جیسا مناسب سمجھیگا وہاں ویسا ہی حکم دینگا۔ یہاں تک قتل بھی تعزیر میں شامل و داخل ہے۔ اس لیے نصاب <sup>حکم</sup> الیہ

میں لکھا ہے۔ ان الحد مقدر شرعا و التعزیر مفوض الیہ  
راہی الامام۔ و ایضا فیہ ان الحد یندرے بالشبہات و

التعزیر یجب مع الشبہة۔ اور رد المحتار میں لکھا ہے۔ و  
لیکن التعزیر بالقتل۔ چنانچہ یہ اس حدیث سے بھی ثابت ہے۔

من وقع علی ذات محرمة فافتلوا الخ اخرجہ ابن ماجہ۔ یہ قتل  
تعزیر کی وجہ سے ہے حد کی جہت سے نہیں کذا فی الخاج <sup>۱۸۶</sup> **حضرت**  
**مشتہر صاحب**۔ آپ نے جس حدیث کے تکیہ پر یہ سوال کیے۔

وہ حدیث یہ ہے۔ عن البراء قال مر بے خالی ابو بردہ بن  
نیار و معہ لواء فقلت این ترید فقال امر نے رسول اللہ

صلحہ الی الرجل تزوج امرأۃ ابیہ ان اتیہ براسہ  
اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر۔ اور ابن ماجہ <sup>۱۹۰</sup> کی روایت میں

ہو کر یہ تجربہ حاصل کر کے یہ تفسیر کیے ہوں۔ تعجب نہیں۔ العیاذ باللہ۔  
 سوا کے اسکے وہابی لوگ سوئیلی خالہ وغیرہ کو محرمات ابدیہ نہیں  
 سمجھتے ہیں۔ یعنی بڑے ذوق و شوق سے اپنی مان کی سوئیلی بہن سے  
 نکاح کر کے صحبت کی لذت اٹھاتے ہیں اور اصلاً اس آیت کے خللتکم  
 کو نہیں دیکھتے۔ قولہ تعالیٰ حرمت علیکم امواتکم وبناتکم  
 وَاخواتکم وِعَمَلتکم وِخَلتکم اَمْ یَا بَہْمُومِیْنَ عَلٰی الْبَصَارِ ہَمْ  
 غشاً و غشاً و شقاوت کی پٹی آنکھوں پر دھر لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ علانیہ اسکی  
 درستگی کا فتویٰ دیتے ہیں چنانچہ مولوی نذیر حسین اور انکے شاگرد مولوی  
 عبدالقادر نے جو امام کالی مسجد دہلی سکے ہیں۔ اسکی درستگی کا فتویٰ دیا  
 چنانچہ اس بات کو صاحب جامع الشواہد نے بھی شہرت دی ہے۔  
 زیادہ کیا کہوں سو رادہلی سے معافی چاہتا ہوں۔ بخش کے ڈر سے  
 خاموشی اختیار کرتا ہوں۔ ۵

قادری چرانہ ہند خرموشی سنگین دل اند مردم و کفار نازل است  
 ۵ خواہم درین نوع گفتن بے کہ حرف بس ار کار بند کسے  
 خرید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہو  
 وہ در وہ سے کرنے کا ثبوت  
 وہ در وہ کا ثبوت تو نیچے کی حدیثوں کی تطبیق سے بخوبی اچھی طرح سے  
 ثابت و مستنبط ہے۔ لیکن اس استنباط کے مضامین کو سمجھنا اور استنباط  
 کرنا ہر کم و ہر کم کا کام نہیں۔ ہاں یہ حصہ روز ازل ہی سے امام اعظم رحمہ

وجہ ثبوت عداوت کی یہ ہے کہ وہ ہابیون کا امام صاحب کی خوبیوں کو چھپا کر  
انکے عیوب اور اسیہ کو ظاہر کرنا عداوت نہیں تو کیا۔ ۵

کہ ازشت خوئی بود در شرت نہ بند مرطاؤس جز پایے زشت  
وجہ ثبوت جہالت کی یہ ہے کہ محارم ابدیہ کی تفسیر فقط مان یا مہن پر کرنا۔  
اور انکو مستثنائے عقلیہ میں شامل رہنا نہ سمجھنا۔ جہالت نہیں تو کیا۔  
کیونکہ محارم سے وہ محارم مراد ہیں کہ جنہیں بعد قرابت یا جہالت قرابت  
کے سبب سے مظنہ محلت نکاح کا ہو سکے جیسا تو اسی و پوتی و پر پوتی و بھتیجی  
و بھتیجی کی اولاد یا علاتی بہن اخیانی بہن رضاعی بہن کی اولاد یا باپ کی  
منکوحہ بیٹے کی منکوحہ یا سوتیلی خالہ یا سوتیلی پھوپھی وغیر ذلک ہیں۔ حقیقی  
بہن و بیٹی مراد ہیں کم از کم الوہابیون کیونکہ یہ سب تو حسب تعامل الناس  
مستثنائے عقلیہ ہیں۔ کیونکہ آج تک تو کسی مؤمن نے انکی محلت کا گمان  
نہیں کیا۔ اور لفظ محارم لاکثر حکم الکمل کے قاعدہ پر وارد ہو اور اسی  
طرح کا کلام ہر زبان میں شائع و ذائع ہو۔ نہ اسکے لیے حاجت ہو برہان  
کی۔ نہ ضرورت ہو بیان کی۔

**تذیہ**۔ ہابیون نے جو محارم کی تفسیر ماہن کر کے مشہور کر دیا۔

اسکی ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہابی سب قبل اسکے حنفی تھے اور انکے باپ  
بلاشبہ حنفی تھے شاید وہ لوگ لفظ محارم سے ماہن بیٹی ہی سمجھ گئے ہوں۔  
اور انہیں نکاح کر کے صحبت کرنے سے حد شرعی نہ جاری ہونے کی جہت سے  
انہیں نکاح کر کے صحبت کر لیے ہوں۔ اور یہ وہابی اس قسم کے لفظ سے متولد



**حديث** اذا استيقظ احدكم من لومه فليغسل يده  
 قبل ان يدخلها في وضوء فان احدكم لا يدركه اين يات  
 يده اخرج المالك <sup>٢٨</sup> وايضا امام محمد <sup>٢٩</sup> **حديث** انه نهي ان يبال  
 في الماء الراكد اخرج المشيخ <sup>٣٠</sup> وايضا اخرج ابن ماجه <sup>٣١</sup> **حديث** لا  
 يبولن احدكم في الماء الراكد الا كره ثم يغتسل - منه اخرج <sup>٣٢</sup>  
**حديث** لا تبل في الماء الدائم الذي لا يجري ثم تغتسل  
 منه اخرج المشيخ <sup>٣٣</sup> **حديث** بقول (ابو هريرة <sup>٣٤</sup>) قال رسول صلعم  
 لا يغتسل احدكم في الماء الدائم وهو جنب فقال كيف  
 يفعل يا ابا هريرة فقال تناوله تناولا اخرج المشيخ <sup>٣٥</sup> **حديث**  
 لا يبولن احدكم في الماء الراكد (وفي روايته) في الماء النائم  
 اخرج ابن ماجه <sup>٣٦</sup> **حديث** لا يبولن احدكم في الماء الدائم  
 الذي لا يجري ثم يغتسل فيه اخرج الخمسة وهذا  
 المشيخين كذا في التيسير <sup>٣٧</sup> **حديث** لا يبولن احدكم في  
 مستحم ثم يغتسل فيه او يتوضاء فيه فان عامه الوسواس  
 منه رواه ابوداؤد والترمذي والنسائي كذا في المشكوة <sup>٣٨</sup> -  
**حديث** اذا شرب الكلب في اناء احدكم فليغتسل سبع  
 مرات متفق عليه كذا في المشكوة <sup>٣٩</sup> **حديث** ان رسول صلعم  
 قال طهر وانا اء احدكم اذا ولغ فيه الكلب ان يغسله سبع  
 مرات لو لا هن بالتراب اخرج الستة واللفظ مسلم كذا في التيسير <sup>٤٠</sup>

کے نام میں ارقام ہے۔ کیونکہ اکثر راوی ایسے ہیں کہ حدیثوں کی روایت کرتے ہیں سبھی لیکن اسکے مضامین کے کثرت کو نہیں پہنچتے ہیں۔ چنانچہ یہ حدیث قرب حامل فقہ غیر فقہ ورب حامل فقہ الی من ہو افقہ منہ کذا فی مشکوٰۃ۔ اس بات پر شہادت دیتی ہے۔

سوائے اسکے اس باب میں حدیثوں کی اقسام میں ہر قسم کے معنیوں اور موردوں کو سمجھ کر تطبیق دینا اور اسکے بابہ الامتیاز کو فرق کر کے مسائل استنباط کرنا۔ یہ کچھ مووی اور لبقال کا کام نہیں۔ نہ یہود و گوی و نقال کا۔ البتہ اعلم الامیہ و افضل الرجال کا کام ہے۔ حدیثوں کی اقسام انہیں سے ایک قسم تو یہ ہے۔ حدیث ان النبی صلعم قال اذا استقیظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا فانہ لا یدرہ من این یات یدہ اخرجہ المسلم وایضا فی مشکوٰۃ متفق علیہ۔ حدیث ان النبی صلعم قال اذا استقیظ احدکم فلیغمر علی یدہ ثلاث مرۃ قبل ان یدخل یدہ فی الاناء فانہ لا یدرہ فیہم یات یدہ۔ اخرجہ المسلم۔ حدیث اذا استقیظ احدکم من نومہ فلیغسل یدہ قبل ان یدخلها فی وضوءہ فان احدکم لا یدرہ من این یات یدہ اخرجہ البخاری حدیث اذا استقیظ احدکم من اللیل فلا یدخل یدہ فی الاناء حتی یفرغ علیہا مرتین او ثلاثا فان احدکم لا یدرہ فیہم یات یدہ اخرجہ ابن ماجہ۔

پڑتا ہے۔ اور کوئے میں آدمی گر کر مرنے سے کوئے کا سب پانی حتی المقدور  
 نکالنا پڑتا ہے۔ اور چوہا گر کر مرنے سے بنیں ڈول اور مرغی گر کر مرنے سے  
 چالیس ڈول پانی نکالا جاتا ہے۔ پھر اٹھین سے دوسری قسم یہ ہے۔  
 حدیث ان النبی صلعم سئل عن الحیاض التی بین مکة و  
 المدینة تردھا السباع والکلاب والحمرة عن الطہارة  
 منها فقال لہا ما حملت فی بطنہا ولنا ما غیر طہور اخرج  
 ابن ماجہ ایضاً فی مشکوٰۃ حدیث عن جابر بن عبد اللہ قال  
 انتہینا الی غدیر فاذا فیہ جیفۃ حمرا قال فکفنا عنہ حتی  
 انتحی الینار رسول صلعم فقال ان الماء لا ینجسہ شیء  
 فاستقینا واروینا وحملنا اخرج ابن ماجہ حدیث عن اکرمہ  
 انه قال مر رسول اللہ صلعم بغدیر فقالوا یا رسول اللہ صلعم  
 ان الکلاب تلغ فیہ والسباع فقال رسول اللہ صلعم للسبع  
 ما اخذ فی بطنہ وللکلب ما اخذ فی بطنہ فاشربوا و  
 توضؤا۔ قال ابو حنیفہ لا یاس بہ اذا کان عشاء فی عشر ما لم  
 یتغیر طعمہ وریحہ ولونہ وتوضوایہ کذا فی مصنف ابی بکر بن  
 حدیث ان عمر خرج فی ركب فیہم عمرو بن العاص حتی ورت  
 حوضاً قال عمرو بن العاص یا صاحب الحوض هل ترد حوضک  
 السباع فقال عمر بن الخطاب یا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا  
 نرد علی السباع و نرد علینا وانی سمعت رسول اللہ صلعم

**حدیث** ان حبشیا وقع فی زمزم فمات قال فاعربہ ابن  
 الذہبران یزید ماء زمزم الخ رواہ ابن ابی شیبہ **حدیث** ان  
 نزلت فیہ او وقع فی بئر زمزم فمات فیہا فامر ابن الزبیر ان اخرج و  
 امر ان ینزع قال غلبتہم عین جاءت من الرکن فاصر بہا فودت  
 بالقیاطی والمطارق حتی نزجوها والصحابہ متوافرون من غیر  
 نکر ولم ینکر منہم احد وکان ذلک الا فتاء بمحضر الصحابۃ  
 ولم ینکر منہم احد رواہ الطحاوی سوائے اسکے ابن ابی شیبہ  
 وارقطبی اور بیہقی نے بھی طرق مختلفہ سے روایت کیا۔ کذا فی تخریج الحدیث  
 والفتح القذیر۔ اگرچہ بیہقی نے اسکے ضعف پر ابن عتبہ سے ایک روایت نقل کی  
 لیکن ابن ہمام نے اپنی فتح القذیر میں اسکا دفعیہ کر کے اس حدیث کی صحت  
 ثابت کر لی۔ **حدیث** ان علیا رضی عنہما عن ابی بکر فی بئر ینزع  
 رواہ ابوبکر بن ابی شیبہ **حدیث** عن ابی سعید الخدری رضی  
 انہ قال فی الدجاجة اذا ماتت فی البئر ینزع منها ربون  
 کذا فی تخریج الهدایہ۔ وغیر ذلک الغرض اس طرح کی بہت سی حدیثیں  
 صحاح وغیرہ میں بھری ہوئی ہیں **تنبیہ** ان حدیثوں سے صاف معلوم  
 ہو گیا کہ اناء کا پانی (خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں) ہاتھ کی نجاست  
 ہا یہ سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور جو پانی ایک جگہ میں بند ہو جاوے  
 نہیں اس میں پشاب کر کے پھر اسی پانی سے غسل کرنا منع ہے۔ کہ وہ بھی ناپاک  
 ہو جاتا ہے۔ اور کتے کا کسی ظرف کے پانی پینے سے اس ظرف کو سات بار دھونا

بہت ہی نے بھی لیا ہے کہ زانی تخریح الہدایۃ بتعلیہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا  
 کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ہے مگر لو اور مرزہ اور رنگ جبکہ تبدیل  
 ہو چکے ہوں انہیں سے یا نجون قسم یہ ہے حدیث عن ابی سعید  
 الخدری قال قیل یا رسول اللہ صلعم ابتوضاء من بئیر بضاعة  
 وہی بئیر یلقی فیہا الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال رسول  
 اللہ صلعم ان الماء طہور لا ینجسہ شیء کذا فی مشکوٰۃ<sup>۱۹۴</sup>  
 حدیث<sup>۱۹</sup> عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما قال قیل یا رسول اللہ  
 صلعم انما لنتنتک لک الماء من بئیر بضاعة وتلقى فیہا لحوم  
 الکلاب وحزق المحایض وعذر الناس فقال ان الماء  
 طہور لا ینجسہ شیء اخرجہ اصحاب السنن وہذا لفظ ابی داؤد قال  
 سمعت قتیبہ بن سعید قال سالت قیثم بن سیر بضاعة عن عمقما قلت اکثر  
 ما ینجس الماء فیہا قال الی العائنة قلت واذا نقض قال دون العورة  
 قال ابی داؤد وقد رت بئیر بضاعة بردائی مدوتہ علیہا ثم دزعتہ فاذا  
 عرضہا ستہ اوزع وسالت الذہبی فتح لی باب البستان ہن غیر بناؤا  
 عما کانت علیہ قال لا ورایت فیہا ما یتغیر اللون کذا فی التمشیر<sup>۲۰</sup>  
 تسلیم ان حدیثوں سے بئیر بضاعة کا پانی جسمیں جو صیرتے اور کتے کا گوشت  
 پلیدگی وغیرہ گرایا جاوے اور پانی اسکا زیر ناف تک اور چڑائی اسکی  
 چٹھہ ہاتھ کی ہر پاک ہونا ثابت ہے کھڑا ان میں سے چٹھوں میں قسم یہ ہے  
 حدیث قال رسول صلعم لا تقبل الصلوٰۃ بغير طہور کذا فی

يقول لها ما احدث في بطونها وما بقى فقولنا طهور وشراب  
 اخر صباك الی قوله وترد علينا واخرجه باقی زرین کذا فی التیسیر <sup>۲۴۶</sup> وکذا فی  
 موطن <sup>۱۹۹</sup> محمد وکذا فی المشکوٰۃ <sup>۱۹۹</sup> بتیسیر ان حدیثوں سے واضح ہو گیا کہ کتے  
 اور گدھے اور درندیکے غدیر میں پانی پینے سے یا اُس میں مُردو گرنے سے  
 اِس حوض اور غدیر کے حوض کا پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ اور اس پانی سے  
 وضو کرنا اور پینا درست ہے۔ پھر اُنہیں سے تیسری قسم یہ ہے۔ حدیث <sup>۲۲۰</sup>  
 اذا بلغ الماء اربعین قذۃ لم یحمل الخبث رواہ ابن عدی عن جابر  
 مرفوعاً وقال لا یصح خلط فیہ القاسم بن عبد اللہ العمری واستدرک <sup>۲۲۰</sup>  
 فقال لہ طریق اخری عن جابر اخرجه الدارقطنی فی سننہ کذا فی الفوائد <sup>۲۲۰</sup>  
 اور اس حدیث کو دارقطنی اور ابن عدی اور عقیلی وغیرہم نے طرق مختلفہ سے  
 جابر و ابن عمر و ابن منکدر وغیرہم سے روایت کیا حدیث <sup>۲۲۵</sup> سئل  
 رسول اللہ صلعم عن الماء فی الفلأۃ من الارض وما یؤبہ  
 من الدواب والسباع فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث  
 کذا فی المشکوٰۃ <sup>۱۹۹</sup> حدیث قال رسول اللہ صلعم اذا کان الماء  
 قلتین او ثلثا لم ینجسہ شیء اخرجه ابن ماجہ بتیسیر ان حدیثوں سے  
 یہ معلوم ہوا کہ یہ حدیثیں آپس میں معارض ہیں اور حال نسخ و منسوخ  
 معلوم نہیں۔ پھر اُنہیں جو چوتھی قسم یہ ہے۔ حدیث <sup>۲۲۵</sup> قال رسول  
 اللہ صلعم ان الماء لا ینجسہ شیء الا ما غلب علیہ ریحہ  
 وطعمہ ولونہ اخرجه ابن ماجہ <sup>۲۲۵</sup> اس حدیث کو دارقطنی اور طبرانی اور

حقیقت میں وہ درود ہی کا تھا۔ ایسے وہ درود کا مسئلہ اُس سے استنباط کیا  
 ۵ برگ و حقان سبز و نظر پوشیار۔ ہر ورقے دفتر لیت معرفت کر دوگا۔  
 اعتراض شرح میں تخمین کا دخل نہیں جواب بہت ہی دخل ہے  
 نہیں تو تمھاری حدیث ظن میں کی باطل ہے کیونکہ جنگل کے پانی کو قند سے  
 تخمین کیا گیا ہے اور قبلہ جب معلوم نہ ہو تو نماز میں تحری یعنی تخمین کرنا  
 درست ہے۔ بقول النبی صلعم عن عامر بن ربیعہ قال کنا  
 مع رسول اللہ صلعم فی سفر فی لیلۃ مظلمۃ فلم تدر ایں  
 القبلة فصلی کل رجل منا علی حیالہ فلما اصبحنا ذکرنا ذلک  
 رسول اللہ صلعم فنزلت فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اخرجہ  
 الترمذی والمراد بحیالہ تلقاء وجہ کذا فی التیسیر سوائے اسکے  
 حدیث من حفر بئر افلہ اربعون ذراعا عطا الماشیۃ انجر  
 ابن ماجہ اور حدیث حریم البئر مدرس شافعی اخرجہ ابن ماجہ اور  
 تخمین کی تائید کرتی ہے۔ اور خداوند کریم نے اس طرح کے استنباط کی  
 بشارت قرآن میں دے رکھی ہے۔ قولہ تعالیٰ ولورودوا الی الرسول  
 والی اولی الامر منہم لعلہم الذین لیستنبطونہ منہم اور یہ  
 استنباط امام صاحب کا اللہ جل شانہ کے پاس بھی حسن و مقبول ہے۔ کیونکہ  
 جب انھوں نے حدیث لا تقبل صلوٰۃ بغیر مہوی۔ و حدیث مفتاح  
 الصلوٰۃ الطہور وغیر ذلک کو دیکھا۔ اور اُس سے عدم قبول نماز کا تبر  
 صحت طہارت کے معلوم ہوا۔ تب احتیاطاً اس مسئلہ کو حسن جانکے استنباط

المشکوۃ <sup>۱۵۳</sup> حدیث <sup>۳۱</sup> قال رسول الله صلعم مفتاح الصلوٰۃ <sup>۱۵۴</sup> <sup>۱۵۵</sup>  
 احر کذا فی المشکوۃ تنبیہ ان حدیثوں سے یہ واضح ہوا کہ نماز بغیر طہارت  
 کے مقبول نہیں ہے۔ پھر آٹھین سے ساٹھین قسم یہ ہے حدیث <sup>۳۲</sup> عن ابن  
 عباس ما فعة الماء <sup>۱۵۶</sup> لا یجسد شیء اخرجہ الاربعۃ وصحیحہ ابن خزمہ  
 وابن حبان وغیرہما کذا فی تخریج الہدایہ تنبیہ ہر چند ظاہر اس حدیث  
 ہوتا ہے کہ پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ہے لیکن الف ولام معہودی آسمین  
 موجود ہے۔ ایقاط اب آسمین الفاضل کی نظر سے تفکر وغور کر کے اور عتساف  
 کو دخل نہ دیکھے تو کہ طہارت کے باب میں کس جانب کو احتیاط ہے۔ کمال  
 ہر شخص عالم متبحر اور محتاط و منصف ہوگا۔ وہ امام اعظم رحمہ کے قول کو ترجیح  
 دے گا۔ کیونکہ امام صاحب نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم نے اُس غدیر  
 کے پانی سے وضو کرنے کا اور پینے کا حکم صادر فرمایا۔ جس سے کتے اور  
 گدھے اور درندے بھی پانی پیتے ہیں اور ایک طرف گدھا مڑا ہوا ہے۔  
 پھر اناؤں کے پانی میں مستی قظ کے ہاتھ ڈبانے سے یا اُس میں گتے کے پانی  
 پینے سے یا پیشاب کرنے سے یا غیر جاری بند جگہ کے پانی میں پیشاب کر کے  
 وضو کرنے سے منع فرمایا۔ تب امام صاحب نے منع اور اجازت کی وجہ کو حدیثوں  
 کے موردوں کی کیفیت سے دریافت کر کے اُن کے گنہوں میں پہنچائے کہ رسول اللہ  
 صلعم نے کثرت و قلت پانی کے لحاظ سے اس طرح کا حکم صادر فرمایا۔ اور  
 عدم نجاست کی نایت کو غدیرہ ٹھہرایا۔ جب ہی امام صاحب کو اس بات کی  
 بصارت ہوئی۔ تب ہی اُس غدیر کے تخمین وہ درودہ کر لے۔ کہ وہ غدیرہ



کہنا اگر یہ قول خدا کا ہوتا تو ضرور ارم کا وجود دنیا میں ملتا۔ میں تو تیس  
 برس سے ساری دنیا کو خصوصاً مکہ و مدینہ شام روم یمن و مصر بغداد  
 کوفہ بصرہ ہندوستان و ترکستان و فارستان وغیر ذلک کو خوب چھانا  
 کہیں اسکا پتہ نہ ملا۔ تم اگر اسکا ثبوت دے سکو تو دو۔ نہیں تو قرآن  
 کے خدا کا کلام نہ مٹنے پر اقرار کرو۔ کہ خدا جھوٹا نہیں۔ میں نے کہا یار  
 صاحب یہ بہت بڑا سوال ہے اسکا جواب مجھ سے ہو سکا۔ خیر میں آپکو  
 کہتا ہوں۔ نبی تدبیر کرتا ہوں۔ اور جواب شافی و کافی پانے کا ٹھکانا  
 لگانا ہوں۔ آپ کلکتہ میں کتنے دنوں سے ہیں کہا قریب برس روز سے  
 ہوں۔ تب میں نے کہا کہ پیتریرام ماٹر کی گلی میں اور امرتلا کی گلی میں دو  
 بزرگ عالم رہتے ہیں ان سے بھی آپ نے یہ سوال کیا۔ کہا کہ میں نے تو اب تک  
 پیتریرام ماٹر اور امرتلا کی گلی کا نام بھی نہیں سنا۔ حالانکہ میں نے کلکتہ  
 کے سب عالموں کا حال دریافت کر لیا۔ یہ کون بزرگ ہیں نہیں معلوم  
 ہوا۔ تب میں نے کہا کہ حضرت سوہا ادبی معاف کہ آپکی تقریر سے آپکی  
 جہالت ساری اور ضلالت طاری ہے۔ کیونکہ آپ نے تو ابھی فرمایا کہ میں  
 برس روز سے کلکتہ میں ہوں۔ اور سب عالموں کا حال دریافت کر چکا  
 ہوں۔ پھر یہ کہنا کیسا کہ میں نے تو اب تک پیتریرام ماٹر اور امرتلا کی  
 گلی کا نام بھی نہیں سنا اور یہ دو بزرگ کون ہیں نہیں معلوم ہوا۔  
 حالانکہ آپ نے سب عالموں کا حال دریافت کر لینے کا دعویٰ کر لیا۔  
 جب ڈوہڑے حصہ کلکتہ اسوقت موجود ہونے کے ساتھ بھی

کیا۔ اور اس حدیث سے ماہراۃ المؤمنون حسنا فهو عند اللہ حسن  
 مؤمن جس چیز کو حسن جانتیگا وہ اللہ کے پاس حسن ہوگا۔ پس تنباط امام  
 صاحب کا بھی اللہ کے پاس حسن ہونا ثابت ہوا۔

نور گیتی فرور چشمہ ہو  
 زشت باشد بچشم موشک کور

۵ قاصری گر کند این قافلہ راطع قصور۔ حاش اللہ کہ برآرم ہرزبان این نگہ را

ہم شیران جہان بستہ این سلسلہ اند۔ روبر از جیلہ چنان بگسلد این سلسلہ را  
 سوائے اسکے شاید امام صاحب کو حدیث وہ در وہ کی یعنی عشر

فی عشر ملی ہو۔ اور اسپر تکیہ کر کے عکر مہ کی روایت کے تحت میں (جس کو

ابو بکر ابن شیبہ نے بطور طنز وطن کے لکھا ہے) کا باس بہ اذا کان عشرا فی

عشرا الخ فرمایا ہو۔ اور صحاح وغیرہ میں جب نوشتہ چوتھی گذارش کے

وہ حدیث مندرج ہوئی ہو۔ اب وہ در وہ کے مادہ میں لا اصل کہ کہا گیا

جیسا پادری صاحب کا ارم کے مادہ میں لا اصل کہ کہکر بطلان قرآن کا

ثابت کرنا العاؤ باللہ مختصر نقل اسکی یہ ہے کہ ایک دن ناگاہ ایک لندنی

پادری نے اگر کہا کہ یہاں یہ کوئی ایسا بڑا عالم ہے جس سے میں سوال کروں

جواب پاؤں۔ میں نے کہا اگرچہ یہاں بڑا عالم کوئی نہیں لیکن آپ کا سوال

تو سنوں۔ اگر جواب دے سکوں بہتر نہیں تو بڑے عالم کا پتہ بتاؤں۔ کہا خواہ

کیوں در دوسرے پیکروں۔ الغرض بعد اصرار شدید اور تکرار فریڈ کے کہا کہ

الم ترکیب فعل ربك بعد اصرار مذات العباد التي لم یخلق مثلها

فی البلاد۔ یہ آیت شہارے قرآن کی ہے یا نہیں میں نے کہا ہاں۔

تھا مجھ سے پوچھیے۔ اور سنیے گویا ارم کی نسبت طرف کل دنیا کے کیسی ہیں  
پیشہ کی نسبت طرف کل بدن آپکے ہر کیا اب کل بدن کی پشتون کو بخوبی  
شمار کر سکتے ہیں۔ دوسارے جان کی معدنیات وغیرہ چیزوں کو شمار کر سکیں گے۔

۵۔ درآبے کہ پیداندار و کنار غرور شناور نیاید بکار

بلکہ آپ اپنی مچھلی میں کتنی لکیریں ہیں اسکو بھی تو شمار نہیں کر سکتے ہیں  
پھر دنیا جان کی سب چیزوں کو کیونکر شمار کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔  
کیا آپ کے باپ دادے کا وجود ہماری نظر میں نہ موجود ہونے کے سبب سے  
آپکی نسل آئے سے ثابت نہوگی۔ جو ارم کا وجود آپکی نظر میں موجود ہونے کے

سبب سے قرآن کا بطلان ثابت ہوگا۔ تب پادری صاحب نے مچھل اور

منفصل ہو کر کہا بس کہ میں آپکے اس جواب لا جواب سے اپنے سوال کا جواب

باصواب پایا۔ اور بضمون اس مصرعہ کے ۵۔ حق تلخ بین تاچہ شیرین

تمہاری اس تقریر پر آفرین کی۔ انتہی۔ فائدہ اس مناظرہ سے

بڑی خوبی یہ نکلی کہ اب امام صاحب کے مستند مسائل کی شان میں لا اصل

کھنے کی بات برباد ہو گئی۔ کیونکہ بسبب عبور دہور و مور و شہور کے اسکی اصل

متاخرین کی نظر میں نہ موجود ہونے کے سبب سے اسکی اصالت نہیں جاسکتی

نہ متاخرین کے اسناد سے اسمین خرابی آسکتی۔ کیونکہ وہ اسناد مثل ناک

موم کے ساختہ ہر جدمر پھرے پھر جائے۔ پھر کیونکر اس سے عقلاً اور

شرعاً متقدین الزام پائے۔ اعراض حدیث قلین کا کیا جواب

دیتے ہو۔ جواب حدیث اذا بلغ الماء اربعین قلہ الخ کا جواب

برس روز کے عرصہ ننگ آپ کی نظر و مدارک سے مخفی رہ گئے۔ تو پھر اگر بعد  
 گذر جانے ہزاروں برس کے ارم کا پتہ و نشان جو بہ نسبت دنیا کے تل  
 برابر بلکہ جزو لایعجزی کی مثل ہی آپ کی نظر سے مخفی رہنے سے قرآن کا اعلان  
 ثابت ہوے۔ بطریق اول آپ کی انجیل اور تورات اور زبور کا بھی اعلان  
 ثابت ہوے۔ کیونکہ انہیں قصص بنو اسرائیل و حضرت آدم و نوح و موسیٰ  
 و عیسیٰ علیہم السلام و فرعون و شداد و منرود و غیر ہم کا ذکر ہے۔ حالانکہ انکی  
 قبروں اور مکاناتوں اور میتوں و غیر ذلک کا کچھ پتہ و نشان نہیں اگر  
 تو کہاں بنا سکو تو بتاؤ۔ نہیں تو انجیل کے خدا کا کلام ہونے پر اقرار کرو۔  
 کہ خدا جو ٹانہین الحیا ذبا ننگ ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا کمال  
 ای حضرت آپ نے شاید وسعت کُل دنیا کو تیش کلکتہ کی مقدار سے کم  
 تصور کیا ہوگا۔ جب ہو تو اپنے تیش برس کے عرصہ میں جہان کو چھان مارا  
 کہا۔ نہیں تو جب اپنے ایک برس تک فقط ایک کلکتہ کو چھان نہ مار سکے۔  
 پھر تیش برس میں کیونکر کُل دنیا کو چھان مارنا ثابت ہوگا کیا حضرت اپنے  
 تعصب نہ ہی کے سبب سے اپنے علم جغرافیہ کو بھی بھولا۔ کاشکے آپ  
 دنیا کے دائرہ کی مقدار ساحت کو یاد رکھتے۔ اور کتنے ہزار دائرے زمین  
 متحقق ہو سکے جانتے۔ اور ہر دائرہ کے خطویا کے مفاصل کو دریافت کرتے  
 تو ایسی بیودہ بات کا سوال نہ کرتے۔ نہ اوقات عزیز اس بیودگی میں  
 صرف کرتے۔ دور کین چائیے۔ فقط اسی کلکتہ کی زمین میں قبل ثور برس  
 کے کس جگہ میں کیا تھا بتائیے۔ تب ارم کا حال جو قبل ہزاروں برس

کے اس قول (الاسناد من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء  
 ما شاء) سے اسناد پرستی پر جو محض تشریح جدید ہی پر گزرا عمل نہ کرونگا سب  
 حدیث اربعین اسکی معارض ٹھہری۔ پھر کہا خیر امام صاحب اگر حدیث  
 اربعین قلعہ پر بھی عمل کرتے تب بھی عمل بالحدیث ثابت ہوتا۔ انھوں نے وہ  
 درودہ کی تشریح قیاسی کو کیوں شرع میں دخل دیا۔ جواب اسکا کئی  
 طرح سے دیتا ہوں سُنئے۔ اور تامل وغور کیجیے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ  
 حدیث میں لفظ قلعہ کا واروہی اور معنی اسکے مشترک ہیں چند معنیوں میں اور  
 معنی مرادوی بالیقین معلوم نہیں ماسوا سے اسکے وہ اسم جنس ہی چھوٹے  
 بڑے پر اطلاق ہوتا ہے۔ اور پانی کی مقدار قلعے کے چھوٹے بڑے ہونے  
 کے سبب سے متفاوت ہوتی ہے۔ جیسا ہمارے دیار کے جالے اور ٹسکے  
 اربعین متفاوت ہیں۔ اور جن جن قلوں کے ملاحظہ سے رسول صلعم نے  
 اربعین قلعہ وغیرہ فرمایا وہ قلعے سب کا وجود امام صاحب کے قرن تک  
 موجود نہ رہا۔ ہاں عذیرے اور حوضوں کا وجود البتہ موجود رہا تب  
 امام صاحب نے ان عذیروں کو معائنہ کر کے انکے پانیوں کو تخمین کر کے یہ  
 وہ درودہ کا استنباط کیا۔ جیسا امام شافعی رحم نے ایک قلعہ کے پانی کو اڑھا  
 مشک تخمین کیا۔ دو ستر اجواب یہ ہے کہ چالیس قلعہ اور وہ درودہ کا  
 پانی تخمیناً مساوی ہونا ثابت ہے کیونکہ قلعہ کے پانی کو اکثر و نئے دو مشک  
 کے پانی کی برابر قرار دیا ہے۔ اور امام شافعی رحم نے دو کی جگہ میں احتیاطاً  
 اڑھائی مشک تخمین کیا ہے۔ تب اس حساب سے چالیس قلعے میں تو مشک

تم دیتے ہو وہی جواب تھا رابعین جواب میرا سمجھ لو۔ پھر کہا حدیث <sup>اربعین</sup> اور  
 کو تو دارقطنی وغیرہ نے لایصح کہا جیسا قاضی شوکانی کے فوائد مجموعہ میں ہے  
 جواب حدیث قلتین کو بھی بہتوں نے ضعیف و متروک کہا۔ چنانچہ  
 زلیعی نے شرح کنز الدقائق میں یہ عبارت لکھی ان حدیث قلتین <sup>ضعیف</sup>  
 ضعفہ جماعة المحدثین حتی قال البیہقی من شافعیہ انہ غیر  
 قوی و ترکہ الغزالی والروانی مع شدۃ اتباعہما الشافعی  
 لضعفہ۔ اور ابن ہمام نے فتح القدر میں لکھا۔ ومن ضعفہ الحافظ  
 ابن عبد البر والقاضی اسماعیل بن اسحق والبوکر العربی المالکونی  
 ایضاً فیہ قد وقع الاضطراب فی ذلک الحدیث ففی بعض  
 الروایات لفظا قلتین و فی بعضها ثلث قلال و فی بعضها اربعین  
 قلتہ و فی بعضها اربعین غریبا۔ اور تمہید میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔  
 ما ذهب الیہ الشافعی من حدیث قلتین مذہب ضعیف۔  
 اور دوسری کے اسرار میں وهو حدیث ضعیف۔ مرقوم ہے۔ اور آپ نے  
 جو کہا کہ دارقطنی نے حدیث اربعین کو لایصح کہا مراد اسکی یہ تھی کہ جس اسناد  
 میں قاسم بن العمری ہو اس اسناد کے طریق سے یہ حدیث صحیح نہیں لیکن  
 دوسرے طریق سے صحیح ہے چنانچہ اسکا ذکر چوبیسویں حدیث میں گذر چکا۔  
 فقط لا تقر بوالصلوۃ پر عمل نہ کیجیے کل عبارت کو دیکھیے۔ پھر کہا تم جو ہی کہو  
 ابو حنیفہ صاحب کی تشریح جدید پر عمل نہ کرو لگا جب قلتین کی حدیث اسناد  
 صحیح سے ثابت ہو چکی ہے۔ جواب تم جو ہی کہو امام صاحب کے شاگرد ابن المبارک

کسو جہ سے خلاف شرع اور اسکو کسو جہ سے موافق شرع سمجھتے ہو۔ ۵  
 اپنی نصیحتی پہ انہیں کچھ نہیں نظر۔ اندھے ہیں خود پر اور وں کو جانے میں  
 بے بصر۔ ۵ چوہدنا پسند آیدت خود مکن۔ پس انگہ بہ ہمسایہ گو بکن۔  
 چوتھا جواب یہ ہے کہ آپ لوگ طہارت کے ماوے میں بڑے محتاط کہلاتے  
 ہیں۔ حتیٰ کہ مس ذکر سے بھی وضو کا واجب ہونا کہتے ہیں۔ پھر یہاں <sup>قلنتین</sup>  
 میں وہ احتیاط کہاں گئی۔ حضرت غور تو کیجیے کہ مس ذکر سے وضو کا واجب  
 کرنا۔ اور قلنتین کے پانی میں جیسے کتے اور علیذا چیزیں دھو کر کے بھی وضو کرنا  
 اور اسکو مطہر سمجھنا کتنی افراط و تفریط کی بات ہے اپنے دلون سے پوچھیے غیر  
 استفت عن نفسک ولا تستفت عن غیرک کیونکر خشک ذکر و فرج  
 کے چھونے سے وضو کا ٹوٹنا سمجھنا پھر اُنکے اندر کی تر چیزوں کو یعنی اُس  
 پشاب اور خون حیض وغیرہا کو جو قلنتین میں گرتے ہیں مطہر سمجھنا گو یا پشاب  
 سے آبدست کرنے کو طہارت سمجھنا اور شے ظاہر کو نجس کہنا۔ پھر کہا حدیث میں  
 آیا ہے اور حدیث کے باب میں اس طرح کا کلام کرنا جہنم کا راستہ لینا ہے۔  
 جواب تب تو تمکو بھی اربعین کی حدیث کو موضوع کہنے کے سبب سے  
 جہنم کا راستہ لینا ہے۔ <sup>ثانیاً</sup> اس سے مجکو جہنم کا راستہ لینا ثابت نہیں کیونکہ  
 جب حدیث میں آئے بالیقین ثابت نہیں۔ کہ یہ فقط اسناد پرستوں کی اسناد  
 پرستی کا نتیجہ ہے جو کہ وہ اسناد کو کالوجی من السماء سمجھتے ہیں۔ یہاں تک  
 حدیث صحیح کہ بھی عدم موجود ہونے اسناد کے موضوع کہتے ہیں۔ اور غیر  
 حدیث کو اسناد کی وجہ سے حدیث کہہ لیتے ہیں۔ جیسا رحلت رسالت باب

مشک پانی ہوئے اگر اس تلو مشک پانی کو کسی جاے سطح پر وہ در وہ  
 کا حوض بنا کر ڈالا جاوے تو ضرور وہ حوض بھر کر ایک ہاتھ پانی اسن مجے  
 کیونکہ جب ایک مشک پانی سے اس طرف کا جو ایک ہاتھ مریج کا مقدار  
 ہو لبر نہ ہونا ثابت ہوتی ہے سو مشک سے سو ہاتھ کا لبر نہ ہونا ثابت ہوتی ہے  
 دشل کو دشل میں ضرب کرنے سے تلو حاصل ہوتا ہے اسی کو وہ در وہ کہتے ہیں  
 لیکن اس بصارت کو صاحب بصارت سمجھے۔ نہ صاحب عداوت و بغاوت  
 سمجھے ۵ نیت آسان این سخن را فہم کروں مشکل است۔ ۵  
 معانی ہت در زیر حرف سیاہ۔ چو در پر وہ معشوق در مینغ ماہ۔  
 محقق ہان بنید انذرا بل۔ کہ در خوب رویان چین و چنگ۔

نتیجہ جواب یہ ہے کہ اگر آئندہ بعد خصوصاً امام صاحب اسی طرح سے  
 مسائل کو قیاس سے استنباط کر کے لوگوں کو ہدایت نہ کرتے۔ تو مشرق و  
 غرب و عجم و عرب کے لوگ جنہوں نے قلعہ وغیرہ کو نہیں دیکھا ہے کیونکہ عمل بالحدیث  
 کر کے طہارت کرتے۔ کیا قلون اور غدیرون کو دیکھتے پھرتے حالانکہ  
 نہ وہ قلعے موجود ہیں نہ وہ امر ممکن الوجود ہے لامحالہ اس قلون اور غدیرون  
 کے پانی کی مقدار پر وہ دوسرے پانی کو قیاس کرنا پڑا جس طرح ہے تمہارے  
 پیرون نے قلعے کے پانی کو دو یا ڈھائی مشک تخمین کیا۔ اسی طرح ہمارے  
 امام صاحب نے بھی غدیرے کے پانی کو وہ در وہ تخمین کیا۔ تب تو تم اور  
 تمہارے پیران پر کاوا دا پیر بھی اسی تخمین و قیاس میں گرفتار ہیں۔ پھر تم  
 فقط امام صاحب ہی کے قیاس و تخمین سے کیوں نفرت کرتے ہو۔ اور اسکو



حدیثین پہلے قسم کی اس حدیث مضطرب کا محارض ٹھہریں۔ پھر کہا بقول  
 علماء کے ان سب حدیثوں کے اتنا سے اتنا، صغیر مراد ہے۔ جواب جب تم  
 امام صاحب کے معنی مراد ہی کو سن رہے ہو۔ پھر متاخرین کے مراد  
 لینے کو کیونکر سن کر دانتے ہو۔ کیا خوبی عقل کی ہے کہ جواب جو سوچھے آئے  
 سوچھے کیونکہ یہ متاخرین امام صاحب کے مقابلہ میں طفل مکتب سے بھی ادون  
 ہیں۔ پھر ان کے اقوال کو امام صاحب کے معارضہ میں پیش کرنا کیسا جیسا کا فائدہ  
 کی ڈھال تلوار لیے ہوئے سپاہی کو مسلح سپاہی کے مقابلہ میں پیش کرنا۔  
 قبول ناقصانز شاہدے بے جوہر باید۔ کہ جز طفلان خریداری نہ بینی  
 تیغ چو بین را۔ اور اتنا سے اتنا، صغیر مراد لینا کیسا جیسا سر کی جوئین سر ہی  
 میں رکھ دینا۔ کیونکہ جو عموم اتنا میں ہے وہ عموم صغیر میں بھی ہے۔ کہ  
 صغیر امراضی ہے کہ بنسبت کبیر صغیر ہے اور صورت عکسی میں بھی یہی  
 حال ہے۔ جیسا کوئی طرف چار قلعے کا ہو تو دوسرے کا طرف مثلاً بنسبت چار قلعے  
 کے صغیر کہلاو لگا علی ہذا القیاس نصف یا ربع قلعہ بنسبت ایک قلعے کے صغیر  
 کہلاو لگا قس البواقی علی ہذا پس قلعہ سر کی جوئین قلعہ سر ہی میں رہ گیا۔ اس  
 مراد لینے سے آپ کا کیا نکلا۔ پھر کہا یہ امر تعارف و تعامل الناس پر موقوف  
 ہے اور اتنا کبیر کے پاس اتنا صغیر کا بھی رہنا متعارف و معروف ہے۔  
 جواب احمد سید ہان یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہے۔ اس لیے امام  
 صاحب نے (جو عرف الناس بالتعارف فی العرب ہین) عرف کو ٹول کر یعنی  
 جب عرف جس چیز میں تین چار قلعے پانی سماوے اسکو بھی انائیت میں شامل

صلعم کو ایک روایت سے ۶۰ اور ایک سے ۶۵ ثابت کر کے دونوں کو حدیث  
 صحیح جانتے ہیں۔ کیا حضرت ایسی حدیث کو حدیث میں آیا ہو کر کے کہتے ہیں۔  
 اور ڈراتے ہیں۔ اور غیر حدیث کو قرار دینے سے بھڑکے ہوئے حدیث من کذب  
 علی متعمدا فلینبوا مقعدا من النار اخرج ابن ماجہ وغیرہ جہنم کی راہ  
 لینی پڑتی ہو نہیں سمجھتے ہیں۔ نہیں ڈرتے ہیں۔ ثالثا اگر یہ حدیث صحیح  
 بھی ہو تو اسکے معنی تم نہیں سمجھتے ہو۔ کہ گویا لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہو۔  
 وانتم سکارا کو طرح دیتے ہو۔ کیونکہ اس حدیث کے قلین کو فقط دیکھتے ہو  
 اور اخبث کے الف والام مہودی کی طرف جو مثل الف لام ان الماء طهورا  
 لاینجسہ شیء کے ہو نہیں تاکتے ہو۔ بلکہ اس الف لام کو استغراقی یا یہی  
 سمجھتے ہو۔ اسلیے نجاست غلیظہ اور مردے گرنے سے بھی اسکے پانی کو طہر  
 سمجھ کر طہارت کرتے ہو اور کلاتے ہو۔ کچھ بھی مقتضائے مورد و مقال اور  
 اقتضائے حال کا خیال نہیں کرتے ہو۔ کیا حدیث لا وضوء الا من صوت  
 اور حج کذا فی المشکوٰۃ سے فقط ان دونوں ہی کو ناقض وضوء میں حصہ سمجھتے  
 ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ تم مس ذکر سے اور قمامت التار سے اور بوسہ لینے  
 سے وغیر ذلک سے بھی ناقض وضوء سمجھتے ہو۔ جب اس حدیث کے مضمون کو  
 اپنے مورد میں خاص سمجھتے ہو۔ تب اس حدیث کے مضمون کو کیوں اپنے  
 مورد میں خاص نہیں سمجھتے ہو۔ کچھ کہا یہ روایت ابو داؤد کی اذا کان  
 الماء قلین لحدیث صحیحہ شیء اسکی تائید کرتی ہے۔  
 جو اب ہرگز یہ تائید قابل سماعت کی نہیں ہو سکتی ہے جب انیس صحیح

تب وہ بے شک حکم دہ درود کا رکھیگا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات  
 اسکے پانی سے باغون کی سیرابی کی جاتی تھی ایسے سبب سے اسکی اٹھ جاتی  
 - اور خالص پانی زمین سے نکل آتا تھا پھر وہ ظاہر ہوگا کیا  
 اسکو قلتین سمجھے ہو یعنی جسمین پانی نہ بڑھنے پانا اور وہاں کا غلیظ وہاں  
 رہتا تیسری وجہ یہ ہے کہ جو وقت رسول اللہ صلعم اسکے پانی کا  
 سوال کیا گیا تھا اسوقت اسکا پانی باغ کی طرف جاری تھا۔ ایسے  
 ان الماء کا پنجسہ شیخ فرمایا۔ کہ الف ولام الما کا اسکی طرف اشارہ  
 کرتا ہے۔ اسواسطے امام مالک رحمہ اللہ نے ما وھا (یعنی بار بضا عہ) کا ن  
 جاریا بین البساتین کہا۔ اور طحاوی نے معانی الآثار میں کانت  
 باریضا عہ مرایقا للماء جاریا الی البساتین لکھا۔ جب اس سے صاف  
 ظاہر ہو گیا کہ دوسرا پانی باریضا عہ سے ہو کر باغون میں جاتا۔ تب وہ حکم  
 بین ما جاری کے ٹھہرا۔ پھر کہا طحاوی کی اس روایت کو جو واقدی سے ہے  
 ابن حجر اسقلانی نے تخریج الہدایۃ میں فہو مردود علی من قال کہا۔ پھر  
 تقریب میں واقدی کی نسبت یوں لکھا کہ محمد بن عمرو واقدی اسلی  
 الواقدی المدنی القاضی نزل بعد ادم متروک مع سعة علمہ  
 من الناسخۃ۔ اور بیہقی نے انکی نسبت الواقدی کا یہ نتیجہ بدیشہ  
 لکھا۔ اور نور الدین علی شریعہ الشرعیۃ میں انکی نسبت یوں لکھا کہ محمد بن  
 عمرو واقدی واقدی سے قال النسائی یضع الحدیث۔  
 جواب کہان قاضی واقدی مدینی۔ کہان اسقلانی و بیہقی و نسائی

پاکر اور حدیث کا یبولن وغیر فولک کا مورد ان اناؤن کو جانکر وہ درودہ کی  
 تخمین کی۔ اور اناؤں کو بیکر کے پاس اناؤں صغیر کے رہنے سے آپکا کیا نکلا۔ بلاکہ اس  
 میراد دعویٰ ثابت ہوا کہ اگر اناؤں کو بیکر میں پیشاب کرنا اور مستقیظ کا ہاتھ ڈالنا  
 اور حیض کے لئے گرانا درست ہوتا تو اناؤں صغیر کی حاجت کیا تھی۔ اگر کہیے  
 کہ مورد حدیث کا یبولن وغیر ذلک کا وہ اناؤں صغیر جو مثل کلیا وغیرہ کے  
 ہی وہی مراد ہی کہوں گا کہ اسمین معنی حدیث کا یغنیس ید کا وہ کا ید دخل  
 ید کا فی الافاء منطبق نہیں ہوتا ہی پھر کہا اگر اناؤں سے اناؤں نام مراد  
 ہو وہ درودہ کا اناؤں کے پانی بھی جو غیر ممکن الوجہ۔ نہیں حدیث کا یبولن  
 سے ناپاک ہونا ثابت ہی پھر خصوصیت وہ درودہ کی کہاں رہی۔

جواب تم خود ہی اقرار کر چکے ہو کہ یہ امر تعارف الناس پر موقوف ہی پھر  
 یہ وہ درودہ کا اناؤں عرب میں ہونا کہاں متعارف و معروف تھا جو تم تیرہ  
 برس کے بعد کہتے ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلعم کا مختلف موردون  
 میں مختلف حکم فرمانا عجب تھا العیاذ باللہ پھر کہا حدیث بئیر بضاعتہ کی  
 جو آیتیں حدیث تمہاری ہی وہ ہماری تائید کرتی ہی۔

جواب کبھی نہیں بلکہ ہماری تائید کرتی ہی کئی وجوہوں سے پہلی وجہ یہ  
 ہی کہ بئیر بضاعتہ کا پانی بھی قریب وہ درودہ کے برابر ہی کیونکہ اس روایت  
 سے عمق اسکا قریب تین ہاتھ کے ہونا اور عرض اسکا چھ ہاتھ کا ہونا اور  
 طول کا ذکر نہ کرنا ثابت ہی اور طول کو عرض سے زیادہ ہونا بھی ثابت ہی  
 جب تین عمق کو بلا لحاظ طول کے فقط چھ عرض میں ضرب کرو گے اٹھارہ ہونگے

اسکے مضامین کا اتباع کرتا۔ اور انکی تقدسیت اور مذہبیت اور قضاہیت اور  
وسعت علمیت اور اور وصفون اور خوبیوں پر جو بزرگوں نے خصوصاً  
داودی و ابو بکر بن العربی و ابن جوزی وغیرہم نے لکھی ہیں لحاظ نہ کرنا کیسا  
جیسا گواکان بیگیا کہنے پر کوئے کے بیچھے دوڑنا۔ اور کان مین ہاتھ دیکر نہ کھینا  
مولانا روم مرغ بر بالا پران و سایہ اش۔ مید و دبر خاک تیران سایہ  
اش۔ ابلے صیا و آن سایہ بود۔ می دود چند آنکہ بے مایہ نشود۔ بے خبر کان  
عکس آن مرغ ہواست۔ بے خبر کہ اصل آن سایہ کجاست۔ تیر انداز و سبوا  
سایہ او۔ ترکش خالی شود و رنجو۔ اسی طرح سے تم لوگ بزرگوں کے  
بے اصل حیب جوئی کی جستجو مین اپنے ایمان کا ترکش خالی کرتے ہو۔ کیونکہ احادیث  
مفصل الذیل پر عمل نہیں کرتے ہو۔ کیا خوب باوجود اسکے اپنے کو عامل بالحديث  
کہلاتے ہو۔ قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان  
و لا فاحش و لا بذي اخرجه الترمذی کذا فی التیسیر۔ <sup>۴۴۲</sup> وقال رسول  
صلعم لا تسبوا الاموات الخ کذا فی التیسیر۔ قال رسول الله صلعم  
لا يؤمن احدکم حتى یحب لآخیه ما یحب لنفسه اخراجہ الخ  
کذا فی التیسیر۔ <sup>۹</sup> قال رسول الله صلعم المسلم من سلم المسلمون من  
یدہ ولسانہ کذا فی التیسیر۔ <sup>۹</sup> وقال رسول صلعم سیاب المسلم فسوق الخ  
اور اگر واقعی بعض معاندوں کے جھوٹا کہنے سے جھوٹا ہو جاے۔ تو حضرت  
شیخین رحم بھی روافض کے منافق بولنے سے منافق ہو جاوے العیاذ باللہ۔

کہاں راجہ بھوج کہاں گنگا تلی۔ حضرت اسطرح فرخ رقعات و لائل کے دفعیہ کے واسطے  
سات گذار شین مینے لکھین۔ خصوصاً پانچویں گذارش میں نظر کیجئے۔ اُس سے  
سجوبی ابن حجر وہیقی و نسائی کا شافعی المذہب ہونا اور اقوال متاخرین کی طرف  
علماء کا التفات نہ کرنا۔ سمجھ لیجئے۔ پھر ان کے الزام سے حنفی کو ملزم نہ سمجھیے۔  
بلکہ بمضمون قول ابن حجر فومرود و دعلی بن قال اسکے اقوال کو بھی آپیز مردود  
ہونا سمجھیے۔ کیونکہ ابن حجر شافعی نے بہیقی شافعی کی تقلید کی اور بہیقی شافعی نے  
نسائی شافعی کی تقلید کی اور نسائی نے لعصب وغیرہ سے واقدی کی نسبت  
لیضع الحدیث کی شہادت دی۔ پھر یہ شہادت انفرادی غیر شرعی ہم مذہبی  
خانہ سازی الزام خصم کے لیے کب دلیل ہوگی۔ جب حضرت حسن رحمہ اللہ کی  
شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے دلیل نہو سکی۔ اور جن جن حنفیوں نے  
ان بزرگوں کے نوشتہ کے تکیہ پر اسطرح کی شہادت دی۔ وہ بھی مقبول نہیں ہوگی  
ہاں بے بیضائے کا پانی جاری ہونے کی جو شہادت ہو اللہ و شہادت شہادت  
شرعی ہے کہ جب امام مالک رحمہ خود اور وہ واقدی جو امام شافعی رحمہ کے ہم عصر  
اور مدینہ طیبہ کے رہنے والا اور آخر زمان مبشر باخیر بین بغداد کا قاضی تھا ایسے  
ڈوبزرگ نے بے بیضائے کی کیفیت کو آنکھوں سے دیکھ کر اسکا پانی جاری غیرو  
ہونے کی شہادت دی۔ تب یہ شہادت شہادت شرعی ٹھہر چکی۔ پھر انتہی  
مدت کے بعد متاخرین کے ہوائی و سماعی شور و شغب سے کیونکر وہ شہادت  
شرعی باطل ہو گئی۔ چنانچہ کہ پیش شان راست بود۔ رہ راست در  
چشم شان کچ نمود۔ اسی حضرت واقدی رحمہ کی شان میں جو جو کلام متعصبوں کا ہے

## جواب

برگزیدہ ہرانیہ حنفیوں کو سنت ادا کرنے والوں سے بغض نہیں تھا نہ ہوا نہ ہوگا  
 یہ فقط آپکا دھوکا دینا اور حقا و جہا کو بگاڑنا۔ اور لطائف اخیل سے  
 انکو دام تذبذب میں پھسانا ہے۔ ہاں چنانچہ ان ہوا پرستوں اور شیخ نجدی  
 کے متبعوں سے جو آئمہ اربعہ کرام اور مقلدین عظام کو بدلائل چیدا احوال  
 متعصبانہ لیا م کے اور شرک فی الرسالہ کے دعویٰ سے مشرک کہتے ہیں خصوصاً  
 امام عظیم رحم کی شان میں ناملائم کلام کرتے ہیں اور خدا سنت کے نام سے  
 غیر سنت پر عمل کرتے اور کرانے کی تخریب دیتے ہیں اور جیسا اکثروں نے  
 ستراب کو شریعت اتار کر مکہ نوشجان فرمایا ہے اور لطائف اخیل سے مثل عبد اللہ  
 ابن سبا یہودی کی ملت محمدی صلعم کو خاک میں ملایا چاہتے ہیں گویا انہیں  
 لوگوں کی شان میں یہ ابیات سعدی رحم کی منطبق حال میں ایسیات  
 زہے جو فروشان گندم نمسا  
 جہان گرد شب کوک خرمین گرا  
 سوئے مسجد آورد دکان شید  
 کہ درخانہ کمتر تو ان یافت صید  
 نہ پر پیرگار و نہ دانشورانہ  
 ہمیں بسکہ دنیا بدین می خزند  
 بجائے بلالانہ در تن گسند  
 بدخل حبش جامہ زن گسند  
 ز سنت نہ بینی در ایشان اثر  
 مگر خواب پیشین و نان سحر {  
 البتہ بغض و عناد رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس حدیث کے موافق عین ایمان  
 سمجھتے ہیں۔ حدیث۔ من رآی منکم متکراً فلیغره بیدہ فان لم یستطع  
 فیساہ فان لم یستطع فقلبہ و ذلک اضعف الایمان اخرجه النعمانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فصل سوم در جواب سوالات گوہر علی علی گڑھی صاحب  
 کہ بارے باخبار مشتمل شدہ بود باز بہ نیت نفع عام نوشتہ می شود  
 جناب حضرت گوہر علی صاحب علی گڑھی! آپ کی اگست مہینے کی نوین تاریخ کی  
 تخریج و دارالسلطنہ میں لکھی ہوئی ہے کسی محبت نے ہمارے لاکر مجھے دکھائی  
 اور مجھ کو جواب دینے میں اُسکے مجبور کیا۔ جس میں میں نے آپ کی نقل کا بڑا عجیب  
 و سخت سے بھرا پایا۔ کیونکہ آپ نے اُسکے آخر میں یہ جملہ { جواب دیجیے  
 یا کسی سے دلوائے ورنہ حقی پھر کسی طرح کا دعویٰ نہ کریں } لکھا ہے۔ اور  
 اپنے اپنے سوال کے جواب دینے کا نام دینداری رکھا۔ اس لیے ماشاء اللہ دار  
 السلطنہ نے دینداری سے جواب باصواب دیا۔ حضرت دینداری کے لفظ  
 سے ڈر کر سوال کرنا اور جواب شافی پا کر بھی منحرف ہونا۔ کیسے یہ کیسی دینداری  
 ہے۔ دینداری تو نہیں بلکہ ریاکاری ہے۔ خیر آپ عمل کیجئے نہ کیجئے مجھ سے بھی  
 کچھ اور سن لیجئے۔ حضرت اپنے اپنی تحریر میں گویا سات سوال کا جواب  
 مانگا ہے۔ چنانچہ بندہ نے آپ کے سوالات محل کو مفصل کر کے ہر سوال کا جواب  
 دیا۔ انکو انصاف کی نظر سے غور کیجئے۔ اعتراف فرمائے

پہلا جواب

حقیوں کو سنت ادا کرنے والوں سے کیوں بغض پیدا ہو گیا۔



کر کے جہنم کی راہ لیتے ہیں۔

## دوسرا سوال

سوال کرو تو جواب ندادو۔ کوئی دلیل پیش نہیں کرتے ہیں۔

### جواب

اگر آپکو حنفی مذہب کی دلیلون کی تفصیل جانتا منظور ہو تو تذکرۃ المذہبات  
و تبصرۃ الحقائق کی سیر کیجئے کہ جسکی سند پر علماء ہندو سندھ عجم و عرب شرق  
و غرب۔ و مفتیان حرمین شریفین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ اُس سے تمام کیفیت  
کھل جائیگی۔ اور حقیقت مذہب حنفی کی اور تابعیت و افضلیت امام صاحب  
کی اچھی طرح سے ظاہر ہوگی۔ علاوہ اسکے بہت سے فوائد تاریخی اور عوائد  
مذہب شیعہ و سنی و خارجی کے کھل تو اعداد اصول فقہ و حدیث سے تم ایسے  
نادانوں و نادانوں کو واقفیت ہوگی اور علماء و کبار و فضلاء و تادار کی تحریر  
کی کیفیت ملیگی۔ اور حرمین شریفین کے وجوب تقلید شخصی اور رد کتاب  
ظفر المبین فی رد مخالفت المقلدین کے فتویٰ کی سیر ہوگی۔

## تیسرا سوال

بہت سے امام اور عالم گزر چکے ہر ایک کی تقلید ہونی چاہیے۔ چار پر  
خصوصیت کس وجہ سے رکھی گئی۔

### جواب

ہاں بہت سے امام اور عالم تو گزر چکے ہیں لیکن باتفاق علماء و دین و متبعان  
شرع متین کے سوا بے ان چار ایماہ اربعہ کے اور دن کی تحریر و کتابت و تدوین

کذا فی التیسیر۔ اسی حضرت جب انھوں نے اپنے اوپر یہ مادہ بغض کا ٹھہرایا۔  
 بت حنفیوں کے دلوں میں بھی حدیث مذکور کے مطابق بغض پیدا ہو گیا۔  
 بلکہ نصیبین زبیرین سے انہیں قتل واجب ہوا۔ قولہ تعالیٰ فان بغت احدکم  
 علی الآخری فقاتلوا اللّٰتی تبغی حتی تنفی الی امر اللّٰہ۔ وقال النبی صلعم  
 من اتاکم و امرکم جمیع علی رجل واحد یریدان لیشق عصابکم  
 او یفرق جماعتکم فاقتلوا۔ آخر جبہ مسلم کذا فی التیسیر۔ اب تو  
 یہ امر امر شرعی ٹھہرا پھر امر شرعی میں مذمت کی وجہ کیا۔ کیا خوب اُٹھے چور  
 کتوال ڈاٹے۔ اسی حضرت پھر ایسے لوگوں کا سنت اور عمل بالحدیث کا ادعا  
 کرنا کیسا جیسا نادان کے پاس ملمع کو سونا اور سونے کو پیتل ظاہر کرنا۔ سعدیؒ  
 بدین اسی فرومایہ دنیا مخر  
 جو خر باجھل عیسیٰ مخر۔

خواہ تنخواہ سنت کا نام لیتے ہیں اور حقیقت میں کسکی سنت ادا کر رہے ہیں  
 اصلاً غور نہیں کرتے ہیں۔ اسی حضرت یہ سنت ادا کرنے کی بات نہیں بلکہ  
 سنت کی بربادی کی پہلی چٹکی ہی کہ یہ نرالی ادا آپ نے شیخ نجدی سے  
 سیکھی نہیں تو آپ جس مولفان بغیر خیر القرون سے یعنی صحاح وغیرہ کے  
 نگہ پیر نیور و شعب و دھک کر رہے ہیں۔ اور دھوکے سے ملمع کی چک  
 دکھا رہے ہیں اس میں بھی تو یہ حدیثیں۔ اتبعوا السواد الاعظم۔  
 علیکم بالسواد الاعظم۔ علیکم بالجماعة۔ الزموا الجماعة  
 کا یحییٰ اصتی علی الضلالة وغیر ذلک کہی ہوئی ہیں۔ پھر کیوں  
 سنت کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ حدیث من شدتہ فی النار۔ سے چشم پوشی

بین دونوں کی برابری ثابت ہوئی۔ نخذ وا هذا ولو موافسک۔  
ولا تلو موافیرکم فارجعلنا فتنجوا ولا فتنکم لکوا۔

### چوتھا سوال

جب چاروں کو اللہ نے مقبول جہان کیا تو چاہیے۔ کبھی امام اہل ہجرت کے مسائل پر عمل کرے کبھی امام شافعی کے کبھی امام احمد کے کبھی امام مالک کے یہ کیا ضرور ہے آپ لوگوں نے امام اعظم ہی صاحب کو بزرگ جان رکھا ہے اسکا کیا سبب ہے۔

### جواب

اگر چاروں ائمہ مقبول خدا ہونے کے سبب سے چاروں کے مسائل پر ہر شخص کو عمل کرنا لازم ہوتا۔ تو ہر امت کو ہر چار کتاب تورات۔ زبور۔ انجیل۔ فرقان۔ یا ہر انبیاء کے احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا۔ اور اگر ایک کو افضل جان کر تقلید کرنے سے دوسروں کا بطلان لازم ہوتا۔ تو ہرگز۔ وہر آئینہ رسول خدا صلعم حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے باز رکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے جانکر امامت کا حکم صادر فرماتے۔ جیسا اس خصوصیت امامت سے باقی صحابہ کی صحابیت باقی رہی۔ ویسا ایک امام کی تقلید کی خصوصیت سے باقی اماموں کی امامت قائم رہی۔ جب رسول خدا صلعم نے عشرہ مبشرہ میں سے ایک کو تفضیل دیا۔ تب ہم نے بھی اگر ائمہ اربعہ میں سے ایک کو اسی فضل رسول صلعم سے اور قولہ تعالیٰ اتبعوا احسن ما انزل الیکم سے تفضیل دیا۔ تو کیا قصور کیا۔ کہ آپ نے امامت کا جھنڈا اڑایا۔ اور اگر

مٹ گئے۔ اور اگر ہمیں بھی کہیں تو معاذین کی طرف سے انہیں تحریف و  
 الحاق حلول پانچکے۔ اور رحمت الہی انہیں چاہی ہی میں پائی گئی (جینا پتہ  
 انکی دلیل و حجت تذکرہ مذکور میں اچھی طرح سے تحریر کی گئی) اسلیے  
 انہیں چاہی ہی میں خصوصیت اچھی۔ حضرت جب آپ خود زبان مبارک سے  
 فرماتے ہیں۔ کہ بہت سے امام و عالم گزر چکے ہیں ہر ایک کی تقلید ہوتی  
 چاہیے۔ تب آپ پر سب آئمہ جہان کی تقلید کرنی واجب ہونی چاہیے۔ حالانکہ  
 یہ عقلاً و شرعاً و عادتہً محال ہے کہ آپ سب کی تقلید نہیں کر سکتے ہیں بلکہ  
 اکثر ان کے نام بھی نہیں جانتے ہیں۔ پھر انکی کتاب و مذہب سے کیا واقف  
 ہونگے۔ لامحالہ بعض کی کرنی پڑی اور بعض کی گئی گزری۔ اور بعض  
 معدود کی تقلید اپنے کی۔ یعنی جسکو کسی مسئلہ میں اپنی خواہش نفس کے مطابق  
 امام بنایا۔ اُس بعض کی نسبت طرف کُل آئمہ کے کیسی جیسی ایک کی نسبت طرف  
 چار کے بلکہ نسبت بھی اس بعض میں نہیں پائی جاتی ہے کیونکہ ایک کی نسبت  
 طرف چار کے کیسی جیسی چار کی نسبت طرف سولہ کے اور سولہ کی نسبت طرف چوٹھ  
 کے کیسی جیسی چوٹھ کی نسبت طرف دو سو چھپن کے۔ اب آپ غور فرمائے  
 کہ جتنی آئمہ کی تقلید آپ کرتے ہیں۔ عدد و شمار میں چوٹھ بھی ہونگے۔  
 اور عدد و شمار کُل آئمہ کے دو سو چھپن سے زائد ہونگے۔ تب ایک اور  
 چار کی نسبت بھی اسمیں باقی نہ رہی۔ پھر آپ کی یہ تفسیر کہ ہر ایک کی تقلید  
 ہونی چاہیے۔ گرد و غبار کیسے اڑ گئے۔ برباد ہو گئے۔ خاک میں مل گئے۔ اب  
 آپ جس بات سے تقلد و ن کی مذمت کرتے ہیں وہی بات آپ میں آگئی کہ بغضیت

کا ایک ہی مجال۔ پھر دیکھیے تو نتیجہ ملامت کا کیا مال۔ اور کسی میں کسی کی تقلید کرنی شیطانوں اور منافقوں کا خصال۔ زیادہ اس میں کیا قبیل قابل بس ہی ہر حرمت عدم تقلید شخصی پر ال۔ اور گل اندک خاطر و بے ادب سمجھ کر کسی مسئلہ میں تقلید کرنا گویا آپکو لقمان حکیم سمجھنا کہ اسنے خاطر و بے ادبوں کے افعال و اقوال میں سی عمل کیا اسلیے یہ کلام لقمان را پر سیدند۔ اب از کہ آموختی گفت از بے ادبان مشہور ہوا۔ اسی طرح سے اپنے بعض قول ائمہ کو موافق خواہش نفس کے پسند کیا اور بعض کو مصل جانکر ناپسند کر کے طرح دیا اور اسی کا نام اپنے ہدایت اور تہذیب محمدی ٹھہرایا۔ یہ ہدایت آئیں علیین ضلالت ہو کیونکہ اپنے تقلید ائمہ کی نہ کی بلکہ نفس کی کی۔ اور نفس خود ہی۔ تب ہم اور آپ تقلید شخصی میں مساوی ٹھہرے لیکن فرق یہ ہے کہ ہم نے امام الائمہ تابعی خیر القرون کی تقلید کی۔ اور آپ نے نفس شیطان کی۔

العیاذ باللہ۔

اور امام اعظم صاحب ہی کو اعظم و بزرگ جان رکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ انکی بزرگی اور افضلیت پر ائمہ ثلاثہ وغیر ہم متفق ہیں اسوجہ سے کہ انکی پیدائش ۱۰۰ یا ۱۰۰ یا ۱۰۰ ہجری میں ہوئی۔ اسلیے سجدت۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم آئم۔ زمان مبشر بانحیر یعنی زمان تم ثانی میں انکی پرورش ہوئی۔ اور اسوقت کے دین خالص کی تعلیم انکو ملی کہ صد ہا صحابہ کبار و دیگر تابعین برابر کی صحبت انہوں نے اٹھائی۔ انہوں نے تابعیت انکی ثابت ہوئی اور اسی تابعیت سے انکی افضلیت مستحق ہوتی

تقلید شخصی واجب نہوتی۔ تو قرآن میں یہ آیت نزلنا وحینا الیک  
ان اتبع ملت ابراہیم حنیفا نازل نہوتی۔ کیونکہ کل انبیا اپنی اپنی  
نبوت میں محق و صادق تھے۔ مع ہذا حضرت ابراہیم عم کی ملت کو اتباع  
کرنے کو فرمایا۔ نہ یہ حدیث حضرت عائشہ رض سے مروی ہوتی۔ عن عائشہ  
قالت قال رسول صلعم لا یبغی لقوم فیہم ابو بکر ان یومئہم  
غیرہ رواہ الترمذی کذا فی مشکوٰۃ۔ نہ یہ حدیث ابن عمر سے  
شہرت پائی۔ عن ابن عمر رض قال کنا فی زمن النبی ص لا نعدل  
بالی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم نزلک اصحاب النبی صلعم  
لا نقاضل بینہم رواہ البخاری وفی روایتہ کالی داؤد  
قال کنا نقول ورسول صلعم حتی افضل امة النبی صلعم  
بعدا ابو بکر ثم عمر ثم عثمان کذا فی مشکوٰۃ اور آپ جو فرماتے  
ہیں کہ کبھی اسکی تقلید کرنی چاہیے اور کبھی اسکی تقلید کرنی چاہیے یہ بات  
بہت ہی بڑی ہے۔ کیونکہ اسمین تلبی لازم ہوتی ہے۔ اور خواہش نفس  
کی تقلید کرنی پڑتی ہے۔ اور تلبی تو با اتفاق علماء حرام ہے۔ اور تقلید اس  
کی تو ان النفس لا مارک بالسوء سے منعی عنہ ہے۔ یا حضر آخر آپ کسی  
نہ کسی کی تقلید تو کیجیگا تاہل وغور سے دیکھیے کسی تقلید کیجیگا۔ اپنے  
نفس کی یا غیر کی۔ صورت اول میں خاصہ شیطان یعنی۔ الخناس الذی  
یوسوس فی صدور الناس۔ بیگا۔ صورت ثانی میں ایک کی پاسا  
کی۔ ایک کی گوہارا مقال۔ سارے کی تو محال۔ اور بعضیت میں دونوں

## جواب

ایک مرتبہ آپ نے اپنے سوال کا جواب بذریعہ دارالسلطنت پایا۔ اب  
مجھ سے بھی یہ جواب لیجئے۔

## ساتواں سوال

یہ معاملہ دین و مذہب کا ہے، جواب اسکا ثواب سے خالی نہوگا۔

## جواب

ہاں معاملہ دین کا ہے، اگر دینداری سے حق طلبی کا مناظرہ کرے۔ مگرنہ  
مجاولہ کا نام معاملہ دین نہیں بلکہ انکے قریبوں کو حسب نصیب عذاب ہے۔  
دلیل ہر ایک کی تذکرہ مذکور میں دیکھنا۔ زیادہ والسلام۔

تمت

چونکہ اور کسی امام کی ایسی پیدائش نہ ہوئی یہ فضیلت انکو ملی۔ اسوجہ سے  
اعظمت کی خصوصیت انہیں میں آگئی پھر بعض معاندین کے طعن و تشنیع  
سے انکے اور انکے مقلدین کا کیا بال بیکا ہوگا۔ بلکہ وہ خود سجدہ بیٹ -  
ملعون من ضارہو مننا او مکر بہ - اور سجدہ بیٹ من ضارہو مننا  
ضار اللہ تعالیٰ باخ - اخر جہا الترنیدی جہنم کے جنجال میں پڑ گیا۔ ۵  
گرنہ بنید بروز شپہ چشم چشمہ آفتاب راجہ گناہ

### پانچواں سوال

ای حضرت یہ سوال کرنا تھا دم بخود ہو کے رہ گئے بلکہ ہاتھ کر کے دم دبا کے  
بھاگے۔

### جواب

حضرت گستاخی معاف۔ کیا آپکی طرف کے لوگوں کے دم بھی ہوتی تھی ورنہ  
آپ کے خصم دم کہاں سے پائی کہ دم دبا کر بھاگا۔ یہ صفت اُس کہتے کی تھی  
جو دوسرے کہتے بلند مدار سے مغلوب ہو کر دم دبا کر بھاگتا تھی۔ پھر کہیے  
کہ دم دار گستاخوں ہوا۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضرت مسلمانوں  
کو گستاخانا کیا دینداری کی بات تھی یا بربادی تبت یا عداوت کی گھات  
تھی اور ہمارا جو کچھ لکھنا البادی اظلم اور ستم بر ستم بیشیہ عدل است  
وداد۔ پر عمل کرنا۔

### چھٹا سوال

میرے سوال کا جواب خود دیجیے یا کسی سے دلوایئے۔



اپنی تدویر کے دام میں پھنسا سکیں۔ خیر یہاں پر اگر طور سے  
 اور کچھ بیان کرنا ہوں۔ اگر کل ان دلائل مذکورہ سے، درگزر بھی  
 کروں۔ اور انکو بالائے طاق رکھ چھوڑوں۔ تاہم امام صاحب کی  
 تابعیت کے ثبوت میں کی طرح سے عاجز و قاصر نہیں ہوں۔ بلکہ انواع  
 اقسام سے ثابت کرنے کی قدرت رکھتا ہوں۔ کہ وہ انہر من لشمس و ابن  
 من الامس ہر وسعت نظر کی نظر اس نور سے منور ہو۔ شہرہ اگر اسکو  
 نہ دیکھے اسکے عدم پر دلیل نہیں ہو سکتی ہر ۵

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم  
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ  
 یعنی اگر متعصبین کی آنکھوں میں بغمون و علی البصار ہمہ غشا و کالعصب  
 یا جالت یا صلات کی پٹی لگی رہے۔ تو کیونکر وہ اس نور سے متور ہو سکیں  
 بلکہ انکار ہی کرتے رہیں گے۔ ہاں اگر وہ نظارت ظاہری اور بصارت  
 باطنی سے مالا مال ہوتے۔ اور کتب سیر اور تواریخوں کے ملاحظے کا اشتغال  
 رکھتے۔ تو انکی زبانوں سے ایسی بیوہ قیل و قال نہ نکلے بلکہ فقط ایک  
 ہی کتاب اصابتہ ابن حجر عسقلانی شافعی کی بھی (حسین اکثر صحابہ کی  
 موت کا ذکر ہے) کفایت کرتی۔ اگرچہ اسمین بھی تعصب کی باتیں ہیں۔  
 خیر تاہم اس کتاب کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو جاوے گا کہ کون کون صحابی  
 کس کس سن و سال تک ذمی حیات باقی تھے۔ اور کون کس وقت قالب  
 عنصری سے پرواز کر گئے۔ چنانچہ میں مثل مثل نمونہ خروارے کے چنا چھا ہوں  
 کی موت کی تاریخ کو جس سے امام صاحب کی تابعیت بلکہ امام ابو یوسف رحم

فصل چہارم در جواب بعض سوالات متفرقہ غیر مقلدین کہ  
مقلدین را از انہا در میض و بیض اندازند۔

سوال اول۔ حنفی بلا حجت و بغیر علت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو تابعی  
کہتے ہیں۔ اور اسی سے انکی فوقیت بتاتے ہیں۔ حالانکہ انکی عدم تابعیت  
میں علماء نے دلیل شافی و برہان کافی لکھی۔

جواب امام صاحب کی تابعیت کی دلیل ایسی غیر محصور ہے۔ کہ قلم کی زبان  
اسکے بیان سے قاصر و معذور۔ کیا آپنے میری کتاب تذکرۃ المذہب کو  
بھی نہیں دیکھا۔ میں نے تو ائمہ میں امام صاحب کی تابعیت کو علماء مختلف  
المذہب کے اقوال سے اور دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ سے ایسا ثابت کیا۔

کہ ناظرین کو آئینہ کر دکھایا۔ یہاں تک کہ سماے شریعت پر ہو سراج اقصیٰ المر  
کی برکت سے امام اعظم رحمہ کی افضلیت و تابعیت کا آفتاب ایسا طلوع ہو گیا  
کہ باقی آئمہ کی فضیلت اسکی کرن سے مثل نجوم کے چھب گئی۔ پھر امام  
ابو یوسف رحمہ نے اسپرستیا و اوقضائی کی دی۔ اور امام محمد رحمہ نے تو  
خدمت عطار کی ادا کی۔ الیومرا کملت لکم دینکم الذی کے سبب

سے اس طلوع کا نہ زوال ہے نہ غروب۔ نہ حقیض میں اسکا مور۔ نہ قبل  
میں اسکا عبور۔ بل سدا اوج ہی میں اوج موج کر رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تاریخ قیامت اسی طرح پر تابان و درخشان رہے گی۔ تب رات کہاں ہوگی۔  
جبکہ حشرات الارض جنگنی کی طرح غیر مقلدین نکلنے پاویں۔ اور غول  
یا بانی کی مانند ضلالت کی روشنی سے علماء کرام فضلاء عظام کو

۳۹۲ - ثابت بن اضحک بن حنیفہ (تا) الانصاری نے جو ابی مسلم و  
۸۸۹  
بخاری وغیرہما کے بیت الرضوان اور بدر اور حدیبہ وغیرہا میں حاضر تھے  
بقول ابن سعد وغیرہ کے ۶۲ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۴۵۰ - جبر بن عبد اللہ القبطی مولیٰ بنی غفار بقول ہاے بن المنذر نے  
۱۰۵۹  
۶۳ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۵۳۷ - جنادہ بن ابی امیہ الدوسی و ہو صاحب عبادۃ بن الصامت جسے  
۱۲۹۵  
ایام جاہلیت اور اسلام کو پایا ۶۷ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔  
۶۳ تریسٹھ  
۶۴۳ - حارثہ بن بدر بن حصین بن قصی (تا) بن تیمم التیمی نے ۶۳ تریسٹھ  
۱۹۲۷  
میں انتقال فرمایا۔

۳۸ - زید بن ارقم بن زید بن قیس نے آنحضرتؐ کے ساتھ سترے  
۲۸۵۸  
لڑائی میں شریک تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ جنگ صفین میں  
بھی شریک تھے کوفے میں ۶۷ تریسٹھ چھ یا ۶۸ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔  
۱۶۶ - سعد بن مالک بن سنان (تا) ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہما  
۳۸۸  
جسے بہت روایتیں صحاح میں موجود ہیں بقول واقدی ۶۳ تریسٹھ یا  
۶۵ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۳۵۳ - سلیمان بن حرو بن ابی الجون (تا) انحراعی نے جس کے نام کو  
۲۰۲۶  
(جو سار تھا) رسول صلعم نے تخریج کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
میں شریک رہا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کاتب ہوا اور عمر انکی ۹۳ ہوتی تھی  
۶۵ تریسٹھ میں انتقال فرمایا۔

اور امام محمد رحم کی بھی تابعیت نکلتی ہے۔ چار طبقے میں لکھتا ہوں۔ اور اس کتاب کے ناظرین سے توقع انصاف کی رکھتا ہوں۔ اور مقلدین حنفی سے دعا ہے خیر چاہتا ہوں۔ کہ میں نے ایک ایسی راہ نکالی ہے کہ جس سے مؤرخین متعصبین کی تحریرات کی ناکامیابی ثابت ہوگئی۔ اور اس دروغ کے فروغ میں خیرگی آگئی۔ پہلے طبقے میں ان صحابیوں کا ذکر ہے جو کسٹھ سے ۹۰ ہجرت تک زندہ تھے۔ دوسرے طبقے میں ان صحابیوں کا ذکر ہے جو ۹۰ ہجرت سے ۹۹ ہجرت تک لباس حیات سے ملبوس تھے۔ تیسرے طبقے میں ان صحابیوں کا ذکر ہے جو ۹۹ ہجرت سے نو اسی تک رزق حیات سے مزوق تھے۔ چوتھے طبقے میں ان صحابیوں کا ذکر ہے جو نو تے سے سو تک بلکہ مافوق سو تک زندگی رہے۔

### پہلے طبقے کے صحابیوں کا ذکر

۱۔ اسماء بن حارثہ بن سعید بن عبد اللہ (تا) بن اقصیٰ الاسلمیؓ  
۲۔ ۱۳۵  
۳۔ امام رسول صلعم کے تھے بقول واقدیؓ ۴۰ ہجری میں انتقال فرمایا۔  
۴۔ ۲۰۹  
۵۔ اسماء بن حارثہ بن حصین خدیفہ بن بدر القرزی ابو حسان  
۶۔ ۲۴۴  
۷۔ الکوفی نے بقول ابو حسان زیادیؓ ۴۰ ہجری و بقول ابن جان ۴۰  
۸۔ ۲۹۶  
۹۔ بریدہ بن الحصیب بن عبد اللہ بن الحرث بن الاعرج (تا)  
۱۰۔ ۴۲۸  
۱۱۔ افقی الاسلمیؓ جس سے صحیحین میں روایت ہے۔ اور انھوں نے جنگ رسول صلعم کے ساتھ کی بقول ابن سعدؓ ۴۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔

۱۲۔ حارثہ بن  
۱۳۔ ایک عدو  
۱۴۔ بننا  
۱۵۔ حارثہ بن  
۱۶۔ عدو  
۱۷۔ حارثہ بن  
۱۸۔ حارثہ بن  
۱۹۔ حارثہ بن  
۲۰۔ حارثہ بن

۱۱۵۱ - السائب بن الخلد بن سوید بن ثعلبہ (تا) ابن مالک الاناری نے  
 ۳۰۵۹  
 جنگی روایتیں سنن وغیرہ میں موجود ہیں اور بدر میں حاضر تھے اور ابو نعیم  
 سے اکتھتر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۳۲ - سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے جنگی روایت بخاری وغیرہ میں ہوا اور  
 ۶۰۴۸  
 بڑے شجاع تھے ۴۲۴ چوتھتر میں انتقال فرمایا۔

۳۳۴۵ - سعید بن عمران الہدانی نے جویر موک میں حاضر تھے ۳۴۵ شتر میں  
 ۸۱۴۵  
 انتقال فرمایا۔

۳۳۸۸ - سلیم بن عتر بن سلمہ بن مالک النجیبی ابو سلمہ اندرک نے ۵۴۵ چھتر  
 ۸۱۸۸  
 میں انتقال فرمایا۔

۱۲۸ - عبداللہ بن مطیع بن الاسود (تا) بن لومی بن غالب القرشی نے  
 ۳۱۰  
 جنگی روایتیں صحیحین وغیرہ میں مذکور ہیں ۴۲۴ چوتھتر میں انتقال فرمایا۔

۱۵۸۸ - عثمان بن عبدالرحمن بن عثمان لثیمی نے ۴۲۴ چوتھتر میں انتقال فرمایا۔  
 ۳۲۹۶

۲۱۸ - القمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان النخعی ابوہل  
 ۵۴۳  
 الکوفی نے جبے آیام جاہلیت اور اسلام کو دیکھا ۴۲۴ چوتھتر میں انتقال فرمایا۔

۲۳۲۲ - عمرو بن مہیون الارزی نے بقول ابو نعیم ۴۲۴ چوتھتر یا ۵۴۵ چھتر  
 ۶۳۴۲  
 میں انتقال فرمایا۔

۲۴۲۲ - قبیسہ بن والیق الثعلبی نے بقول طبری ۴۲۴ چوتھتر میں انتقال فرمایا۔  
 ۱۱۴۸

۲۵۰۸ - شریح بن ہانی بن یزید ابوالمقدام اورک النبی صلعم ۱۲۰ سالگی  
 ۸۳۴۲

بقول القاسم ۴۲۴ چوتھتر میں شہید ہوا۔

۱۳۲ - عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلعیہ اللخمی بقول خلیفہ وغیرہ ۴۸  
۳۱۹  
اسٹھ میں انتقال فرمایا۔

۱۴۰ - عقبہ بن نافع بن عبدالقیس بن بقیط ۴۳ تریبہ میں بقول ۴۸  
۳۶۴  
القاظ اول ان بزرگون کی موت کو دیکھو۔ اور امام صاحب کی ۴۱  
کی پیدائش کو یاد کرو۔ پھر بعد اسکے اور تین طبقے کا خیال کرو۔  
دوسرے طبقے کے صحابیوں کا ذکر

۲۱۲ - الاسود بن یزید بن قیس التیمی ابو عمر نے ۴۲ یا ۴۳ ہجرت  
۲۵۹  
میں انتقال فرمایا۔

۲۸۸ - البراء بن عازب بن الحارث (تا) بن الازہار نے  
۴۱۳  
جنگی روایت صحاح میں بہت ہو اور جو رسول صلعم کے ساتھ دس پندرہ  
لڑائی میں شریک تھے اور حضرت علی رض کے ساتھ جنگ جبل و صفین و  
قتال الخوارج میں شریک تھے اور جسے کوفہ میں گھربنایا تھا بقول بن جبان  
۴۲ بہتر میں انتقال فرمایا۔

۳۰۱ - حرثہ بن الحرفازی نے بقول خلیفہ ۴۲ جو پشتر میں انتقال کیا  
۲۲۳  
اگرچہ انکو ابن جبان اور العجلی نے تابعی کہا۔ لیکن اجری نے ابو داؤد سے  
انکی صحابیت کو ثابت کیا۔

۳۰۹ - زید بن خالد الجندی نے جو حدیبہ میں حاضر تھے اور صحیحین وغیرہ میں  
۳۸۸  
انکی بہت سی روایتیں ہیں بقول ابن الرقی وغیرہ ۴۸ اٹھتر میں انتقال  
فرمایا۔

۱۲۲ - ۲۹۹ - شہد چچ اسی میں انتقال فرمایا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ البختری نے بقول الہیتم بن علی  
۱۲۲ - ۳۳۲ - شہد یار شہد یار شہد میں انتقال فرمایا۔

عبدالرحمن بن القاری نے بقول ابن سعد شہد میں وبقول ابن جابر  
۱۲۲ - ۳۳۲ - شہد الحاسی میں انتقال فرمایا۔

سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر الخثعمی نے بقول ابو نعیم شہد اسی میں و  
۲۲۵ - ۳۳۲ - بقول ابو عبیدہ شہد اکیاسی میں اور بقول عمر بن علی شہد بیاسی میں انتقال  
فرمایا۔

ایقاظ سوم - سبحان اللہ کسی کچھ بشارت ہے ان مقلدین کو جنہوں نے  
امام صاحب کی تابعیت کو ثابت کیا۔ اور بڑے اعتقاد سے انکی تقلید کو  
اختیار کیا۔ نعوذ باللہ کسی کچھ خجالت و ندامت ہے ان غیر مقلدین کا ذہن  
کو جنہوں نے تابعیت کو انکار کیا۔ اسی مقلد و خوش رہو اور دیکھو کہ ان  
سے کیسی کیسی بزرگوں کا ذکر ہے اور غور کرو۔ کہ جب حضرت بسیر بن عقوبہ رضی  
جنکی رسول صلعم نے آشکت الہ فرمایا۔ اور حضرت عبداللہ بن شداد  
جنکی مان حضرت سلمیٰ رضی کو حضرت جعفر رضی اور حضرت ابو بکر رضی اور حضرت علی  
یکے بعد دیگرے نکاح کیا۔ اور حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ جو حضرت انس رضی  
کا اخیافی بھائی تھا وغیر ذاک کا۔ اس اسی کے بعد تلک جس اسی میں منکرین  
تابعیت نے امام صاحب کی پیدائش کو عنناد سے کالوحی من السماء سمجھ کر  
۶۱ و ۷۰ روز کی پیدائش کو باطل ٹھہرایا۔ زندہ رہتا ثابت ہوا۔ بلکہ۔

ایقاظ دوم - ان بزرگوں کی تکی طرف اور امام صاحب کی مٹری  
کی پیدائش کی طرف پھرا کے پیچھے کے دو طبقے کی طرف خیال کرو۔

تیسرے طبقے کے صحابہ یوں کا ذکر

۲۱۲ - الاسود بن ہلال المہاری ابو سلام الکوفی نے جو بقول باوردی و الثمانی

و ابن قحون و بخاری رحم صحابی ہیں۔ بقول ابن علیؓ چوراسی میں انتقال فرمایا۔

۲۹۹ - یسر بن ارطاہ نے بقول المسعودیؓ چھبھاسی میں انتقال کیا۔

۳۱۳ - بشر بن عقیبۃ الجہنی ابو الیمان یہ وہ صحابی ہیں جنکو رسول صلعم نے

اسکتا اما ترضی ان اکون افا بولک و عایشہ امک فرمایا تھا جب

وہ روتے تھے۔ بقول عبدالیرانہون نےؓ چوراسی میں انتقال فرمایا۔

۱۰۷۲ - روح بن رثباغ بن روح بن سلام الجندی البوزری نے اگویہ

بعضوں نے انکو تابعی کہا۔ لیکن بقول اکثر خصوصاً مسلم و طاہم اور غیر ہما کے

صحابی ہیں۔ بقول ابوسلیمانؓ چوراسی میں انتقال کیا۔

۱۲۱ - السائب بن یزید بن سعید بن شامہ نے جنکی روایت صحیحین میں

موجود ہے۔ بقول ابوالنعیمؓ بیاسی یا شامہ نے یاؓ چورانو تین

انتقال فرمایا۔

۱۱۸ - عبدالرشید بن شدا بن الہامد اللشی جنکی مان سلمی بنت عمیش جنکو حضرت

جعفر نے نکاح کیا پھر حضرت ابو بکر رضی نے پھر حضرت علی رضی نے نکاح کیا تھا۔ اوہر

ایک سے اولاد ہوئی بقول اجمعیؓ بیاسی میں نہر و جبل میں محرق ہو گئے۔

۱۱۹ - عبداللہ بن ابی طلحہ بن زید سہل الانصاری اخوانس بن مالک رضی



تو لاکھوں صحابی کا وجود امام صاحب کے وقت تک موجود رہنا عقلاً و ثبوت  
ہوا۔ اب غیر مقلدین و حکوسلے باتوں کی طرف جو چند وراق اخباریہ سے  
نقل کرتے ہیں ہرگز التفات نہ کرو۔ بلکہ اسکو کذب و بہتان جانو۔ جس سے  
خسر الدنیا و اکخرہا سے نجات پاؤ۔

انتماس تقریب التہذیب سے بھی چند صحابیوں  
کی موت کی تاریخ لکھتا ہوں۔  
طبقہ اولیٰ کے صحابیوں کا ذکر

۳۲۔ - بریدہ بن انحصیب البوسلی الاسلمی صحابی نے ۶۳ھ تریٹھ میں انتقال  
فرمایا۔

۳۹۔ - ثابت بن الضحاک الاشولمی صحابی نے بقول انفلاس ۶۵ھ میں نقل  
صبح ۶۴ھ چوتھ میں انتقال فرمایا۔

۴۴۔ - جذب بن عبداللہ بن صفیان النجلی صحابی نے بعد ۶۴ھ ساٹھ کے  
انتقال فرمایا۔

۴۶۔ - احارث بن حاطب بن احارث صحابی صغیر نے اگرچہ ابن حبان نے  
انکو تابعی کہا ۶۶ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۱۶۔ - الضحاک بن قیس بن خالد صحابی صغیر ۶۴ھ چوتھ میں مقتول ہوا۔

۱۳۰۔ - عبداللہ بن زید عاصم بن کعب الانصاری صحابی مشہور ۶۳ھ  
تریٹھ میں شہید ہوا۔

۱۳۳۔ - عبداللہ بن عباس رضی عنہ نے ۶۸ھ میں انتقال فرمایا طائف میں۔

۲۹۳ - عبدالرحمن بن سابط نے بنکوا ابو موسیٰ نے صحابی کہا ۱۰ سالہ ایک  
سواٹھارہ مین انتقال کیا۔

۳۰۳ - عبدالرحمن بن عمرو السلمی نے جنکو طبری اور ابن شاپین نے صحابی کہا  
۱۲ سالہ ایک سو دس مین انتقال کیا۔

۳۲۷ - عدی بن عدی بن عمیرہ بن عروۃ الکندی نے بقول طبری صحابی ہیں  
۱۸ سالہ ایک سو بیس مین انتقال کیا۔

۳۶۱ - عمیہ مولیٰ ام الفضل نے جنکو ابن ابی داؤد نے صحابی کہا ۱۰۴ سالہ  
۱۰۵ ایک سو چار مین انتقال کیا۔

۴۳۲ - الفضل بن عبدالرحمن الهاشمی نے جنکی اصحابیت کو ابو موسیٰ نے  
۱۱۵۹ ابوسعود الاصبہانی کی روایت سے ثابت کیا ۲۹ سالہ ایک آٹیس مین انتقال کیا۔

**ایقاظ چارم** - ای مؤمنو جب یہ کتاب آپ لوگوں کو میسر ہو۔ تب  
بڑی خوشی اور خرمی سے ایک مجلس کرو۔ اور اس مین مقلدین اور غیر مقلدین کی  
دعوت کر کے۔ بنظر ایمان کے ان بزرگوں کی طرف نظر کرو۔ اور دیکھو اور دکھلاؤ  
پھر امام صاحب کی تابعیت کی کیا بات ہو۔ بکہ صاحبین وغیرہا کی تابعیت کو  
بھی ثابت کر نیکی حجت بخوبی حاصل کر لو۔ پھر ان صحابیوں مین نظر کرو اور  
اچھی طرح سے پہچانو کہ یہ کون کون بزرگ ہیں۔ پھر غور کرو کہ جب ایسے ایسے  
بزرگ مثل حضرت انس رضی اللہ عنہم رسول صلعم اور مثل حضرت عبداللہ پر پوتا  
حضرت عبدالملک اور مثل حضرت عبدالرحمن خالہ زاد بھائی حضرت ابراہیم  
بن رسول صلعم کا امام صاحب کے زمانہ تک با حیات موجود رہنا ثابت ہوا۔

۴۶ - جابر بن سمرہ بن جنادہ صحابی مشہور کورہ کے رہنے والے نے بعد شہادت کے انتقال فرمایا۔

۴۷ - جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری صحابی مشہور جس نے شہداء دفعہ جنگ کی بعد شہادت کے انتقال فرمایا۔

۴۸ - رافع بن خدیج بن عدی الانصاری صحابی جلیل القدر نے ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

۴۹ - سلم بن عمرو بن الاکوع الاسلمی البوسلمی نے ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

۵۰ - عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جو حالت حیات میں جناب رسالت مآب صلعم کے پیدا ہونے کے بعد شہادت کے بعد انتقال فرمایا۔

۵۱ - خلیفہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ۳۴ھ میں حجاج کے حکم سے قتل ہوا۔

۵۲ - عبد اللہ بن صفوان بن امیہ جو رسول خدا صلعم کے عہد میں متولد ہوا ۳۴ھ میں خلیفہ ابن الزبیر مقتول ہوا۔

۵۳ - عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

۵۴ - عبد الرحمن بن عثمان بن عبد اللہ التیمی اخی طلحہ صحابی مع خلیفہ ابن الزبیر مذکور مقتول ہوا۔

۵۵ - عبد اللہ بن غنم الاشعری نے اگرچہ صحابیت میں ان کے اختلاف ہوئے ۳۴ھ میں انتقال کیا۔

۵۶ - عریاض بن ساریہ سلمی صحابی نے بعد شہادت کے انتقال فرمایا۔

۱۶۴۔ عبدالمطلب بن ربیعہ الهاشمی صحابی نے ۶۲ھ باسٹھویں انتقال فرمایا۔  
 ۱۶۵۔ عدی بن حاتم مشہور صحابی نے ایک تلوہ برس کی عمر میں ۶۸ھ ارٹھویں  
 انتقال فرمایا۔

۲۰۹۔ قرۃ بن ایاس بن ہلال المرئی صحابی نے ۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔  
 ۲۱۸۔ معاذ بن الحارث الانصاری صحابی صغیر ۶۳ھ تریسٹھویں جنگ حرہ  
 میں شہید ہوئے۔

۲۵۵۔ معقل بن سنان بن منظر الاشجعی صحابی ساکن الکوفہ ۶۳ھ تریسٹھویں جنگ  
 حرہ میں شہید ہوا۔

۲۶۲۔ فضلہ بن عبید ابوبرزہ الاسلمی صحابی مشہور نے بقول صحیح ۶۵ھ  
 میں انتقال فرمایا۔

۳۰۸۔ ابوشریح انخراعی صحابی نے ۶۸ھ ارٹھویں انتقال فرمایا۔

۳۱۶۔ ابو واقل اللدیثی صحابی نے ۶۸ھ ارٹھویں انتقال فرمایا۔

۳۲۳۔ ہند بنت ابی امیۃ ام سلمہ ام المؤمنین نے بقول صحیح ۶۲ھ باسٹھویں  
 انتقال فرمایا۔

ایقظا پنجم۔ ان بزرگون میں حضرت عبداللہ بن عباس رض اور حضرت  
 ام المؤمنین ام سلمہ رض بھی ہیں دیکھو۔

طبقة ثانیہ کے صحابیوں کا ذکر

۳۳۲۔ البراء بن عازب الانصاری صحابی مشہور کوفہ کے رہنے والے نے ۶۲ھ  
 ہترہ میں انتقال فرمایا۔

۱۱۳۱ - شہادتی میں ۱۱۳۱ سالگی میں انتقال کیا۔

۱۱۳۲ - مسر بن ارطاه القرشی الحامری من صفار الصحابہ نے ۶۸۰ھ چھپاسی

میں انتقال فرمایا۔

۱۱۳۳ - طارق بن شہاب بن عبد الشمس النخلی نے جس نے رسول صلعم کو دیکھا ۸۲

یا ۸۳ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۱۳۴ - عابد بن عبد اللہ الحولانی نے رسول خدا صلعم کے وقت میں پیدا ہو کر

۱۱۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۱۳۵ - عبد اللہ بن ابی اوفی بن علی بن خالد صحابی تھے جو شہر کوفی کے آخر صحابہ

میں سے ہیں ۱۱۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۱۳۶ - عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب الهاشمی صحابی نے ۱۱۳۶ھ میں انتقال فرمایا

۱۱۳۷ - عبد اللہ بن الحارث الزبیدی صحابی نے ۱۱۳۷ھ یا ۱۱۳۸ھ میں

انتقال فرمایا۔

۱۱۳۸ - عبد اللہ بن حوالہ ابو الحوالہ صحابی نے ایک قول میں ۱۱۳۸ھ میں

انتقال فرمایا۔

۱۱۳۹ - عبد اللہ بن ابی طلحہ الانصاری نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

عہد میں پیدا ہو کر ۱۱۳۹ھ میں انتقال فرمایا یہ بزرگ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا خلیفہ

بھائی تھا۔

۱۱۴۰ - عبد اللہ بن البادوی اللبثی جو رسول خدا صلعم کے عہد میں پیدا ہو کر کوفہ

میں ۱۱۴۰ھ میں یا بعد اسکے مقتول ہوا۔

۱۸۵ - عامر بن ربیعہ ابو زہیر صحابی نے جو کوفہ میں رہتے تھے بعد اتر کر انتقال فرمایا۔

۲۱۴ - محمد بن حاطب بن السخارث الکوفی صحابی صغیر نے ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

۲۴۲ - وسب بن عبد اللہ التوائی صحابی نے ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۹۹ - عوف بن مالک الاشجعی ابو سعید صحابی مشہور نے ۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔

۲۹۸ - ابو سعید الملعلی الانصاری صحابی نے ۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔

۳۳۴ - زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسدیہ المخزومیہ نے جو رسول خدا صلعم کے پروردہ تھی ۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنازہ میں حاضر تھے۔

۳۳۸ - اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما خلیفہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر نے ایک سو برس کی عمر میں ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

**ایقاظ ششم** - ان بزرگوں میں حضرت عاصم بن حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن زبیر خلیفہ رضی اللہ عنہما اور حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں۔ دیکھو۔

طبقة ثالثة کے صحابیوں کا ذکر

۲۲ - اسلم العدوی سولی عمر رضی اللہ عنہما نے زمانہ جاہلیت و زمانہ رسول اکرم کو پایا

رفع کر سکو۔

## طبقة رابعہ کے صحابیوں کا ذکر

۲۲۔ اسعد بن سہل ابوالامامہ الانصاری صحابی نے ترائوے برس کی عمر میں ۹۳ھ میں ایک سو پچھری میں انتقال فرمایا۔

۲۹۔ انس بن مالک النضر الانصاری خادم رسول صلعم نے جو صحابی مشہور ہیں ایک سو برس کی عمر میں ۹۲ھ یا ۹۳ھ ترائوے میں انتقال فرمایا۔

۳۶۔ الحارث بن رافع بن کبیر الجہنی نے بعد ترائوے سو کے انتقال فرمایا۔

۱۲۵۔ عیاض بن اسیر الماری صحابی صغیر نے جو آخر صحابیوں میں سے شام میں حرا علی الاختلاف ایک سو کے عمر میں ۸۸ھ اٹھاسی یا ۹۶ھ چھپا کو میں انتقال فرمایا۔

۱۲۶۔ عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب نے علی رضی اللہ عنہ ۹۹ھ ترائوے میں انتقال فرمایا۔

۱۵۹۔ عبد الرحمن بن زید بن حارثہ الانصاری نے جو نبی صلعم کے وقت میں پیدا ہوئے ۹۳ھ ترائوے میں انتقال فرمایا۔

۱۶۸۔ عبید اللہ بن رافع المدنی مولیٰ النبی صلعم نے جو کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا بعد ترائوے سو کے انتقال فرمایا۔

۱۷۳۔ عتبہ بن عبد اسلمی ابوالولید صحابی مشہور نے جو قریب ترائوے میں کھتا تھا علی الاختلاف ۸۸ھ میں یا ۹۰ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۷۷۔ العدا بن خالد العامری صحابی جنگی وفات بعد ترائوے کے ہوئی۔

۱۶۹۔ عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب الهاشمی ابن عم رسول صلعم صحابی  
نے ۸۷ھ شناسی میں انتقال فرمایا۔

۱۷۰۔ عقبہ بن البدر سلمی صحابی نے ۸۷ھ چوڑاسی میں انتقال فرمایا۔

۱۹۰۔ عمر بن ابی سلمہ بن عبد اللہ الاسد المخزومی صحابی صحیحہ نے جنگ بدر میں صلعم  
پرورش کیا کیونکہ انکی ماں حضرت ام سلمہ حضرت نے نکاح کیا تھا ۸۳ھ تراسی  
میں انتقال فرمایا۔

۱۹۰۔ عمران بن عصام الضبعی بقول بعض کے صحابی ہوا ۸۳ھ تراسی میں مقتول ہوا  
۱۹۳۔ عمرو بن حرث بن عمرو بن عثمان المخزومی صحابی صحیحہ نے ۸۳ھ میں انتقال  
فرمایا۔

۲۵۳۔ المقدام بن معدیکرب بن عمرو الکندب صحابی مشہور نے ۸۷ھ شناسی میں  
انتقال فرمایا۔

۲۶۹۔ واثلہ بن الاشعث صحابی مشہور نے ۸۷ھ سچاسی میں انتقال فرمایا۔

۳۰۳۔ ابوعام الاشعری صحابی عبدالملک بن مروان کی خلافت تک زندہ رہا۔

ایقاظ ہفتہم۔ ان بزرگوں میں حضرت اسلم العدوی مولیٰ حضرت عمر رض۔ اور  
حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رض بن ابی طالب۔ اور حضرت عبید اللہ بن عباس رض

اور حضرت عمر بن ابی سلمہ جنکی ماں حضرت ام سلمہ ام المؤمنین کو رسول صلعم نے اپنے  
نکاح میں لا کر انکی پرورش کی یعنی ربیب النبی صلعم موجود ہیں دیکھو۔ اور

اس ایقاز کو تیسرا اور چوتھے ایقاز کے ساتھ ملا کر خیال کرو۔ پھر آٹھویں ایقاز  
کے بزرگوں کا بھی خیال کرو۔ جس سے عدم تابعیت کے شبہ کو دل سے بخوبی



ورکنے۔ بفضلہ تعالیٰ اگر میں اس اصحابہ اور تقریب کے کُل دلائل کو  
 بھی طرح دون تب بھی اسی طرح کے دلائل اور آؤر کتابوں سے استنباط  
 سکتا ہوں۔ چنانچہ مولانا عبدالحق دہلوی کی شرح مشکوٰۃ سے بھی ایسا  
 پند صحابیوں کا نام استخراج کر کے تحققہ اجا کرنا ہوں۔ جس سے اچھی طرح  
 سے امام صاحب کی بلکہ صاحبین کی بھی تابعیت ثابت ہوتی ہے۔ اور معاذین  
 و عداوت کی بات ظہور میں آتی ہے۔ ص ۴۰۔ حضرت انس بن مالک رض  
 خادم رسول صلعم نے ۹۱ھ کا نوے میں ایک سو برس کی عمر میں انتقال  
 فرمایا۔

۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض نے طائف میں ۶۸ھ ارٹھویں میں  
 انتقال فرمایا۔

۵۲۔ حضرت ابو امامہ رض نے علی الاختلاف ۶۸ھ یا ۸۱ھ یا ۹۱ھ  
 اکیانوے میں انتقال فرمایا۔

۱۰۶۔ حضرت رافع بن خدیج رض نے ۶۳ھ تہتر میں انتقال فرمایا۔

۱۱۲۔ المقدام بن معدیکرب رض نے ۶۷ھ ستاسی میں انتقال فرمایا اور  
 اس وقت عمر انکی نوے کی تھی۔

۱۱۳۔ حضرت العریاض بن خالد رض نے ۶۵ھ پچتر میں انتقال فرمایا۔

۱۳۵۔ حضرت عوف بن مالک الاشجعی رض نے ۶۳ھ تہتر میں انتقال فرمایا۔

۱۳۸۔ حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباس رض نے اگر چہ بعض نے انکو تابعی کہا

۶۰ھ ایک مومنان میں انتقال فرمایا۔

۱۸۱۔ عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس رضی نے علی الاختلاف سلسلہ ایک مرتبہ

میں یا بعد اسکے انتقال فرمایا۔

۲۳۹۔ مالک بن الحویرث ابوسلمان اللیشی صحابی نے سلسلہ چورٹوں میں انتقال فرمایا۔

۲۴۱۔ محمود بن ابید بن عقبہ بن رافع الاوی صحابی صغیر نے سلسلہ ۹۶ یا ۹۷

سٹانوں میں انتقال فرمایا۔

۲۴۶۔ الہراس بن زیاد بن مالک الباہلی الوجدیر صحابی نے بعد سلسلہ سو کے

انتقال فرمایا۔

۳۱۶۔ ابونصر الہلالی نے بقول بعض کے صحابی ہیں بعد سلسلہ سو برس کے

انتقال فرمایا۔

۳۳۰۔ زینب بنت کعب بن عجزہ زوجہ حضرت سعید الخدری رضی نے جنگوں

بعض نے صحابہ کہا بعد سلسلہ کے انتقال فرمایا۔

۲۵۷۔ موسیٰ بن طلحہ المدنی نزیل الکوفہ نے جو رسول خدا صلعم کے وقت میں

پیدا ہو کر سلسلہ ایک سو تین میں انتقال فرمایا۔

۲۶۹۔ والجنہ بن معبد بن عبثہ الاسدی صحابی نزل الخزیرہ و عمرانی سلسلہ

یعنی سلسلہ نوے تک زندہ رہے۔

ایقظا ہشتم۔ ان بزرگوں میں سولے حضرت انس رضی وغیرہ کے حضرت

عبید اللہ بن رافع مولیٰ ابی بنی صلعم۔ اور حضرت عکرمہ بن عبد اللہ مولیٰ ابن عباس

موجود ہیں دیکھو۔ اور اس ایقظا کو چوتھے ایقظا اور نہم ایقظا کے ساتھ لکھا

کر کے امام صاحب کی تابعیت کیا معنی صاحبین وغیرہا کی تابعیت بھی بخوبی ثابت ہو

امام صاحب سے ملاقات و روایت ثابت ہونا کو نفسی ضرورت ہے۔  
 کہو لگا۔ باوجود موجود ہونے ہر دو دونوں کی ملاقات و روایت ثابت ہونا  
 کون سی ضرورت ہے۔ اگر سچ پوچھو تو لقی کا ثابت ہونا بہت ہی ضرورت ہے کہ  
 صاحب نہ کبھی بیا بنانے کے واسطے حتی المقدور حقیقت کو ثابت کرنا بہت  
 ہی ضرورت ہے تب باوجود موجود ہونے صحابی کے ملاقات و روایت نہ کرنا  
 امام صاحب کا مومنوں کے اعتقاد کے خلاف ہے۔ ہاں زندیقوں کے اعتقاد کے  
 موافق ہے۔ العیاذ باللہ۔

خیر اسکا دفعیہ اور طریقہ سے بھی کر دیتا ہوں۔ یعنی بفضلہ تعالیٰ صراحتاً  
 کرنا بھی امام صاحب کا صحابیوں سے ثابت کر دکھاتا ہوں۔ ہر چند اس بات  
 کو بہت کتابوں سے ثابت کر سکتا ہوں۔ لیکن خوف طوالت سے فقط  
 عقود اچھا ہریر اکتفا کرتا ہوں۔

۷۴۔ روئے محمد بن فضل و سلیم بن مسلم قال احدثنا ابو حنیفہ بہ عن جابر  
 قراء رجل خلف رسول صلعم فنفاها رسول صلعم عن ذلك  
 ۷۵۔ روى مكي بن ابراهيم عن ابي حنيفة به عن جابر قال قال  
 النبي صلعم من صلواته الظهر والعصر فقال من قرأ منكم  
 سبع اسماء ربك اكل على فسكت القوم حتى سال عن ذلك  
 هرا فقال رجل من القوم انا يا رسول الله فقال هرايتك  
 تنازعني او تخالجنى القرآن۔

۷۶۔ روى يونس بن بكير و على بن مزير الصدائى و مروان بن شجاع

۱۳۹۔ حضرت وائلہ بن الاشعث نے ایک سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

۱۴۰۔ حضرت جابر بن عمر رضی اللہ عنہ نے علی الاختلاف ۶۶ یا ۶۷ یا ۶۸ یا ۶۹ یا ۷۰ چھترین کوئی بین انتقال فرمایا۔

۱۴۱۔ عبد جز اور ک النبی صلعم نے ایک سو بیس برس میں انتقال فرمایا۔  
۲۳۳۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ بعض نے انکو تابعی بھی کہا ہے اللہ ایک سو چھتر  
میں انتقال فرمایا۔

۲۳۵۔ النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جو بوقت رحلت رسول صلعم آٹھ برس کا تھا  
چونتھم میں مروان کے حکم سے مقتول ہوا۔

۲۴۵۔ حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ کے ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔  
۲۴۶۔ حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں نو برس کا تھا  
۳۰۰۔ تراسی میں انتقال فرمایا۔

۳۰۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے ۸۶ یا ۸۷ ستاسی میں کوئی  
میں انتقال فرمایا۔

۳۱۰۔ عبداللہ بن السمر الصحابی رضی اللہ عنہ میں انتقال فرمایا۔  
ایقاظ ششم۔ ان کل بزرگون میں نظر کر کے۔ ہمارے تذکرۃ المذاہب کے  
۲۷۸ صفحہ سے ۲۸۴ تک دیکھو۔ جس میں اکثر ان بزرگون کا نام آیا۔ پھر ۳۲۱  
صفحہ کو بھی ملاحظہ کرو۔ پھر ۵۸۰ میں نظر کر کے کمالیت پیدا کر لو۔ تاکہ ہمیشہ  
مناظرہ میں دندان شکن جواب دیکر غالب رہو۔  
دفعہ دخل۔ اگر کوئی کہے کہ امام صاحب کے زمانہ تک صحابی کے رہنے سے

ولم عليها سويقا وتمرا وقال ان سبعت لك سبعت لصواحبك  
 ۱۲۱۔ ابوحنيفه عن الهيثم عن النضر قال خرج النبي صلعم  
 لليلتين خلتا من شهر رمضان الحـ

۶۶۔ ابوحنيفه عن عكرمه عن ابن عباس قال قال رسول  
 صلعم امرت ان اسجد على سبعة اعظم ولا آكف شعرا ولا  
 ثوبا۔

۱۰۷۔ ابوحنيفه سمع عاليه عجره تقول قال رسول صلعم  
 اكثر حبب الله تعالى في الارض الجراد لا آكله ولا احرمه  
 ۱۲۲۔ ابوحنيفه عن ابى الهذيل غالب بن الهذيل ان لساء  
 كن مع جنازة فاراد عمر ان يطرد دهن فقال رسول الله صلعم  
 دعهن فان العهد قريب۔

وقع دخل اگر کوئی کہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ کی موت تو قبل اسی کے  
 ہوئی اور امام صاحب کی پیدائش اسی میں ہوئی۔ پھر کیونکر روایت کرنا  
 اسکا اسے ثابت ہو سکتا ہے۔ جواب اسکا کئی طرح پر ہے۔

اولاً۔ امام صاحب کی پیدائش کو اسی ہی میں ہونا فرض کر کے اسکو کالوجی  
 من السماء سمجھ لینا۔ کون سی وحی من السماء سے ثابت ہے۔ اجمی صاحب  
 اس تاریخ کو تو بہ مضمون سے

ولیکن قلم در کف دشمن است۔ کے  
 چند معاندوں نے امام صاحب کی تابعیت کو باطل کرنے کے واسطے ایسے

اصحابوں کی طرف منسوب کر کے شہرت دیا۔ اور غیر معاندوں نے بھی نقل کیا۔

عن ابی حنیفہ عن جابر قال صلی رسول صلعم باصحابہ الظهر  
 او العصر فلما انصرف قال من قرء خلفی سبح اسم ربک  
 الا علی فام یتکلم احد فرد ذلك ثلاثا فقال رجل انا  
 یا رسول فقال قدر أیتک لتخالجنی او تنازعنی القرآن من صلی  
 منکم خلف امام فقرأتہ له قراءۃ ف سبحان اللہ یم حوب  
 ان تین حدیثوں سے قراءت خلف الامام کی منہی عنہ ہونا بخوبی ثابت  
 ہو گئی تب ہی امام الاممہ امام ابو حنیفہ رحم نے قراءت خلف الامام کو نادرست  
 فرمایا۔ آپ ہم سب کو اس روایت کے غیر کی طرف ہرگز التفات نہ کرنا چاہیے  
 کہ وہ اسکے مقابلہ میں قابل اعتماد کہ نہیں ہو سکتی۔ کہ اس میں باعث نوسطت  
 بعید کے رطب و یابس کی گنجائش ہی۔ خذہا۔

۱۲۳۔ ابو حنیفہ عن علی بن الاقمر ان النبی صلعم کان یطل  
 صائغاً و بیت طاً و یا شمر ینصرف الخ۔

۱۲۴۔ ابو حنیفہ عن علی الاقمر عن ابن عمر ان رسول صلعم  
 قال ان بلا لا یوزن بلیل فکلوا و اشربوا حتی یتادی ابن مکتوم  
 ف اس حدیث سے سحر گاہی کا اخیرات کو کھانا صاحب مذہب امام صاحب کے  
 ثابت ہوا۔

۱۲۵۔ ابو حنیفہ عن ابراہیم ان النبی صلعم حج و اعتمر الخ  
 عمر فقرن احدی عمرہ الا ربع حجہ۔

۱۲۶۔ ابو حنیفہ عن الہیثم ان النبی صلعم لما تزوج ام سلمہ

کیونکہ اس قصے میں یہ چار باتیں ایک کٹھن دوسرا شعر تیسرا اسی چوتھا  
 روایت کرنا۔ انہیں سے فقط اسی ایک طرف۔ اور باقی تین ایک طرف  
 فانظر والمن الغلبة یا ایھا الاخوان فانظروا۔ هذا حق الحقائق۔  
 استنبطت بتائید خالق الخلائق۔ خذک یا ایھا السائق۔ فانه  
 ادق الدقائق۔

تثبیہ۔ اب ان تحریرات مذکورہ اور تقریرات مذکورہ سے امام صاحب  
 کی تابعیت کا شمس نے نصف النہار کیسی ثابت ہوگئی۔ نہ ابرو بادل  
 کیسی مزاحمت بھی باقی رہی۔ کیونکہ امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف کٹھن  
 یا ستر یا اسی۔ ہجری میں ہوئی کما قر ذکرہ۔ اگر کٹھن کا اعتبار کیا جاوے۔  
 تو ہر چار طبقے کے صحابیوں کی ملاقات سوائے اسکے اور لاکھون ان صحابیوں  
 کی ملاقات (جنکی شمار مورخین کو معلوم نہیں) نصیب ہوئی۔ اور اگر ستر  
 کا اعتبار کیا جاوے۔ تو باقی تین طبقے کے صحابیوں کی ملاقات اور سوائے اسکے  
 اور ڈوہزاروں ان صحابیوں (جنکی گنتی مورخین کی کتابوں میں آئی نہیں)  
 نصیب ہوئی۔ اور اگر اسی کا بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی باقی دو طبقے کے صحابیوں کی ملاقات ماہر  
 اسکے اور ڈوہزاروں ان صحابیوں کی ملاقات (جنکی تعداد مورخین کو معلوم نہیں) بخوبی نصیب ہوئی۔  
 یہاں تک امام صاحب نے بہتری روایتیں بھی صحابیوں کیں۔ چنانچہ بطور نمونہ کے چند روایتیں مذکور  
 ہیں۔ پھر امام صاحب کی تابعیت میں کوئی بات باقی رہی۔ سوائے اسکے بڑے بڑے شاعرانہ بھی امام صاحب کی  
 روایت کرنے کو اپنے شعر میں بندج کیا۔ چنانچہ بعض انہیں ایک یہ شعر کے لفظ النعمان فرما دیا۔  
 من الاخیار من عزال الصحابة۔ کذا فی شرح کلمتہ صحیحہ تابعیت کی تعریف تو وہ ہے جس کی صحابی کی ملاقات

خیر بالفرض اگر یہ تاریخ صحیح بھی ہو تو بھی امام صاحب کی ان روایتوں کو  
 اس جابر کی طرف جو قبل پیدائش امام صاحب کے انتقال فرمایا منسوب کرنا  
 اور اس سے تکذیب روایتوں کو ثابت کرنا علماء غیر متحرمین بلکہ نادانوں کا  
 کام ہے کیونکہ موزعین نے فقط ایک جابر کی تاریخ لکھی حالیکہ جابر فقط  
 ایک صحابی کا نام نہیں ہزاروں صحابہ کا نام ہے۔ چنانچہ فقیر نے جو پہلے طبقے  
 میں بارہ صحابیوں کا نام ذکر کیا۔ اس میں بھی اسماء بن حارثہ دو صحابی کا نام  
 مشترک آگیا۔ جب بارہ صحابی میں دو صحابی کا نام مشترک ہو سکتا تو بارہ سو  
 صحابی میں کتنے صحابہ کا نام مشترک ہو سکتا ہے۔ جو اب اس راجعہ متناسبہ سے

$$۱۲ : ۲ :: ۱۲۰۰ : م = ۲۲ = ۱۲۰۰ \div ۱۲ = \frac{۱۲۰۰ \times ۲}{۱۲} = ۲۰۰$$

صحابہ کا نام مشترک ہو سکتا ہے۔ پھر لاکھوں کڑوں صحابیوں میں جابر کے نام  
 کا مشترک نہ سمجھنا۔ محض بے وقوفوں کا کام نہیں تو کیا۔ بلکہ اس آیت کا منکر  
 ہونا۔ قولہ تعالیٰ وکملنا قلوبہم من قبلہم من قرن ہل تحسنہم  
 من احد اولئسم لعمد کزنا۔

ثانیاً۔ جب بہت ہی کتابوں سے روایت کرنا امام صاحب کا ثابت ہو چکا  
 پھر چند منکرین کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے بلکہ قاعدہ المثبت مقدم علی  
 الثانی کا دخل اس میں آجاتا ہے۔

ثالثاً۔ جب امام صاحب کی پیدائش علی الاختلاف اکسٹھ۔ ستر۔ اسی۔

میں ہونا اور روایت کرنا اسکا حضرت جابر سے مسلم و ثابت ہے۔ تو بخوبی  
 اس جابر سے جو قبل اسی کے انتقال فرمایا ملاقات اور روایت کرنا بھی ثابت ہے۔



انہ لقی جماعة من الصحابة وروى عنهم ولم يثبت ذلك  
عند اهل النقل انتهى كلامه۔ سوائے اسکے ابن خلکان اور امام  
نواوی اور امام یافعی و علی القاری حنفی اور محمد اکرام حنفی کا بھی یہ قول  
ہم جیسا معیار میں ہے۔ تم اسکا کیا جواب دیتے ہو۔

جواب ہر چند کہ بعد اثبات دلائل تابعیت اور ایراد سند اسکے کے  
مجھے حاجت نہ دکنے ان اقوال متعصبین کی تو نہ تھی۔ لیکن چونکہ نا فہم  
اسکی دلیل لائے۔ ایسا اسکی قلعی کھولنے کی ضرورت پڑی۔ بفضلہ تعالیٰ  
اس عبارت کا جواب اسی عبارت سے کئی طرح پر نکالنا ہوں۔ اور اسے  
پیش نظر ناظرین کے کرتا ہوں۔ جس سے وہ مارے خوشی کے باغ باغ ہو جائیں  
اور میرے لیے دعائے خیر بناویں۔

اولاً۔ یہ عبارت تو میرے ہی دعویٰ کی دلیل ہے نہ میان صاحب کی۔ بلکہ  
میان صاحب کا اس عبارت سے امام صاحب کی عدم تابعیت کا استدلال  
کرنا۔ گویا اپنی خوش فہمی کا اقرار کرنا ہے۔ نے نے بلکہ معرکہ مناظرہ میں بے علمی کا  
علم اٹھانا۔ کیونکہ اسی عبارت میں اصحابہ یقولون انہ لقی جماعة من  
الصحابة وروى عنهم کی جو عبارت ہے وہ عبارت بڑے زور سے  
اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ امام صاحب کے جم غفیر اصحابوں نے امام صاحب  
کی لقی اور روایت کی شہادت دی۔ جب ایسے جم غفیر کی شہادت سے  
ہمکی تابعیت ثابت ہو چکی۔ پھر کیا سیکڑوں برس کے بعد ابن طاہر یا اور  
کسی کے انکار سے وہ شہادت شرعی باطل ہو جائیگی۔ کاحول ولا قوت۔

حاصل ہوئی۔ اسکی تابعیت ثابت ہوئی۔ جب امام صاحب کو اتنے صحابہ  
 سے ملاقات حاصل ہوئی۔ پھر کیونکر تابعیت انکی ثابت نہ ہوئی۔ باوجود اسکے  
 انکی تابعیت کا منکر ہونا۔ بعض متعصبین کے قول سے اسکا انکار کرنا۔  
 گویا مکمل سیر اور تواریخ کی کتابوں کو یعنی ابو عبد اللہ البخاری۔ خلیفہ بن  
 خیاط۔ محمد بن سعد۔ یعقوب بن سفیان۔ ابو بکر بن ابی حنیفہ۔ ابو القاسم  
 البغوی۔ ابو بکر بن ابی داؤد۔ عیدان۔ مطین۔ ابو علی بن اسکن۔ ابو  
 حفص بن شاہین۔ ابو المنصور الباورعی۔ ابو عبد اللہ بن مندہ۔ ابو نعیم  
 ابو عمرو بن عبد البر۔ ابو بکر بن فحون۔ ابو موسیٰ المدنی۔ عزالدین بن اللات  
 ابو عبد اللہ الذہبی۔ وغیر ہم۔ کی تحریر اور تقریر اور کتابوں کو خاک میں  
 ملانا۔ بلکہ جلا کر اکھ کرنا۔ اعتراض اگرچہ تمہنے بہت سے دلائل  
 قویہ۔ اور براہین جلیبہ سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا۔ لیکن اکثر علمائے محققین  
 و فضلاء و فقیہین نے امام صاحب کی تابعیت کو انکار بھی کیا۔ حتیٰ کہ  
 تمہارے حقیقین میں سے بھی شیخ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار نے انکار  
 کیا۔ چنانچہ انکے تذکرہ موضوعات کی اس عبارت کو مولوی ندیر حسین  
 میان صاحب نے اپنی معیار میں امام صاحب کی عدم تابعیت کی دلیل  
 گردانا ہے۔ وکان فی ایام ابی حنیفۃ الیومۃ من الصحابة السن  
 بن مالک بالبصرۃ و عبد اللہ بن ابی اوفیٰ بالکوفۃ و سهل  
 بن سعد الساعدی بالمدینۃ و ابو طفیل عامر بن واثلہ  
 بکہ ولہ یلقی احد منهم وکذا اخذ عنہ واصحابہ یقولون

یہ کے مقابلہ میں بیکار ہے۔ صورت ثانی اور صورت ثالث کی شہادت تو شرع میں بے اعتبار ہے۔ الغرض جس چیز کا وجود بینہ سے ثابت ہو گیا۔ پھر کسی کے انکار سے اسکا بطلان لازم نہیں آوے گا۔ چنانچہ اسکی دلیل تذکرۃ الزہاب کے ۵۶۵ صفحہ میں حضرت علی رض کے قول سے ثابت ہوئی۔ جب امام صاحب کی تابعیت جو بیئتہ قویہ یعنی انکے اصحابوں کے قول سے ثابت ہو چکی تھی کہ معاندین بھی بقولہم اصحابہ یقولون کے اسبات کو اقرار کرتے ہیں۔ تب بعض منکرین کے انکار سے کیونکر باطل ہوگی۔ فنعلم ما قال اللہ تعالیٰ۔ لیسطک من ہذاک عن بینۃ یحیی من حننہ عن بئینۃ۔ ثالثاً۔ اگر یہ شہادت جم غفیر اصحاب امام صاحب کی جو انکی روایت اور قیام پر دی گئی جس سے تابعیت ثابت ہوتی ہے۔ مقبول شرع نہ ہوگی۔ تو شہادت منفردی رواۃ صحاح کی جو چند متوسطین پر دار و مدار ہے کیونکر مقبول شرعی ہوگی۔ ہرگز نہ ہوگی ہرگز نہ ہوگی۔ جب یہ شہادت رواۃ کی مقبول شرعی نہ ہوگی تو کُل حجت آیکی یا یہ اعتبار سے گزر گئی۔ پھر آپکے عملوں کا پتہ کہاں۔ اور انکے ثرون کا ٹھکانا کہاں۔ تب تو دعویٰ کے گتھے کیسی سی نقل ہوئی۔ یہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔

رابعاً۔ باوجود ثبوت بلکہ اب غیر مقلدون کی شان میں یہ کہاوت صادق آئی گھر میں رہے نہ تیر تھو گئے۔ مؤید مندرجہ فیہ۔ اصدق قولہ تعالیٰ فی کُل وادِ یہیون واصحابہ یقولون الخ کے پھر لم یشیت لکھنا۔ اور اس پر عقائد کرنا۔ سرسرا امام صاحب کے اصحابوں کو جھوٹا سمجھنا۔ بلکہ حق کو ناحق اور ناحق

۵ برین عقل و دانش بباہر گریست۔ اہی صاحب امام صاحب کے اصحابوں کی مجلس میں ایسے ایسے مورخین متاخرین کی گزرو گنجائش کہاں جو اس شمع خلوت کا پردانہ بھی ہو سکے۔ پھر ایسے لوگوں کے انکار پر اعتماد کون کرے۔ ۵

باشمع خلوت ما پروانہ در نہ گنجید در زبم آستنائان بیگانہ در نہ گنجید

کاشکے میان صاحب صرف و نحو سے بھی کچھ مواضع رکھتے۔ تو ضرور لفظ اصحابہ یقولون سے جو اس عبارت میں موجود ہے معنی جمعیت کے دریا کر کے شہادت شرعی کو معلوم کر لے سکتے۔ تب تو لم یلق احداً انہم ولا اخذ عنہ۔ اور لم یثبت ذلک عند اهل النقل کو جو محض خیر احاب و بعض متعصبین متاخرین کی ہے۔ مقابلے میں شہادت جم غفیر ان اصحابوں کی جو ہم عصر امام صاحب کے تھے پیش نہیں کرتے۔ اس سے میان صاحب کی حیثیت و لیاقت کی وسعت جس قدر ہی کھل گئی۔ اور امام صاحب سے انکی روایت کس قدر ہی معلوم ہو گئی۔ ثانیاً جب ابن طاہر کو یہ بات ثابت ہو چکی کہ امام صاحب کے وقت میں چار صحابہ موجود تھے اور امام صاحب نے انکی لقا اور روایت کی شہادت بھی دی۔ پھر کونسی وحی اسکے نسخ پر نازل ہوئی۔ جسکے تکیہ پر یہ انکار کرتے ہیں بھلا انکا یہ انکار کب قابل سماعت ہوگا۔ کیونکہ یہ قول تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو انکار ہی انکار ہے۔ یا شہادت علی الغیب ہے۔ یا شہادت علی النفس ہی۔ صورت اول میں تو بضمون البینۃ علی المدعی والیہین علی من انکر۔ علف درکار ہے۔ نہیں تو مجربوں لانا یا کھننا انکا محض بیچارہ ہے۔ بلکہ حلف منکر بھی

یحتمل الصدق والکذب کے۔ اور مضمون سے اذا جاء الاحتمال  
 بطل الاستدلال کے علمائے محققین اور فضلاے مدقین پر مخفی  
 نہیں۔ سوائے اسکے منجر اول نے اس قول کو دیانت و امانت کی جہت سے  
 کہا۔ یا تعصب و عداوت سے۔ اگر ثانی ہجر تو پایہ اعتبار سے خارج ہجر  
 جیسا ابن خلطان و امام توادمی وغیرہما کا قول جسکو آپ کے میان صاحب  
 دلیل لائے۔ اگر اول ہجر تو بھی قابل وثوق کلمی کے نہیں۔ کیونکہ وہ منجر  
 اول اگر امام صاحب کا ہم عصر بھی ہوتا تو بھی امام صاحب کے ساتھ رات  
 دن ہر آن و زمان مثل ہمزات و سایہ انکے کے رہنے سے رہا۔ پھر اسکے  
 عدم لقی و عدم روایت کی شہادت کیونکہ مقبول شرعی ہو سکے۔ اور کون  
 احمق اسکو اعتبار کرے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسکے غیبت میں کسی صحابی کی  
 ملاقات ہوئی ہو۔ یا اسکے روبرو میں بھی ملاقات ہوئی ہو۔ لیکن وہ اس  
 صحابی کی صحابیت سے مطلع نہ ہو جیسا چند آدمی ملکر کسی نمائندگاہ یا بازار  
 میں سیر کو جاتے ہیں اس میں بعض کو بعض کے ساتھ ایسی ملاقات ہو جاتی ہے۔  
 دوسرے کو خبر تک بھی نہیں ہوتی ہے۔ اگر ہو بھی پر اسکے عدم معرفت اور  
 عدم شناخت کی وجہ سے اس بعض کی لقی کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح  
 سے منجر اول نے بھی عدم لقی کی خبر ظاہر کی ہو۔ اور اہل نقل اسکو نقل  
 کرتے رہیں۔ ہوں۔ کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ جب ہمکو روایت کرنے کی  
 شہادت ملی۔ تب منکرین کے قول کو رد کرنے کی ضرورت پڑی۔ اگر کہو  
 جانب آخر کے ناقولون میں بھی یہ احتمالات موجود ہیں۔ تب اذا تعارضوا

اور ناحق کو حق یقین کرنا۔ العیا و باث۔ سوائے اسکے یہ قول لم یثبت بخبر ہی محکم  
ہی اس پر نازان ہونا محققوں کا کام ہی کیونکہ اس لم یثبت کا بطلان اسی عبارت سے  
بہت ہی عیان ہی حاجت بیان نہیں کیونکہ جملہ اصحابہ یقولون الخ صاف اس  
بات پر گواہی دے رہی ہے کہ اکثر اہل نقل نے امام صاحب کی نقلی اور روایت  
کو ثابت کیا۔ ایسی یہ جملہ اصحابہ یقولون الخ کی کتابوں میں شائع و ذائع ہوئی  
پھر اہل نقل کے دوسرے فریق نے اسکا انکار بھی کیا۔ جب ایک فریق نے ثابت  
کیا۔ اور دوسرے فریق نے روکیا۔ تب لم یثبت کا لکھنا حکم نہیں تو کیا۔  
بلکہ تکذیب کی خبر احاد کو کالوجی من السماء سمجھنا۔ اور شہادت شرعی مشتبہ کو  
لاشعور مقصور کرنا۔ **۵** بہین تفاوت رہ از کجاست تا بہ گجا۔ اگر سچ پوچھے  
تہ عدل والضاف و عقل و فہم کی کارگزاری تو یہ ہے کہ جہاں کہیں اہل اثبات  
اور اہل نفی کے درمیان مخالفت واقع ہو تو بمضمون المثبت مشتمل۔  
على النکف اہل اثبات کی تریح ہو۔

خامساً علی ہذا القیاس قولہ و لم یلق احد منهم کا بطلان بھی  
ماسوائے دلائل بالقدم کے فقط عقل سے بھی ایسا ثابت ہے جس میں نقل کی  
گنجائش باقی نہیں رہ سکتی ہے پھر اسمیں اہل نقل کی نقل کا کیا اعتبار۔ کہ  
اہل بصارت کرے اسکو اختیار وہ بطلان عقلی یہ ہے کہ کوئی اہل نقل ان میں سے  
میں سے امام صاحب کے معصرتھے ہی نہیں بلکہ سوائے اسکے نہیں ہے کسی  
مخبر کی خبر کو نقل در نقل کئے گئے۔ اور اس مخبر اول کی خبر کس قدر قابل تصدیق  
ہے مضمون سے حدیث لیس الخبر کالمعانیۃ کے۔ اور قول سے الخبر

تنبیہ جب میں ابن طاہر کی عبارت کو تخطیہ کامل کر چکا۔ تب اُس سے ابن خلکان اور امام نوای وغیرہا کی عبارت کا تخطیہ بھی باجمال حاصل ہوا۔ کہ عبارت کُل کی ایک ہی ہے۔ اب باقی رہ گئی یہ بات کہ ابن طاہر نے باوجود حنفیت کے کیوں ایسا لکھا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ ناقل ہے اور نقل کفر کفر نباشد سے انہر چندان الزام نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انکی نظر اور انکی ہم مثل کی نظر فقط معاندین منکرین کی کتابوں پر پڑی ہوگی۔ ایسے ایسی خطا اِن سے سرزد ہوئی۔ ۵

خطا کردن بقول دشمنان گوش کہ عمدہ دوستان کردی فراموش کیونکہ ابن طاہر کی یہ عبارت بعینہ ابن خلکان شافعی جسے ۳۸۰ میں انتقال فرمایا انکی وقیات الاعیان ہیں۔ اور امام نوای شافعی جسے ۳۷۰ میں انتقال فرمایا انکی تہذیب الاسماء میں۔ اور امام باغی شافعی جسے ۳۸۰ میں انتقال فرمایا انکی مرآت الجنان میں ملی۔ جسکو آپکے میان صاحب نے جدی جدی دلیل جاکر اپنی معیار میں نقل کیا۔ حالانکہ یہ ایک ہی دلیل ہے کہ ہر متاخر نے اپنے تقویت مذہب کے لیے ہم مذہب متقدم سے نقل کی۔ اسی طرح سے ابن طاہر نے بھی جسے ۳۸۰ میں انتقال فرمایا۔ بلا تحقیق و تدارک کے انکی کتابوں سے وہی عبارت کو نقل کیا۔ علی ہذا القیاس اکثر حنفیوں کا یہ ہی حال۔ اور بہتوں کی ایسی ہی قبیل و قال۔ چنانچہ علی القاری حنفی نے جسے ۱۳۰ میں انتقال فرمایا۔ اپنی شرح شرح الجنۃ میں اور محمد اکرام حنفی نے امعان النظر و توضیح شجۃ الفکر میں امام سخاوی

لساقط کے اعتبار سے و و نون فریقوں کا قول ساقط الاعتبار ہے۔  
 جواب میں الحمد للہ کہہ لوں گا کہ جب تمہارے اعتراض سے جانب آخر کے اہل  
 نقل کی نقل کا ثبوت پایا گیا۔ تب تمہاری دلیل و لم یثبت عند اہل  
 النقل۔ وغیر ذلک سب تکذیب اور اس قول کے بطلان میں جو ہماری استدلال  
 ہے اسکی تصدیق بخوبی ثابت ہو گئی۔ جب قول منکرین و لم یلق ولم  
 یثبت۔ باطل ٹھہرا۔ تب وہ معارض شئی موجود بالبتینہ کا نہوسکا۔ ہاں قاعدہ  
 لغرض اس محل میں جاری ہوتا ہے جن کہین و و نون طرف دلیل مساوی  
 موجود ہوئے۔ یہاں منکرین کو سوائے انکار بلا حلف کے بتینہ کہاں جو تعارض  
 کا قاعدہ پیش آوے۔ اگر مجرد انکار بتینہ کا معارض ٹھہرے۔ تو کل بتینہ  
 مدعی کا دارالعدالت میں ساقط الاعتبار ٹھہرے۔ تب تو ہر منکر فقط انکار  
 مقدمہ حبت لیوے۔ یہ خلاف عقل و نقل کے بات ہے۔ ہاں نا و انون کے

خیالات ہیں۔

خیالات ناوان خلوت نشین ہم برکند عاقبت کفر و دین  
 ساوسا علیٰ ہذا القیاس قولہ وکان فی ایام اربعین حنیفة اربعة  
 من الصحابة کا بطلان یعنی امام صاحب کے وقت میں فقط چار صحابہ  
 تھے اسکے حصر کا بطلان بھی ظاہر و باہر ہے کیونکہ سوائے ان چار کے  
 اور اور سیکڑوں ہزاروں لاکھوں صحابہ امام صاحب کے زمانہ تک ذی حیا  
 موجود تھے چنانچہ انہیں سے بعض کا ذکر ہم نے ابھی پہلے اور چوتھے جگہ  
 کر دیا ہے۔ پھر اسکے حصر کا ادعا ہوا کی طرح اڑ گیا۔



معاذین کی سرکوبی کے لیے خدا کے فضل و کرم سے اسکا جواب بھی اسی عبارت سے  
 نکالتا ہوں۔ اور دوستوں کے لیے تحفہ بھیجتا ہوں۔ حضرت آپ کے میان صاحب نے  
 محال کیا ثابت کیا۔ بلکہ اپنی ہی کوتاہی عقل اور نا فہمی نقل کو ثابت کیا۔  
 کائنات کے میان صاحب محال کے معنی سے واقفیت رکھتے۔ اور تواریخوں کی  
 عباریوں کو سمجھتے۔ (کہ محض خیر احاد احتمالی و باہم متضاد ہے) تو ایسی سخت  
 عقل کی بات نہ فرماتے۔ نہ لفظ محال کا ایسے محل میں اطلاق کرتے۔ اجماعاً  
 محال تو اس وقت میں ثابت ہوتا۔ جس وقت حضرت جابر رضی کی موت ایسی کوئی  
 تاریخ متعین میں جو قبل تاریخ پیدائش امام صاحب کے ہے۔ بالیقین ثابت  
 ہوتی۔ یہاں تو جانبین کی موت و حیات میں اختلاف ہی اختلاف ہے۔ اور اختلاف  
 میں احتمالات ہوا و برہمنوں اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال احتمالات  
 میں امر متیقن کہاں۔ جو محال ثابت ہوے۔ بلکہ نقلی اور روایت بہت ہی  
 وغیر محال ہے۔ فقط تعصب ناہی سے اس طرح کی قیل و قال ہے۔ کیونکہ جب  
 علی الاختلاف امام صاحب کی پیدائش اکٹھ یا نستر یا اشی میں ہوئی۔ اور  
 دلیل تمہارے میان صاحب کی بھی حضرت جابر رضی کی موت علی الاختلاف  
 اکٹھ یا نستر یا اٹھتر یا پچھڑ او پر نستر یا اناشی میں ہوئی۔ تب تو نقلی بخوبی  
 ثابت ہو گئی پھر محال کیونکر ثابت ہوا۔ اگر کوئی امام صاحب کے اکٹھ اور نستر میں  
 پیدا ہونے کو انکار کرے۔ تو خصم کو بھی گنجائش ہے کہ مورخین کی ان نقل ریخوں  
 کو (جو خود ہی آپس میں متخالف و متضاد ہیں) لاشعراً سمجھکر انکار کرے۔ اور  
 انکی غیر تاریخ کو صحیح جانے۔ فی الواقعہ یہ ہی صحیح ہے کہ یہ تواریخین خود ہی

شافعی المذہب سے جو ۲۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔ اس عبارت کو بلا تدارک نقل کیا  
 جسکو میان صاحب نے دلیل گردانا جب اس نقل کی اصل کی بنا، تعصب  
 مذہبی سے ہوئی۔ تب اس سے حنفیوں کو الزام دینا محض بوج و پھر بات ہے۔  
 چونکہ اس تعصب کی بات کو ایک مرتبہ میں نے فصل سوم کی پانچویں گزارش میں لکھا  
 واسیلے وہاں پر مراجعت کرنے کی برأت دیا۔ سالیجا امام یافعی شافعی نے تو اعتماد  
 کئی اور اعتقاد جلی سے امام صاحب کی تابعیت کی شہادت میں یہ عبارت برابری النساء  
 (تا) وكان قد ادرت ربعة من الصحابة الخ لکھی حتی کہ جن قول سے عدم تبعیت  
 ثابت ہوئی ہے اسکو غیروں کی طرف نسبت کر کے قال بعض اصحاب التاريخ ولم ير احدا من  
 ولا اخذ عنه کہا۔ تاکہ لوگ اسکی سند نہ پکڑیں بلکہ اسکو ضعیف سمجھیں۔ محمد اسلمے قول کو عدم  
 تابعیت میں سند گردانا۔ نافی عبارت کا اثر گردانا ہے صحیح ہے مطلب نہیں ہے چنانچہ نقل فرمائی ہے  
 سے مودکو تو انکہ سلیمان شود۔ اعترض اجی صاحب حنفیوں نے جن میں صحابیوں سے  
 امام صاحب کی نقلی روایت ثابت ہے کہا۔ میان صاحب نے اپنے معیار میں تبعیخون سے  
 اسکا محال ثابت کیا۔ حتی کہ شامی نے اس قول کو واعترض بانذہ مات  
 قبل وہاد الا امام لسنة انتہی اور ابن شامی کے اس قول کو ہذا  
 وهم صرح فان جابر بن عبد الله با اتفاق الروایات مات في  
 بضع ولسبعين الخ۔ اور امام نوادی کے اس قول کو تو نے جابر بن عبد  
 بالمدینة سنة ثلاث وسبعين وقيل ثمان وسبعين وقيل  
 ثمان وستين الخ۔ اپنے دعویٰ کی دلیل گردانا ہے۔ پھر اسکا جواب تم کیا ہے جو  
 جواب ہرچہ بعد ثبوت تابعیت کے اسکا جواب دینا عبث سمجھتا ہوں۔ لیکن

وقالیقون وغوا مضون کر سمجھنے کے لیے مدت مدید و علم فرید چاہیے۔  
 سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی از قباب محل گرد و در پختان یا عقیق اندرین۔  
 سوائے اسکے جابر بن عبد اللہ فر کے ہم نام سیکڑون صحابہ ایسے تھے  
 (کہ مورخون کو انکے حالات سے اصلاً اطلاع نہیں) شاید امام صاحب نے  
 ان میں سے کسی سے روایت کیا ہو۔ ایسے خوارزمی و عقود و اجواہر وغیرہما  
 میں امام صاحب کا روایت کرنا صحابی سے ثابت ہے اور نا ظاہر نہیں کہ سہشتین  
 کا قول منکرین کے قول سے معتبر تر ہے۔ کہ اسمین المثبت مقدمہ علی  
 النافی شاہد ہے۔ کما مر ذکرہ۔

**اعراض خوارزمی جو امام صاحب کی مسانید مشہور ہے وہ تو ابو صنیفہ کی بذات  
 خود جمع کی ہوئی نہیں بلکہ خوارزمی نے امام کے ان مسانید کو جو کسی شخصوں نے  
 علیحدہ علیحدہ جمع کر رکھا تھا ۶۷۲ھ میں جمع کیا اسکا کیا اعتبار ہے۔**

**جواب** اجی صاحب اگر اسکا اعتبار نہ تو صحاح کا بھی اعتبار نہوگا۔ کیونکہ  
 صحاح کی حدیثیں جو قال النبی صلعم مشہور ہیں وہ تو رسول خدا صلعم کی بذات  
 خود یا صحابی کی بذات خود جمع کی ہوئی نہیں۔ بلکہ صاحبان صحاح نے بعد دو  
 ڈھائی سو برس کے جمع کیا۔ پھر اسکا کیا اعتبار ہے العیاذ باللہ۔ علی ہذا القیاس  
 اگر خوارزمی کا ۶۷۲ھ میں تالیف ہونے کے سبب سے معتبر نہو تا ثابت ہو۔ تو  
 ابن خلکان نوادمی و یافعی وغیر ذلک کی تاریخ جو صدی ۶۷۲ھ کے آگے پیچھے  
 تالیف ہوئیں بطریق اولیٰ معتبر نہو تا ثابت ہو۔ پھر اٹلی دلیل لانا کیا کیا حکمت  
 جابر نے اپنی موت کی تاریخ کو بذات خود لکھا تھا۔ برین عقل و درہم جاہد

اپنی غلطی کو پکار رہی ہیں کہ جب حیات و موت کی تکرار عقلاً و نقلاً و شرعاً و عرفاً متصور نہیں۔ یہ شخص واحد کی موت و حیات مختلف تاریخوں میں کیوں کر متحقق ہو سکتی ہیں۔ ناظا ہر نہیں کہ اس طرح کے موضوع اختلاف میں احد الاقوال کے صدق سے دوسرے اقوال کا کذب علی سبیل البدلیت لازم آتا ہے اور کُل تاریخوں کا صادق ہونا محال ہے کہ موت و حیات دو تین بار نہیں ہوتی ہیں۔ انا کُل کا کذب ہونا محال نہیں بلکہ ممکن ہے کہ انکا غیر کوئی تاریخ صحیح ہو اور وہ تاریخ امام صاحب کی تابعیت کی خبر دیتی ہو۔ اگرچہ اس قسم کی خبر کو امام صاحب کی تابعیت کو اڑانے کے واسطے ابن شاہین وغیرہ نے ہذا و ہمد صریح اور وہم من قال سنة سمانین وغیر ذلک کہہ کر مشہور کر کے ہیں

بے ہنران صدحیل آرندیش تازو دو کار ہنر مند پیش

لیکن اس سے ہوتا کیا۔ اور بگرتا کیا۔ جب ان مورخین کا جنازے میں حضرت جابر بن عبد اللہ شریک ہونا محال ثابت ہے پھر انکے قول سے ان متقدمین کے قول کو (جب سے امام صاحب کی تابعیت ثابت ہے) وہم سمجھ لینا۔ اور انکے قول کو وہم نہ سمجھنا یہ خود بڑا وہم ہے۔ بلکہ کل متاخرین کا متقدمین کے قول کو وہم صحیح کہنا بھی وہم ہے۔ اور اس طرح کی وہی بات سے محال ثابت کرنا وہمیوں کا کام ہے۔ اور کیوں جلتے ہو خود شہارے ابن شاہین نے بھی وہم سے اتفاق روایا کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ شہارے ہی تینوں مورخوں کے کلام سے بھی اختلاف روایا کا ظاہر ہے۔ پھر اتفاق روایات کا دعویٰ کرنا وہم نہیں تو کیا۔ قولہ لغالی اتأمرن الناس بالبر وتسون الفسک خذ هذا کیونکہ ان

بھی امتحان کر لو۔

اعتراض اجماعی صاحب کیا نثر آتے ہو۔ اگر صحیح کہو تو۔ ائمہ اربعہ پر اجہتا کا ختم سمجھنا۔ اور کسی کو رانگی برابر نہ جاننا۔ ران چار کے سوا اور کسی کی تقلید نہ کرنا۔ یہ تمہارے کل حنفیوں کی جہالت و بدگمانی ہی نہیں تو سیکڑوں مجتہد رانگی برابر موجود تھے چنانچہ معیار کی اس عبارت سے ثابت ہو دیکھو۔ ایک ائمہ میں امام عالی مقام ابو ثور ہیں کہ تھے وہ ابتداء میں حنفی المذہب پھر شافعی مذہب کو ترجیح دے کر اختیار کیا۔ بعد اسکے بذات خود تبحر حاصل کر کے مجتہد مستقل بنوع المذہب ہوئے الخ۔ اور ایک ائمہ میں امام المحدثین حامل رایت رسول صلعم محمد بن اسماعیل بخاری ہیں اجہتا و مستقل کا ناظر صحیح اسکے پر حنفی نہیں ہی (تا) کہا ابو مضعف نے کہ محمد بخاری ہماری دانست میں زیادہ ترین علم فقہ و حدیث میں امام احمد بن حنبل سے۔ اور کہا کہ اگر پاتا میں امام مالک کو اور دیکھتا ہوں اسکے اور طرف محمد بخاری کے تو بیشک کہتا کہ دونوں برابر ہیں فقہ اور حدیث میں (تا) قتادہ نے کہا کہ بخاری کو امام احمد بخیر ہے۔ اور اسحق بن راہویہ سمجھ لے۔ الخ۔ ایک ائمہ میں سے داؤد ظاہری ہی کہا امام یا فعی وغیرہ سے کہ داؤد ظاہری مجتہد مستقل ہے۔ اور علم حاصل کیا تھا اسحق بن راہویہ اور امام ابو ثور سے اور امام شافعی کی طرف بہت میلان رکھتے تھے۔ وغیر ذلک۔ (تا)۔ ابطال تہ مذہب اربعہ نظر اول اسی قدر میں حاصل ہو گئی ہی ہوتی کلام مختصر۔

جواب بفضلہ تعالیٰ اسکا جواب بھی اسی عبارت سے کسی طرح پر نکالتا ہوں۔

اجی صاحب اور سنجوب تھے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ خوارزمی نے امام کے ان مسانید کو جو کئی شخصوں نے جمع کر رکھا تھا۔ جمع کیا۔ تب اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ قبل خوارزمی کے امام صاحب کا مسانید مدون تھا تب ہی تو خوارزمی نے جمع کیا پھر اسکو خوارزمی کی طرف منسوب ہونے سے ضعیف ٹھہرانا مختاری کو تاہی عقل یا تعصب مذہبی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جب تم نے اور تمہارے میان صاحب نے خوارزمی کے معاصر بن خلکان و نوادمی و یافعی کے قول سے اپنے زعم میں امام صاحب کی تھی کو محال ثابت کر کے ہکو الزام دیا۔ پھر کیونکر تم لوگوں نے خوارزمی کے قبل جو مسانید مدون تھی اسکو بے اعتبار سمجھا ہے۔ برین عقل و دانش بیاید گریست۔ سبحان اللہ کیا خوب ابو معاذ بن کے کلام سے بھی مسانید مذکور کا معجز ہونا سمجھا گیا ہے۔ عدو شو و سبب خیر گر خدا خواہد۔ سوا سے اسکے امام شعرانی نے اپنی میزان میں کئی حدیث وجد نالافے مسانید اکامام الثلثة فہو صحیح الخ لکھا جسکو میں اپنے تذکرۃ المذہب کے ۴۰۱ + ۲ صفحہ میں دلیل لایا۔

الغرض مسانید امام کا وجود موجود ہونا اور اس میں روایت کرنا امام صاحب کا صحابہ سے ثابت ہے۔ پھر چند منکرین مؤرخین کے انکار سے امام صاحب کا عدم روایت کرنا صحابہ سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ ہذا هو المراد فتدفع منا النساد۔ اجی صاحب تم جس جس کلام و دلیل سے ائمہ اربعہ خصوصاً امام ائمہ امام ابو حنیفہ رحم کی افضلیت کو گھٹاؤ گے یا غیر کے ساتھ انکی مساوات ثابت کر گے بفضلہ تعالیٰ میں اسی دلیل و کلام سے امام صاحب کی کرامت و افضلیت ثابت کروں گا۔ ہاتھ دیکھن کو آ رہی کیا۔ میری تحریرات میں دیکھتے تو ہو۔ جی ہاں ہے اور

**اقول** اگر اس سے امام ابو ثور کا برابر ہونا ساتھ امام اعظم صاحب کے ثابت  
 ہوئے۔ تب تو تم اور تمہارے میاں صاحب بلکہ کل غیر مقلدین مٹھوون کو جو تقلید  
 کو چھوڑ کر ٹین ٹین کر رہے ہیں۔ اور حاطب اللیل کا ساتھ القرونی کتابوں  
 مسائل استخراج کر کے اپنے کو مجتہد مستقل سمجھتے ہیں۔ امام اعظم صاحب کا  
 برابر ہونا لازم آوے۔ کہ تم سب بھی ابتدا میں جنتی تھے پھر بزم خود مجتہد بنے۔  
 بلکہ اگر اسی طرح کی مساوات بعضی سے مساوات کلمہ خفیہ ثابت ہوئے۔ تو محاذ  
 ہر کوئی مثل کفار کے حسب آیت مَا هَذَا إِلَّا لَشْرِكُمْ مِنْكُمْ يَا كُفْرًا  
 تَا كَلُوْنَ مِنْهُ وَشَرِبُوْا مِمَّا لَشْرِكُوْنَ۔ اپنے کو پیغمبر کا مساوی ثابت کر سکتے  
 کیونکہ ناک و کان و ہاتھ و پاؤں و تن و بدن و کھانا پینا وغیر ذلک دونوں  
 میں مساوی موجود ہیں العیاذ باللہ۔ عجب نہیں کہ تمہارے میاں صاحب نے  
 اس عبارت سے اپنے دل میں یہ مضمون بٹھانا ہوگا کہ جب وہ مرینگے لوگ آنکو  
 بھی مثل ابو ثور کے امام صاحب کی برابر سمجھینگے۔ کیونکہ انکے شاگردوں نے  
 بھی انکی شان میں بہت کچھ کاغذات سیاہ کیے۔ حضرت ایسی مساوات کو تو گھر  
 میں رکھ چھوڑو۔ اور کچھ دلیل ہی تو لاؤ۔ اجماعی صاحب ابو ثور وغیرہ کو مجتہد  
 مستقل کہنا کیسا امام فخر الدین رازی وغیرہ کو امام مستقل کہنا اس  
 ائمہ اربعہ کی مساوات ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ بالفرض اگر چند ائمہ مثل ابو ثور  
 وغیرہ کے ہو بھی گئے ہوں۔ لیکن جب انکا مذہب مدون باقی نہ رہا۔  
 بلکہ منقرض ہو گیا۔ پھر ائمہ اربعہ کے مدون مذہب کے ساتھ مساوات کا دعویٰ  
 کرنا قیاس مع الفارق کو دخل دینا۔ اب غور کر کے دیکھیے تو حنفیوں کی جہالت

اور تحت قولہ قولہ لکھ کر دوستان کو اسکی خوبی دکھلا تاہوں۔ قولہ ایک زمین سے امام عالی مقام ابو ثور میں آنحضرت (نا) اختیار کیا۔ اقول اسکے جواب میں احمد مشد کہ یہ مصرعہ پڑھتا ہوں ۵ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہ۔ کہ اس عبارت سے تمہم ہلکا کیا الزام دینے آئے ہو۔ بلکہ تمہم بھی خود اپنا الزام پانے کا اقرار کرتے ہو۔ لیکن بمضمون و علی البصار ہم غشاوکہ اسکو نہیں دیکھنے پاتے ہو۔ کیونکہ تمہارے ميان صاحب نے جب اس بات کا اقرار کر لیا۔ کہ امام ابو ثور حق المذہب تھا۔ تب تو ابو ثور کا مقلد ہونا ثابت ہو چکا مجتہد مستقل مطلق کا دعویٰ باطل ہو گیا۔ پھر تمہنے ابو ثور کو امام صاحب کی برابر کوئی سمجھا۔ کیا تمہنے مقلد اسم فاعل اور مقلد اسم مفعول کو ایک برابر سمجھا۔ اگر ایسا تھا۔ پھر کیوں مردانہ مناظر میں مسخہ دکھلایا۔ شرم سے برقعون میں کیوں مسخہ نہ چھپایا۔ بھلا کچھ صرف و نحو بھی تو پڑھ کر آئے ہوتے۔ جس سے فاعل و مفعول کا تفرقہ حاصل کر سکتے۔ کاشکے تمکو علم ہوتا تو اس تقریر سے یہ بات تجویبی ثابت کر سکتے۔ کہ امام اعظم اور امام شافعی کا مذہب قبل امام ابو ثور کے مدون تھا تب ہی تو ابو ثور نے اسطرح کی تقلید کی تھی۔ سوائے اسکے اس تقریر سے ان لوگوں کے قول کا بھی بطلان (جن لوگوں نے بعد میں چار سو برس کے یعنی بعد از صحاح یہ چار مذاہب قرار پائے کہا) ثابت کر سکتا۔ کہ ابو ثور کا زمانہ قبل صاحبان صحاح کے تھا۔ اسلیے میں نے فصل اول کے دوسرے سوال کے جواب میں قبل تدوین صحاح یہ چار مذاہب قرار پائے لکھا۔ قولہ بعد اسکے بذات خود پیغمبر حاصل کر کے مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے۔



**سوائے اسکے** امام بخاری رحمہ اللہ تو خود اسام  
 شافعی رحمہ اللہ مقلد ہیں۔ کیا آپ اس عبارت کو مع شدتاً حرص البخاری علی  
 معارضة الامام را یحیفة بالاحادیث مهماً مکندہ بدلیل  
 ما اشجن بہ صحیحہ فقط۔ جو اس کتاب کے ۷۷ صفحہ میں۔ برہان شرح  
 مواہب الرحمن نے نقل ہوئی ہے نہیں دیکھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاریؒ  
 شافعی المذہب تھے نہیں تو امام متقل کو اتنی شدت اتباع کی ضرورت کیسی  
**سوائے اسکے** مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب انصاف میں یہ  
 عبارت لکھی۔ ومن ہذا القبیل محمد بن اسمعیل البخاری فانہ  
 معدود فی طبقات الشافعیة ومن ذکرہ فی طبقات الشافعیہ  
 الشیخ تاج الدین السبکی الخ پھر کیونکہ بخاری رحمہ اللہ کو امام متقل بتاتے ہیں۔  
 کیا جو جی میں آتا ہے سو کہا کرتے ہیں بھلا کچھ بھگوانو نہ شرمانا چاہیے۔ انتہی بے ترس  
 اچھی نہیں الحیاء شعبۂ من الایمان۔ کو نہ بھولیے۔ جب یہ بات ثابت  
 ہوئی تب بے دھڑک مقلدین کو کافر و مشرک فرمائے۔ کہ بخاری رحمہ اللہ کو بھی  
 کافر و نالازم آویگا۔ پھر آپ کی شریعت کا حال کیا ہوگا۔ خذہ ۱۔  
**قولہ اور کہا کہ اگر پانچ امام مالک کو (تا) تو بے شک کہتا کہ دونوں برابر ہیں الخ۔**  
**اقول یہ قول بھی مثل قول مذکور کے مبالغہ نہیں تو مہمل ہے کہ قائل کا میں دیکھے امام مالک**  
**کو یہ بات کہنا کیسا جیسا کسی کا کلکتہ کی طرح میں یہ بات کہتا کہ اگر پانچ امامین بہشت کو اور دیکھتا ہوں**  
**اسکے اور طرف کلکتہ کے تو بے شک کہتا کہ دونوں برابر ہیں خوبی میں۔**  
**آسی حضرت اسطرح کے اقوال پر نازان ہو کر ان بزرگوں کو آئمہ اربعہ**

و بدگمانی ہو یا اپنی اور آپ کے ميان صاحب کی۔ حضرت جن لوگوں نے امام ابو ہریرہ کو مجتہد مستقل لکھا۔ اس سے مجتہد مطلق مراد نہیں بلکہ مجتہد متنب مراد ہے۔ اسکی باقی بحث کو بارہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے نظر فرمائے۔

قولہ۔ ایک مہینہ امام المحدثین حامل رایت صلعم محمد بن اسمعیل بخاری ہیں

(نا) امام احمد سے۔ اقول ابو مصعب کا یہ قول کیسا جب کوئی اپنے

معشوق کے چہرہ کو آفتاب ماہتاب سے بہتر کہتا ہے اس سے کوئی عاقل یہ

نہیں سمجھتا ہے کہ اسکے معشوق کا چہرہ آفتاب و ماہتاب سے حقیقت میں

بہتر و بڑھ کر ہے۔ یہ ناولتون کی سمجھ ہے۔ کیا اس طرح کی بولی آپ کے محاورے

میں نہیں ہے۔ حالانکہ بہتر ہے۔ چنانچہ اگر آپ کوئی ذہین و فطین لڑکے کو

دیکھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ لڑکا شیخ ابو علی سینا سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اس

حقیقت میں ابو علی سینا سے بڑھنا ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا تو

مبالغہ کیا ہوتا۔ کہ افضل کو افضل کہنے میں مبالغہ کیا۔ اور اگر مشتبہ اور شبہ

کے درمیان فرق نہ تو تشبیہ سے فائدہ کیا۔ اگر یہ مراد نہ لیجائے تو قتادہ کے

اس قول کو کہ بخاری کو امام احمد سمجھ لے کہا۔ کیا کرو گے۔ کہ یہاں سے تو

افضلیت جاتی رہی مساوات آگئی۔ پھر دونوں میں تطبیق کیسی ہوگی۔ اگر

تم یہ معنی مرادی مراد نہ لو۔ بلکہ معنی حقیقی یعنی افضالیت مراد لو۔ تو ابو

مصعب کو بے ادب سمجھو لغو و بابتد کہ امام احمد نے اسے ستاوا امام بخاری رحمہ اللہ

اور شاگرد کو استاد پر ترجیح دینا گویا رقی کو آقا پر ترجیح دینا ہے۔ اور اس

قول سے التلمیذ رقی الہدی لا یعتق الا بالموت رقی شاگرد کی ناپائیداری ہے

ائمہ اربعہ خصوصاً امام آلئمه سے مساوات حاصل کر سکے۔ فلا یتحقق المساواة  
 بينهما فان بينهما بعد المشرقین کالابل المساواة بينهما کین الاارض  
 والسماء ۶۔ کیونکہ اس آیت سے وما ارسلنا من رسول الا بلسان  
 قومہ لیبین لہم۔ آئمہ کو بھی اہل عرب سے ہونا چاہیے تاکہ عربی بولی کی ہدیت  
 وحقیقت کو اچھی طرح سے بیان کر سکے پھر یہ کیفیت عجم کے آیمون میں کہاں  
 کہ برابر ہی کرے آئمہ عرب کے ساتھ۔ قولہ البطلان حصرتا ب اربعہ الخ اول  
 یہ البطلان تب ہی ثابت ہوتا۔ جب یے ابو ثور و بخاری وغیرہما آئمہ اربعہ کے  
 ساتھ برابر ہو سکتے۔ جب برابر ہونا ثابت نہو سکا۔ تب البطلان حصرتا ب  
 اربعہ کا کیا ثابت ہوگا بلکہ البطلان کے البطلان سے اثبات کا اثبات ثابت ہو گیا  
 اور آپکے بیان صاحب کا ان آئمہ مذکورین کو عمومیت میں حدیث خیر  
 القرون فی قرنی کی داخل کر کے امام صاحب کی مساوات ثابت کرنا محقّقوں  
 کو دھوکا دینا ہے۔ کیونکہ زمانہ خیر القرون فی قبل زمانہ ان آئمہ کے منقرض ہو گیا  
 کما مر ذکرہ۔ اور عمومیت کتاب اللہ میں فرد کا مل مراد ہے چنانچہ اس امر کو  
 میں نے ایک مرتبہ تبصرہ دوم میں تذکرۃ المذہب کے ذکر کیا۔ اور  
 امام آلئمه کے افضل صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انکا کوئی مذہب  
 مدون نہیں جس میں لوگ عمل کر سکے۔ چنانچہ میں نے اس امر کو بھی تذکرۃ المذہب  
 کے تذکرہ ہشتم میں ذکر کیا۔ جب عدم تدوین کی وجہ سے صحابہ کی تقلید  
 درست نہوئی پھر غیر مدون مذہبوں کی تقلید کو کہہ می پسند اعتراض اجمعی  
 صاحب کیا تم بکتے ہو۔ تم کچھ تمہارے حنفی مولا نا عبد العلی سحر العلوم کی طرح

کے برابر ٹھہرانا۔ جہالت آپ کی یا حنفیوں کی دیکھیے۔ اگر سابقین <sup>۴۵</sup> گذارش مذکور کو نظر فرمائیں تو چہرہ زدن پائینگے۔ قولہ ایک انہیں سے داؤد و ظاہری ہی آئے۔ اقول جب امام ابو ثور کا امام صاحب کے ساتھ برابر ہونا ثابت نہوا۔ پھر ان کے شاگرد داؤد و ظاہری امام صاحب کی کیونکر برابری کر کے قائمہ جلیلیہ کا شکے آپ لوگ فہم کامل اور عقل شامل رکھتے۔ جتنی کہ اپنی بولی کے مضمون کو بھی بخوبی سمجھتے۔ تو ضرور اپنی اس بولی اور دلیل سے بھی امام صاحب کی افضلیت بخوبی ثابت کر سکتے۔ کیونکہ جب ابو مضعف و قتادہ و یافعی و ابن خلکان و خطیب بغدادی وغیرہم کی مرع سے امام ابو ثور و امام بخاری و داؤد و ظاہری وغیرہم کی اتنی فضیلت ثابت ہوئی۔ تو امام بخاری کے استاذ امام احمد بن حنبل اور امام احمد کے استاذ امام شافعی اور امام شافعی کے استاذ امام محمد اور امام محمد کے استاذ امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کی مرع سے امام الاکبرہ امام ابو حنیفہ رحمہ کی افضلیت کی قدر ثابت ہو۔ استفت عن نفسک ولا استفت علی غیرک سے دریافت کر لیجئے۔

معاذ کو حکم ٹھہرانا یہ جرات ہماری ہی۔ اور ان آیتوں کو تو اتنا تو سمجھیں اور ان کے معنیوں کو سمجھیں۔ قولہ تعالیٰ رفع بعضکم فوق بعض درجات اور فضلنا بعضکم علی بعض اور فوق کل ذی علم علیہم وغیر ذلک۔ سوائے اسکے امام اعظم رحمہ کی افضلیت کو میں نے نص قطعی خیر القرون قرنی لشم الذین یلوئہم الخ۔ وغیر ذلک سے ثابت کیا۔ کما مر ذکرہ فی الفصل الثالث۔ پھر کیونکر آپ کے آئمہ مذکورین میرے

اس سے میں اپنا مدعا ثابت کر لیتا ہوں۔ اور آپ کو اسی سے الزام دیتا ہوں  
 اور آپ کے ميان صاحب کا بحر العلوم کی شرح کو نہ سمجھنے کی کیفیت دکھاتا ہوں  
**قولہ** مولانا عبدالعلی (تا) شرح تحریر ابن الہمام میں فرماتے ہیں واما  
 المجتهدون الذین اتبعوہم باحسان فکلّمہم سواء فی  
 صلوح التقليد بہم فان وصل فتویٰ سفیان بن عیینہ او مالک  
 بن دینار یجوز الاخذ بہ کما یجوز الاخذ بفتویٰ الائمة الاربعہ  
 الا انه لم یبق عن الائمة الاخرین نقل صحیح الا اقل  
 القلیل ولذا منع من منع من التقليد ایاہم فان وجد  
 نقل صحیح منہم فی مسئلة فالعمل بہ والعل لفتویٰ الائمة  
 الاربعہ سواء انتی۔ اور شرح مسلم میں فرماتے ہیں ثم فی  
 کلامہ یعنی ابن الصلاح خلل آخر اذا اجتہدوا والآخرون  
 ایضاً بند لو اجہدہم مثل الائمة الاربعہ وانکار ہذا  
 مکابرة وسواد بل الحق انه التامع من تقلید غیرہم  
 لانه لم یبق رواية مذہبہم محفوظہ حتی لو وجدوا  
 صحیحہ من مجتہد آخر یجوز العمل بہا الخ اقول سبحان اللہ  
 کیا خوب! لٹا چر کو تو ال کو ڈانٹے ان عبارتوں کے اندر کہ لہ لم یبق الخ  
 اور بل الحق انه الخ کی جو عبارت ہے وہ عبارت تو ہمارے ہی دعویٰ کی تھی  
 ہے۔ نہ آپ کی۔ پھر اس سے آپ کا کیا نکال لگے فرماتے کہ سواء۔ فان  
 وصل الخ۔ اور حتی لو وجد ان سے میرا مدعا ثابت ہے۔

علم نہیں رکھتے ہو۔ انہوں نے خود ابطالِ حصرِ مذہبِ اربعہ کا کیا جبکہ ہمارے  
 میاں صاحب اپنی معیار کے ۴ صفحہ میں دلیل لا دیکھو۔ جواب بان صاحب  
 بے شک ہمارے متقدم مولانا عبدالعزیز مرحوم کا علم ہم سے اور آپ کے میاں صاحب  
 سے بہت بیشی ہی جیسا ان کے متقدم کا علم ان سے بیشی ہی۔ اسی طرح سے ان کے  
 متقدم کے متقدم کا علم ان کے متقدم سے بیشی۔ علیٰ ہذا القیاس تب امام اللہ  
 کا علم اسی سلسلہ سے کہ قدرِ بیشی ہی سمجھ لیجیے۔ ہرگز آیت و کلام اللہ والفضل  
 بینکم کو فراموش مت کیجیے۔ پھر اسکے بعد دوسرے کی تقلید نہ فرمائیے۔  
 خذوا ہذا لا انھا کفایۃ لمن لا یدرأیہ۔ قولہم جو ہمارے  
 میاں صاحب نے دلیل - اقول بضمون الغریقی بتشبت  
 بالحشیش۔ ڈوبتے کو تنکے کا آسرا بہت ہی۔ جب آپ کے میاں صاحب  
 اپنے دعویٰ کی دلیل متقدمین کے اقوال سے نہ لاسکتے۔ تب مضطر ہو کر محض  
 متاخرین میں سے مولانا عبدالعلی کے قول کا آسرا لپٹا۔ کیونکہ نہ آخر میں کی  
 دوڑ مسجد تک سوائے تو نہیں۔ اتنی خامی عامی پر بھی اتنے دعوے۔  
 درگھوہم کامل نہ زنا رر اسوا کن۔ خیر اس سے ہمارا ہی نفع نکلا۔ آپکا اور  
 آپ کے میاں صاحب کا کیا نکلا۔ کہ جب آپ کے میاں صاحب ایسے متاخر عالم حنفی کا  
 مقلد ہونا ثابت ہوا پھر کُل حنفیوں کے امام ابوحنیفہ رحم کی تقلید سے نفرت کرنا  
 کیسا برین عقل و دانش با بدگریت۔ بین تفاوت رہ از کجاست  
 تا کجا۔ اجی صاحب اس طرح کی کتابوں سے مسائل استنباط کر کے اپنے کو مجتہد  
 مستقل کہلانا۔ حاطب اللیل کا سا عمل کرنا ہی۔ کاحول و کافوقہ خیر

الاجتهاد المطلق علی الائمة الاربعة ولم یوجد مجتهد مطلق  
 بعدہم۔ اور حتیٰ اوجبوا تقلید واحد من ہولاء علی الامۃ  
 سے اجتناب و مطلق کا ائمہ اربعہ پر ختم ہونا اور تقلید انہیں سے آپکی واجب ہونا۔  
 متقدمین کے اقوال سے ثابت ہونا ثابت ہوا۔ پھر انکا ہذا غلط و مرجوم  
 بالغیب اور۔ ہذا اکلہ ہوس اور محکم علی قدرۃ اللہ فرمانا خود  
 یہ حکم وزیادتی ہو۔ کئی وجہوں سے۔ ایک تو یہ متاخرین اور متاخر کا ایسا  
 کلام متقدمین کی شان میں کہنا۔ انکے قول مذکور کے مطابق بھی مکابرہ اور سواد  
 ادبی ہیں۔ دوسرے متقدمین کے مقابلہ میں متاخرین کا کلام کس قدر  
 معتبر ہو کسی اہل علم پر مخفی نہیں۔ تیسرے۔ بالفرض دونوں میں تعارض کا  
 بھی اعتبار کیا جاوے تو بھی تو بقاعدہ اذا تعارضت الساقطان دونوں  
 ساقط الا اعتبار ہو۔ پھر اس سے آپکا کیا نکلا۔ چوتھے۔ جس کلام سے  
 یعنی لا یقدرون علی ابراہیم دلیل۔ اور لم یاتوا بدلیل الخ  
 سے مولانا بجز العلوم نے متقدمین کے کلام کو ضعیف ٹھہرایا۔ وہ ضعف تو  
 انکے کلام میں بھی موجود ہو۔ کہ انہوں نے بھی کچھ دلیل اپنے کلام پر نہیں لایا  
 بجز رجم بالغیب و حکم علی قدرۃ اللہ کے اور یہ محبت عقلی غیر نقلی بھی  
 الزام خصم کے لیے دلیل قوی نہیں۔ کیونکہ قدرت و مشیت الہی جیسا عدم  
 اختتام میں متحقق ہو کہتے ہیں۔ ویسا ہی اختتام میں بھی تو متحقق ہو۔ جب  
 جانبین کو قدرت شامل ہو۔ پھر عدم کو وجود پر ترجیح دیکے وجود کا ابطال  
 کرنا کیسا۔ کیا خدا کا امکان نہیں کہ ائمہ اربعہ پر اجتہاد مطلق کو اختتام

کہوں گا اس سے میرا ضرر کیا۔ کیونکہ وہ تعلق بالشرط ہی اور شرط بھی تو بقولہ  
 لم یبق معدوم رہا نہ ائمہ اربعہ کے مذہب کی طرح غیروں کا مذہب بھی  
 مدون ہو کر چلے آئے اور لوگ اُس پر بلا تردد عمل کر سکتے۔ ضرور ہم اس کو بھی  
 مثل مذاہب اربعہ کے حق جان سکتے۔ جب وہ موجود ہی نہیں معدوم ہی  
 معدوم۔ پھر شیء موجود مذاہب اربعہ کے مقابلہ میں اُس شیء معدوم کو  
 موجود فرض کر کے حصر مذاہب اربعہ کا بطلان ثابت کرنا گویا کل علوم متناولہ  
 وفنون متعارفہ کی تحریرات و تقریرات کے حصر کا بطلان ثابت کرنا ہے۔ کہ جیسا  
 کل حصر اعتباری ہے۔ ویسا یہ حصر بھی اعتباری ہے۔ چنانچہ لولم تکن الاغتیا  
 لبطلت الحکمة اسپر شاہد ہے۔ خذہا۔ قولہ چنانچہ شرح مسلم میں  
 فرماتے ہیں اعلمان بعض المتخصیصین قالوا اختتم الاجتہاد  
 المطلق علی الاممۃ الاربعة ولم یوجد مجتہد مطلق بعدہم  
 (تا) وهذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم هذا  
 لا یقصدون علی ایراد دلیل اصلاً لثبوتہ و اخبار بالغیب و تحکم علی  
 قدرۃ اللہ تعالیٰ الخ قولہ ثمان من الناس من حکم بوجوب الخلو  
 من بعد العلامة النصف و اختتم الاجتہاد بہ و عنوا الاجتہاد  
 فی المذہب و اما الاجتہاد المطلق قالوا اختتمہ بالائمة  
 الاربعة حتی اوجبوا تقلید واحد من هؤلاء علی الاممۃ و  
 هذا کله ہوس من ہوساتہم لم یاتوا بدلیل ولا یعبأ  
 بکلامہم الخ۔ اقول جب بحر العلوم کے اس قول قالوا اختتم



عالم ربانی وفاضل حقانی مثل آئمہ اربعہ و صاحبین خیر القرون کی دنیا میں باقی نہیں رہینگے۔ اور جو رہینگے مثل حفالہ و جمالہ کے رہینگے۔ نہیں تو ان احادیثوں کے معنی کا منکسر ہونا لازم آویگا۔ العیاذ باللہ۔ کہ یہی حدیثیں بضمون قولہ تعالیٰ وما یطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی  
وحی من السماء ہی برگز منکسر نہوگا۔ ہاں ان حفالہ کے اندر سے ایک طائفہ ظہور و جمال و قیامت تک انہما اس حق کو کرتے رہینگے جسکو آئمہ اربعہ نے ثابت کیا۔ جیسا ماشاء اللہ علمائے مقلدین کرتے آئے اور کرتے ہیں اور کریں گے۔ لقولہ النبی صلعم لا یزال الطائفۃ  
من الناس ظاہرین علی الحق حتی یاتی امر اللہ او حتی ینظہر  
الدجال کذا مسلم وغیرہ۔ یہ طائفہ مجتہدین منتسبین الی المذاہب ہیں۔  
نہ مثل آئمہ اربعہ کے مجتہد مطلق مستقل ہیں کما زعمہ الوہابیہ۔ فاین  
الما والہ بنہم۔ فخذ ہذا فانہ نعمہ التطبيق بین الحدیثین۔  
عما القاع فی قلبی رب العالمین۔ اور سنئے اگر یہاں عدم  
اختتام ثابت کرنے کے لیے قدرت خدا کو یاد کر کے دلیل گردانتے ہیں۔ تو  
اجتماع صدیقین کے محال کہتے ہیں کیونکہ خدا کی قدرت کو بھولتے ہیں حالانکہ  
قولہ تعالیٰ یا ناسر کونی یرد او سلام علی ابراہیم کو تلاوت کرتے  
ہیں۔ کیا اجتماع صدیقین کرنا خدا کی قدرت سے باہر ہی العیاذ باللہ۔ پھر کیا  
اجتماع کا محال ثابت کرتے ہیں۔ کیا یہاں شکر علی قدرۃ اللہ تعالیٰ ثابت  
نہیں۔ اور متقدمین کے اس کلام میں کہ آئمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد مطلق پایا نہ گیا۔

کرے۔ جیسا نبوت کا اختتام خاتم النبیین پر کیا۔ حالانکہ یہ اختتام بدلیل احادیث  
 مفصل الذیل بہت ہی مدلل و مؤثق واقرب الی القیاس ہے۔ چنانچہ جن جنگوں  
 اللہ تعالیٰ نے وسعت نظر عطا کی۔ اور اولہ منصوصیہ کے فہم کی بصارت دی۔  
 اور انکی علمیت کو رحمت الہی سے مدد ملی۔ وہ بخوبی ان احادیث مفصل الذیل  
 سے کہ بمضمون قد جاءکم لبعاءکم لکم من ربکم فمن البصر فلنفسه ومن  
 عمی فعلیها وما انا علیکم بحفیظ۔ اختتام کو استنباط کر سکتے ہیں۔ اور  
 کہتے ہیں۔ جب وہ اختتام بدلیل قطعی ثابت ہوا۔ تو بحر العلوم کا قول کا  
 یقدرن الخ اور لم یاتوا الخ ہوا سا اڑ گیا۔ انہو بحر العلوم کا ہذا  
 کلام ہوس الخ اور لا یعباء لکلامہم۔ وغیر ذلک فرمانا بخوبی زیادتی  
 ٹھہرا۔ بلکہ انکا یہ الفاظ بالعکس انہیں پر صادق آیا۔ <sup>۲۳۶</sup> <sup>۲۳۷</sup> <sup>۲۳۸</sup> <sup>۲۳۹</sup> <sup>۲۴۰</sup> <sup>۲۴۱</sup> <sup>۲۴۲</sup> <sup>۲۴۳</sup> <sup>۲۴۴</sup> <sup>۲۴۵</sup> <sup>۲۴۶</sup> <sup>۲۴۷</sup> <sup>۲۴۸</sup> <sup>۲۴۹</sup> <sup>۲۵۰</sup> <sup>۲۵۱</sup> <sup>۲۵۲</sup> <sup>۲۵۳</sup> <sup>۲۵۴</sup> <sup>۲۵۵</sup> <sup>۲۵۶</sup> <sup>۲۵۷</sup> <sup>۲۵۸</sup> <sup>۲۵۹</sup> <sup>۲۶۰</sup> <sup>۲۶۱</sup> <sup>۲۶۲</sup> <sup>۲۶۳</sup> <sup>۲۶۴</sup> <sup>۲۶۵</sup> <sup>۲۶۶</sup> <sup>۲۶۷</sup> <sup>۲۶۸</sup> <sup>۲۶۹</sup> <sup>۲۷۰</sup> <sup>۲۷۱</sup> <sup>۲۷۲</sup> <sup>۲۷۳</sup> <sup>۲۷۴</sup> <sup>۲۷۵</sup> <sup>۲۷۶</sup> <sup>۲۷۷</sup> <sup>۲۷۸</sup> <sup>۲۷۹</sup> <sup>۲۸۰</sup> <sup>۲۸۱</sup> <sup>۲۸۲</sup> <sup>۲۸۳</sup> <sup>۲۸۴</sup> <sup>۲۸۵</sup> <sup>۲۸۶</sup> <sup>۲۸۷</sup> <sup>۲۸۸</sup> <sup>۲۸۹</sup> <sup>۲۹۰</sup> <sup>۲۹۱</sup> <sup>۲۹۲</sup> <sup>۲۹۳</sup> <sup>۲۹۴</sup> <sup>۲۹۵</sup> <sup>۲۹۶</sup> <sup>۲۹۷</sup> <sup>۲۹۸</sup> <sup>۲۹۹</sup> <sup>۳۰۰</sup> <sup>۳۰۱</sup> <sup>۳۰۲</sup> <sup>۳۰۳</sup> <sup>۳۰۴</sup> <sup>۳۰۵</sup> <sup>۳۰۶</sup> <sup>۳۰۷</sup> <sup>۳۰۸</sup> <sup>۳۰۹</sup> <sup>۳۱۰</sup> <sup>۳۱۱</sup> <sup>۳۱۲</sup> <sup>۳۱۳</sup> <sup>۳۱۴</sup> <sup>۳۱۵</sup> <sup>۳۱۶</sup> <sup>۳۱۷</sup> <sup>۳۱۸</sup> <sup>۳۱۹</sup> <sup>۳۲۰</sup> <sup>۳۲۱</sup> <sup>۳۲۲</sup> <sup>۳۲۳</sup> <sup>۳۲۴</sup> <sup>۳۲۵</sup> <sup>۳۲۶</sup> <sup>۳۲۷</sup> <sup>۳۲۸</sup> <sup>۳۲۹</sup> <sup>۳۳۰</sup> <sup>۳۳۱</sup> <sup>۳۳۲</sup> <sup>۳۳۳</sup> <sup>۳۳۴</sup> <sup>۳۳۵</sup> <sup>۳۳۶</sup> <sup>۳۳۷</sup> <sup>۳۳۸</sup> <sup>۳۳۹</sup> <sup>۳۴۰</sup> <sup>۳۴۱</sup> <sup>۳۴۲</sup> <sup>۳۴۳</sup> <sup>۳۴۴</sup> <sup>۳۴۵</sup> <sup>۳۴۶</sup> <sup>۳۴۷</sup> <sup>۳۴۸</sup> <sup>۳۴۹</sup> <sup>۳۵۰</sup> <sup>۳۵۱</sup> <sup>۳۵۲</sup> <sup>۳۵۳</sup> <sup>۳۵۴</sup> <sup>۳۵۵</sup> <sup>۳۵۶</sup> <sup>۳۵۷</sup> <sup>۳۵۸</sup> <sup>۳۵۹</sup> <sup>۳۶۰</sup> <sup>۳۶۱</sup> <sup>۳۶۲</sup> <sup>۳۶۳</sup> <sup>۳۶۴</sup> <sup>۳۶۵</sup> <sup>۳۶۶</sup> <sup>۳۶۷</sup> <sup>۳۶۸</sup> <sup>۳۶۹</sup> <sup>۳۷۰</sup> <sup>۳۷۱</sup> <sup>۳۷۲</sup> <sup>۳۷۳</sup> <sup>۳۷۴</sup> <sup>۳۷۵</sup> <sup>۳۷۶</sup> <sup>۳۷۷</sup> <sup>۳۷۸</sup> <sup>۳۷۹</sup> <sup>۳۸۰</sup> <sup>۳۸۱</sup> <sup>۳۸۲</sup> <sup>۳۸۳</sup> <sup>۳۸۴</sup> <sup>۳۸۵</sup> <sup>۳۸۶</sup> <sup>۳۸۷</sup> <sup>۳۸۸</sup> <sup>۳۸۹</sup> <sup>۳۹۰</sup> <sup>۳۹۱</sup> <sup>۳۹۲</sup> <sup>۳۹۳</sup> <sup>۳۹۴</sup> <sup>۳۹۵</sup> <sup>۳۹۶</sup> <sup>۳۹۷</sup> <sup>۳۹۸</sup> <sup>۳۹۹</sup> <sup>۴۰۰</sup> <sup>۴۰۱</sup> <sup>۴۰۲</sup> <sup>۴۰۳</sup> <sup>۴۰۴</sup> <sup>۴۰۵</sup> <sup>۴۰۶</sup> <sup>۴۰۷</sup> <sup>۴۰۸</sup> <sup>۴۰۹</sup> <sup>۴۱۰</sup> <sup>۴۱۱</sup> <sup>۴۱۲</sup> <sup>۴۱۳</sup> <sup>۴۱۴</sup> <sup>۴۱۵</sup> <sup>۴۱۶</sup> <sup>۴۱۷</sup> <sup>۴۱۸</sup> <sup>۴۱۹</sup> <sup>۴۲۰</sup> <sup>۴۲۱</sup> <sup>۴۲۲</sup> <sup>۴۲۳</sup> <sup>۴۲۴</sup> <sup>۴۲۵</sup> <sup>۴۲۶</sup> <sup>۴۲۷</sup> <sup>۴۲۸</sup> <sup>۴۲۹</sup> <sup>۴۳۰</sup> <sup>۴۳۱</sup> <sup>۴۳۲</sup> <sup>۴۳۳</sup> <sup>۴۳۴</sup> <sup>۴۳۵</sup> <sup>۴۳۶</sup> <sup>۴۳۷</sup> <sup>۴۳۸</sup> <sup>۴۳۹</sup> <sup>۴۴۰</sup> <sup>۴۴۱</sup> <sup>۴۴۲</sup> <sup>۴۴۳</sup> <sup>۴۴۴</sup> <sup>۴۴۵</sup> <sup>۴۴۶</sup> <sup>۴۴۷</sup> <sup>۴۴۸</sup> <sup>۴۴۹</sup> <sup>۴۵۰</sup> <sup>۴۵۱</sup> <sup>۴۵۲</sup> <sup>۴۵۳</sup> <sup>۴۵۴</sup> <sup>۴۵۵</sup> <sup>۴۵۶</sup> <sup>۴۵۷</sup> <sup>۴۵۸</sup> <sup>۴۵۹</sup> <sup>۴۶۰</sup> <sup>۴۶۱</sup> <sup>۴۶۲</sup> <sup>۴۶۳</sup> <sup>۴۶۴</sup> <sup>۴۶۵</sup> <sup>۴۶۶</sup> <sup>۴۶۷</sup> <sup>۴۶۸</sup> <sup>۴۶۹</sup> <sup>۴۷۰</sup> <sup>۴۷۱</sup> <sup>۴۷۲</sup> <sup>۴۷۳</sup> <sup>۴۷۴</sup> <sup>۴۷۵</sup> <sup>۴۷۶</sup> <sup>۴۷۷</sup> <sup>۴۷۸</sup> <sup>۴۷۹</sup> <sup>۴۸۰</sup> <sup>۴۸۱</sup> <sup>۴۸۲</sup> <sup>۴۸۳</sup> <sup>۴۸۴</sup> <sup>۴۸۵</sup> <sup>۴۸۶</sup> <sup>۴۸۷</sup> <sup>۴۸۸</sup> <sup>۴۸۹</sup> <sup>۴۹۰</sup> <sup>۴۹۱</sup> <sup>۴۹۲</sup> <sup>۴۹۳</sup> <sup>۴۹۴</sup> <sup>۴۹۵</sup> <sup>۴۹۶</sup> <sup>۴۹۷</sup> <sup>۴۹۸</sup> <sup>۴۹۹</sup> <sup>۵۰۰</sup> <sup>۵۰۱</sup> <sup>۵۰۲</sup> <sup>۵۰۳</sup> <sup>۵۰۴</sup> <sup>۵۰۵</sup> <sup>۵۰۶</sup> <sup>۵۰۷</sup> <sup>۵۰۸</sup> <sup>۵۰۹</sup> <sup>۵۱۰</sup> <sup>۵۱۱</sup> <sup>۵۱۲</sup> <sup>۵۱۳</sup> <sup>۵۱۴</sup> <sup>۵۱۵</sup> <sup>۵۱۶</sup> <sup>۵۱۷</sup> <sup>۵۱۸</sup> <sup>۵۱۹</sup> <sup>۵۲۰</sup> <sup>۵۲۱</sup> <sup>۵۲۲</sup> <sup>۵۲۳</sup> <sup>۵۲۴</sup> <sup>۵۲۵</sup> <sup>۵۲۶</sup> <sup>۵۲۷</sup> <sup>۵۲۸</sup> <sup>۵۲۹</sup> <sup>۵۳۰</sup> <sup>۵۳۱</sup> <sup>۵۳۲</sup> <sup>۵۳۳</sup> <sup>۵۳۴</sup> <sup>۵۳۵</sup> <sup>۵۳۶</sup> <sup>۵۳۷</sup> <sup>۵۳۸</sup> <sup>۵۳۹</sup> <sup>۵۴۰</sup> <sup>۵۴۱</sup> <sup>۵۴۲</sup> <sup>۵۴۳</sup> <sup>۵۴۴</sup> <sup>۵۴۵</sup> <sup>۵۴۶</sup> <sup>۵۴۷</sup> <sup>۵۴۸</sup> <sup>۵۴۹</sup> <sup>۵۵۰</sup> <sup>۵۵۱</sup> <sup>۵۵۲</sup> <sup>۵۵۳</sup> <sup>۵۵۴</sup> <sup>۵۵۵</sup> <sup>۵۵۶</sup> <sup>۵۵۷</sup> <sup>۵۵۸</sup> <sup>۵۵۹</sup> <sup>۵۶۰</sup> <sup>۵۶۱</sup> <sup>۵۶۲</sup> <sup>۵۶۳</sup> <sup>۵۶۴</sup> <sup>۵۶۵</sup> <sup>۵۶۶</sup> <sup>۵۶۷</sup> <sup>۵۶۸</sup> <sup>۵۶۹</sup> <sup>۵۷۰</sup> <sup>۵۷۱</sup> <sup>۵۷۲</sup> <sup>۵۷۳</sup> <sup>۵۷۴</sup> <sup>۵۷۵</sup> <sup>۵۷۶</sup> <sup>۵۷۷</sup> <sup>۵۷۸</sup> <sup>۵۷۹</sup> <sup>۵۸۰</sup> <sup>۵۸۱</sup> <sup>۵۸۲</sup> <sup>۵۸۳</sup> <sup>۵۸۴</sup> <sup>۵۸۵</sup> <sup>۵۸۶</sup> <sup>۵۸۷</sup> <sup>۵۸۸</sup> <sup>۵۸۹</sup> <sup>۵۹۰</sup> <sup>۵۹۱</sup> <sup>۵۹۲</sup> <sup>۵۹۳</sup> <sup>۵۹۴</sup> <sup>۵۹۵</sup> <sup>۵۹۶</sup> <sup>۵۹۷</sup> <sup>۵۹۸</sup> <sup>۵۹۹</sup> <sup>۶۰۰</sup> <sup>۶۰۱</sup> <sup>۶۰۲</sup> <sup>۶۰۳</sup> <sup>۶۰۴</sup> <sup>۶۰۵</sup> <sup>۶۰۶</sup> <sup>۶۰۷</sup> <sup>۶۰۸</sup> <sup>۶۰۹</sup> <sup>۶۱۰</sup> <sup>۶۱۱</sup> <sup>۶۱۲</sup> <sup>۶۱۳</sup> <sup>۶۱۴</sup> <sup>۶۱۵</sup> <sup>۶۱۶</sup> <sup>۶۱۷</sup> <sup>۶۱۸</sup> <sup>۶۱۹</sup> <sup>۶۲۰</sup> <sup>۶۲۱</sup> <sup>۶۲۲</sup> <sup>۶۲۳</sup> <sup>۶۲۴</sup> <sup>۶۲۵</sup> <sup>۶۲۶</sup> <sup>۶۲۷</sup> <sup>۶۲۸</sup> <sup>۶۲۹</sup> <sup>۶۳۰</sup> <sup>۶۳۱</sup> <sup>۶۳۲</sup> <sup>۶۳۳</sup> <sup>۶۳۴</sup> <sup>۶۳۵</sup> <sup>۶۳۶</sup> <sup>۶۳۷</sup> <sup>۶۳۸</sup> <sup>۶۳۹</sup> <sup>۶۴۰</sup> <sup>۶۴۱</sup> <sup>۶۴۲</sup> <sup>۶۴۳</sup> <sup>۶۴۴</sup> <sup>۶۴۵</sup> <sup>۶۴۶</sup> <sup>۶۴۷</sup> <sup>۶۴۸</sup> <sup>۶۴۹</sup> <sup>۶۵۰</sup> <sup>۶۵۱</sup> <sup>۶۵۲</sup> <sup>۶۵۳</sup> <sup>۶۵۴</sup> <sup>۶۵۵</sup> <sup>۶۵۶</sup> <sup>۶۵۷</sup> <sup>۶۵۸</sup> <sup>۶۵۹</sup> <sup>۶۶۰</sup> <sup>۶۶۱</sup> <sup>۶۶۲</sup> <sup>۶۶۳</sup> <sup>۶۶۴</sup> <sup>۶۶۵</sup> <sup>۶۶۶</sup> <sup>۶۶۷</sup> <sup>۶۶۸</sup> <sup>۶۶۹</sup> <sup>۶۷۰</sup> <sup>۶۷۱</sup> <sup>۶۷۲</sup> <sup>۶۷۳</sup> <sup>۶۷۴</sup> <sup>۶۷۵</sup> <sup>۶۷۶</sup> <sup>۶۷۷</sup> <sup>۶۷۸</sup> <sup>۶۷۹</sup> <sup>۶۸۰</sup> <sup>۶۸۱</sup> <sup>۶۸۲</sup> <sup>۶۸۳</sup> <sup>۶۸۴</sup> <sup>۶۸۵</sup> <sup>۶۸۶</sup> <sup>۶۸۷</sup> <sup>۶۸۸</sup> <sup>۶۸۹</sup> <sup>۶۹۰</sup> <sup>۶۹۱</sup> <sup>۶۹۲</sup> <sup>۶۹۳</sup> <sup>۶۹۴</sup> <sup>۶۹۵</sup> <sup>۶۹۶</sup> <sup>۶۹۷</sup> <sup>۶۹۸</sup> <sup>۶۹۹</sup> <sup>۷۰۰</sup> <sup>۷۰۱</sup> <sup>۷۰۲</sup> <sup>۷۰۳</sup> <sup>۷۰۴</sup> <sup>۷۰۵</sup> <sup>۷۰۶</sup> <sup>۷۰۷</sup> <sup>۷۰۸</sup> <sup>۷۰۹</sup> <sup>۷۱۰</sup> <sup>۷۱۱</sup> <sup>۷۱۲</sup> <sup>۷۱۳</sup> <sup>۷۱۴</sup> <sup>۷۱۵</sup> <sup>۷۱۶</sup> <sup>۷۱۷</sup> <sup>۷۱۸</sup> <sup>۷۱۹</sup> <sup>۷۲۰</sup> <sup>۷۲۱</sup> <sup>۷۲۲</sup> <sup>۷۲۳</sup> <sup>۷۲۴</sup> <sup>۷۲۵</sup> <sup>۷۲۶</sup> <sup>۷۲۷</sup> <sup>۷۲۸</sup> <sup>۷۲۹</sup> <sup>۷۳۰</sup> <sup>۷۳۱</sup> <sup>۷۳۲</sup> <sup>۷۳۳</sup> <sup>۷۳۴</sup> <sup>۷۳۵</sup> <sup>۷۳۶</sup> <sup>۷۳۷</sup> <sup>۷۳۸</sup> <sup>۷۳۹</sup> <sup>۷۴۰</sup> <sup>۷۴۱</sup> <sup>۷۴۲</sup> <sup>۷۴۳</sup> <sup>۷۴۴</sup> <sup>۷۴۵</sup> <sup>۷۴۶</sup> <sup>۷۴۷</sup> <sup>۷۴۸</sup> <sup>۷۴۹</sup> <sup>۷۵۰</sup> <sup>۷۵۱</sup> <sup>۷۵۲</sup> <sup>۷۵۳</sup> <sup>۷۵۴</sup> <sup>۷۵۵</sup> <sup>۷۵۶</sup> <sup>۷۵۷</sup> <sup>۷۵۸</sup> <sup>۷۵۹</sup> <sup>۷۶۰</sup> <sup>۷۶۱</sup> <sup>۷۶۲</sup> <sup>۷۶۳</sup> <sup>۷۶۴</sup> <sup>۷۶۵</sup> <sup>۷۶۶</sup> <sup>۷۶۷</sup> <sup>۷۶۸</sup> <sup>۷۶۹</sup> <sup>۷۷۰</sup> <sup>۷۷۱</sup> <sup>۷۷۲</sup> <sup>۷۷۳</sup> <sup>۷۷۴</sup> <sup>۷۷۵</sup> <sup>۷۷۶</sup> <sup>۷۷۷</sup> <sup>۷۷۸</sup> <sup>۷۷۹</sup> <sup>۷۸۰</sup> <sup>۷۸۱</sup> <sup>۷۸۲</sup> <sup>۷۸۳</sup> <sup>۷۸۴</sup> <sup>۷۸۵</sup> <sup>۷۸۶</sup> <sup>۷۸۷</sup> <sup>۷۸۸</sup> <sup>۷۸۹</sup> <sup>۷۹۰</sup> <sup>۷۹۱</sup> <sup>۷۹۲</sup> <sup>۷۹۳</sup> <sup>۷۹۴</sup> <sup>۷۹۵</sup> <sup>۷۹۶</sup> <sup>۷۹۷</sup> <sup>۷۹۸</sup> <sup>۷۹۹</sup> <sup>۸۰۰</sup> <sup>۸۰۱</sup> <sup>۸۰۲</sup> <sup>۸۰۳</sup> <sup>۸۰۴</sup> <sup>۸۰۵</sup> <sup>۸۰۶</sup> <sup>۸۰۷</sup> <sup>۸۰۸</sup> <sup>۸۰۹</sup> <sup>۸۱۰</sup> <sup>۸۱۱</sup> <sup>۸۱۲</sup> <sup>۸۱۳</sup> <sup>۸۱۴</sup> <sup>۸۱۵</sup> <sup>۸۱۶</sup> <sup>۸۱۷</sup> <sup>۸۱۸</sup> <sup>۸۱۹</sup> <sup>۸۲۰</sup> <sup>۸۲۱</sup> <sup>۸۲۲</sup> <sup>۸۲۳</sup> <sup>۸۲۴</sup> <sup>۸۲۵</sup> <sup>۸۲۶</sup> <sup>۸۲۷</sup> <sup>۸۲۸</sup> <sup>۸۲۹</sup> <sup>۸۳۰</sup> <sup>۸۳۱</sup> <sup>۸۳۲</sup> <sup>۸۳۳</sup> <sup>۸۳۴</sup> <sup>۸۳۵</sup> <sup>۸۳۶</sup> <sup>۸۳۷</sup> <sup>۸۳۸</sup> <sup>۸۳۹</sup> <sup>۸۴۰</sup> <sup>۸۴۱</sup> <sup>۸۴۲</sup> <sup>۸۴۳</sup> <sup>۸۴۴</sup> <sup>۸۴۵</sup> <sup>۸۴۶</sup> <sup>۸۴۷</sup> <sup>۸۴۸</sup> <sup>۸۴۹</sup> <sup>۸۵۰</sup> <sup>۸۵۱</sup> <sup>۸۵۲</sup> <sup>۸۵۳</sup> <sup>۸۵۴</sup> <sup>۸۵۵</sup> <sup>۸۵۶</sup> <sup>۸۵۷</sup> <sup>۸۵۸</sup> <sup>۸۵۹</sup> <sup>۸۶۰</sup> <sup>۸۶۱</sup> <sup>۸۶۲</sup> <sup>۸۶۳</sup> <sup>۸۶۴</sup> <sup>۸۶۵</sup> <sup>۸۶۶</sup> <sup>۸۶۷</sup> <sup>۸۶۸</sup> <sup>۸۶۹</sup> <sup>۸۷۰</sup> <sup>۸۷۱</sup> <sup>۸۷۲</sup> <sup>۸۷۳</sup> <sup>۸۷۴</sup> <sup>۸۷۵</sup> <sup>۸۷۶</sup> <sup>۸۷۷</sup> <sup>۸۷۸</sup> <sup>۸۷۹</sup> <sup>۸۸۰</sup> <sup>۸۸۱</sup> <sup>۸۸۲</sup> <sup>۸۸۳</sup> <sup>۸۸۴</sup> <sup>۸۸۵</sup> <sup>۸۸۶</sup> <sup>۸۸۷</sup> <sup>۸۸۸</sup> <sup>۸۸۹</sup> <sup>۸۹۰</sup> <sup>۸۹۱</sup> <sup>۸۹۲</sup> <sup>۸۹۳</sup> <sup>۸۹۴</sup> <sup>۸۹۵</sup> <sup>۸۹۶</sup> <sup>۸۹۷</sup> <sup>۸۹۸</sup> <sup>۸۹۹</sup> <sup>۹۰۰</sup> <sup>۹۰۱</sup> <sup>۹۰۲</sup> <sup>۹۰۳</sup> <sup>۹۰۴</sup> <sup>۹۰۵</sup> <sup>۹۰۶</sup> <sup>۹۰۷</sup> <sup>۹۰۸</sup> <sup>۹۰۹</sup> <sup>۹۱۰</sup> <sup>۹۱۱</sup> <sup>۹۱۲</sup> <sup>۹۱۳</sup> <sup>۹۱۴</sup> <sup>۹۱۵</sup> <sup>۹۱۶</sup> <sup>۹۱۷</sup> <sup>۹۱۸</sup> <sup>۹۱۹</sup> <sup>۹۲۰</sup> <sup>۹۲۱</sup> <sup>۹۲۲</sup> <sup>۹۲۳</sup> <sup>۹۲۴</sup> <sup>۹۲۵</sup> <sup>۹۲۶</sup> <sup>۹۲۷</sup> <sup>۹۲۸</sup> <sup>۹۲۹</sup> <sup>۹۳۰</sup> <sup>۹۳۱</sup> <sup>۹۳۲</sup> <sup>۹۳۳</sup> <sup>۹۳۴</sup> <sup>۹۳۵</sup> <sup>۹۳۶</sup> <sup>۹۳۷</sup> <sup>۹۳۸</sup> <sup>۹۳۹</sup> <sup>۹۴۰</sup> <sup>۹۴۱</sup> <sup>۹۴۲</sup> <sup>۹۴۳</sup> <sup>۹۴۴</sup> <sup>۹۴۵</sup> <sup>۹۴۶</sup> <sup>۹۴۷</sup> <sup>۹۴۸</sup> <sup>۹۴۹</sup> <sup>۹۵۰</sup> <sup>۹۵۱</sup> <sup>۹۵۲</sup> <sup>۹۵۳</sup> <sup>۹۵۴</sup> <sup>۹۵۵</sup> <sup>۹۵۶</sup> <sup>۹۵۷</sup> <sup>۹۵۸</sup> <sup>۹۵۹</sup> <sup>۹۶۰</sup> <sup>۹۶۱</sup> <sup>۹۶۲</sup> <sup>۹۶۳</sup> <sup>۹۶۴</sup> <sup>۹۶۵</sup> <sup>۹۶۶</sup> <sup>۹۶۷</sup> <sup>۹۶۸</sup> <sup>۹۶۹</sup> <sup>۹۷۰</sup> <sup>۹۷۱</sup> <sup>۹۷۲</sup> <sup>۹۷۳</sup> <sup>۹۷۴</sup> <sup>۹۷۵</sup> <sup>۹۷۶</sup> <sup>۹۷۷</sup> <sup>۹۷۸</sup> <sup>۹۷۹</sup> <sup>۹۸۰</sup> <sup>۹۸۱</sup> <sup>۹۸۲</sup> <sup>۹۸۳</sup> <sup>۹۸۴</sup> <sup>۹۸۵</sup> <sup>۹۸۶</sup> <sup>۹۸۷</sup> <sup>۹۸۸</sup> <sup>۹۸۹</sup> <sup>۹۹۰</sup> <sup>۹۹۱</sup> <sup>۹۹۲</sup> <sup>۹۹۳</sup> <sup>۹۹۴</sup> <sup>۹۹۵</sup> <sup>۹۹۶</sup> <sup>۹۹۷</sup> <sup>۹۹۸</sup> <sup>۹۹۹</sup> <sup>۱۰۰۰</sup>

یہ حدیثیں صاف دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ بعد از ان بعد از ان بقیہ بالخیر کے کوئی

منظری میں۔ اور صاحب تفسیر احمدی نے احمدی میں اور صاحب میزان نے  
میزان وغیرہ میں۔ اور صاحب انصاب نے انصاب وغیرہ میں۔ اور صاحب  
شرح سعادت نے شرح سفر سعادت وغیرہ میں۔ اور صاحب دُر المختار نے  
دُر المختار میں اور صاحب شرح عین العلم نے عین العلم میں۔ اور صاحب  
عمدة المریدین نے عمدة المریدین اور صاحب ترصیح نے ترصیح میں۔ اور صاحب  
جواہر الفتاویٰ نے جواہر الفتاویٰ میں۔ اور صاحب شرح جامع صغیر نے شرح  
جامع صغیر میں۔ وغیرہم نے ذکر کیا۔ اور میں اپنے تذکرۃ مذاہب میں لیل  
لایا۔ اور ان سب کے خلاصہ کو محب اللہ باری نے العلم الحرمین کی طرف منسوب کر کے  
پہلا بقولہ قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام من تقلید  
الصحابۃ بل یجب علیہم اتباع الذین سیروا واولیٰوا فہذا ہوا  
ونقحوا وجمعوا وخرقوا وعللوا وفضلوا وعلیہ ابنتی ابن الصلاح  
منع تقلید غیر الائمة الاربعۃ لان ذلك لم یدثر فی غیرہم  
بیان کیا۔ پھر مذہب مختلفہ شاذہ کی طرف فیہ ما فیہ سے اشارہ کیا۔  
جسکو بحر العلوم نے شرح کر دیا۔ اور آپ کے میان صاحب نے بلا سمجھ کے  
اسکو دلیل گردانا۔ حضرت وہ تو نہ مذہب بحر العلوم کا ہونے مذہب صحابہ  
مسلم کا ہونے وہ کوئی مفتی نہ مذہب ہو۔ ہاں بعض ان متخالفین کا  
مذہب ہی جنہوں نے بلا دلیل ہذا کلمہ ہو س من ہوا تمم و ہذا غلط وغیر ذلک  
کہا۔ اور ان دلائل قویہ عقلیہ جلیہ۔ اور ہر اہل نقلیہ نصیۃ قطعیہ جمہوریہ  
کو جو ایچو گذرے ہیں اپنے تعصبات لفسانیہ سے محض لاشئی تصور کیا۔

حکم علی قدرتہ اللہ ثابت ہوا۔ واہ واہ کیا خوب۔ اسی حضرت متقدمین تو  
 ائمہ اربعہ کے مثل پیدا کرنے کو محال نہیں فرماتے ہیں بلکہ تجربہ سے پایا نہ گیا کہتے  
 ہیں۔ اس سے حکم علی قدرتہ اللہ ہی۔ کیونکہ خدا تو آسمان کو زمین زمین کو  
 آسمان آگ کو پانی پانی کو آگ چاند کو سورج سورج کو چاند غروب کو طلوع طلوع  
 کو غروب کر سکتا ہی لیکن نہ کیا نہ کرتا ہی اس سے نہ کرنے کا تجربہ حاصل ہوا۔  
 اسی طرح سے ائمہ اربعہ کے مثل پیدا کر سکتا ہی لیکن نہ کیا نہ کرتا ہی اسی سے نہ پایا  
 کا تجربہ حاصل ہوا۔ اگر سچ پوچھیے تو خداوند تعالیٰ نے حسب مفہوم قول تعالیٰ  
 واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کے جن جن کو اجتہاد مطلق کی صلاحیت  
 دی۔ انھوں کو مجتہد مطلق بنایا۔ ایرامت دی۔ اگورون کو ندی  
 نہ ملی۔ اس میں حکم علی قدرتہ اللہ کی کیا بات ہے۔ خذ خدا فانه ادق  
 الدقائق۔ واحسن الحقائق۔ فافردتہ بہ بتائید خالق الخلاق  
 تنبیہ ہمتے جو بحر العلوم کے قول کو تخطیہ کیا۔ فقط آپ کے میان صاحب کے  
 زعم فاسد کے موافق اسکو بحر العلوم کا قول فرض کر کے تخطیہ کیا۔ حالانکہ وہ  
 قول بحر العلوم کا نہیں ہے وہ ناقل ہیں کیونکہ ناظر نہیں کہ شارح جو مثل کھیل  
 کے ہو بلا حقا حقیقت و عدم حقیقت کے مافی الضمیر کو ناظر اور موکل کے نیابتہ بیان  
 کرتا ہے (الآ ماشاء اللہ) اسی طرح سے بحر العلوم نے بھی محبت اللہ الجہاری  
 کے فیہ مافیہ کے مافی الضمیر کو اپنی جو دت و فطنت و تجربہ علم سے بیان کیا ہے  
 وہ بیان قابل اجتماع کا نہیں مقابلے میں مذہب جمہور کے جسکو ابن ہمام نے اپنی  
 فتح القدر میں۔ اور صاحب اشباہ کے اشباہ میں اور صاحب تفسیر منظری نے

بحر العلوم نے اپنے اعتقاد سے یہ سب بیان کیا نہیں تو مسلم الثبوت کی اکثر شرح  
 میں ہذا الشریع جدید وغیر ذلک فرماتا۔ **جواب اول** اگر ایسا ہی  
 ہے تو ہماری وہ تخطیہ اس قول کی رو کے لیے کفایت ہے۔ اور انکا قول ہمارے  
 واسطے کچھ محبت نہیں۔ وہ اگر آسمان کو زمین کہہ دے ہم کیا مان لینگے۔  
 ثانیاً۔ بحر العلوم کو ان اقوال کی طرف منسوب کرنا۔ یقیناً انکی تحقیق کرنا ہے۔  
 کیونکہ انکی حنفیت مسلم ہے حتیٰ کہ آپکی میا صاحب نے بھی اقرار کیا۔ جب وہ  
 حنفی ہوا۔ تب حنفی بلکہ مکمل مقلدین کی طرح اعتقاد رکھا ہونا لازم ہے۔ اور مکمل  
 مقلدین کا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ آئمہ اربعہ کی مثل صاحب تدوین خیر القرون کوئی  
 نہیں۔ اور انکے بعد مجتہد مطلق صاحب مذہب مدون منفقود ہے کہ تجربہ  
 سے پایا نہ گیا۔ اس لیے یہ چار مخصوص الشریعت ہیں نہیں تو شریعت کا مصداق  
 کہاں۔ اور ان چاروں میں سے آپکی تقلید واجب ہے۔ جس میں تلمیذ لازم  
 نہ آوے۔ باوجود اسکے بحر العلوم نے ان باتوں کا تخطیہ کیا۔ اور مقلدین کی  
 رو میں۔ ہوس من ہوسا نقم اور ہذا غلط اور مرجع بالغیب اور  
 لا یعباء بکلامہم اور اجتنب عن تعصباتہم وغیر ذلک لکھا۔ اگر ان  
 اقوال کو انھوں نے اپنے اعتقاد سے لکھا۔ تب تو بیشک انکو بالہوس اور احمق  
 مذہب بین ذلک لالی ہولاء ولا الی ہولاء میں سے ہونا ثابت ہوا۔ اور مکمل  
 عبادات اور جمیع حسنات کو بر باد دینا لازم آیا۔ کہ ان ہی کے قول سے مکمل  
 اعمال انکا غلطی اور ہوس اور رجحان بالغیب اور تعصب سے ظہور میں آنا لازم آیا۔  
 پھر اس طرح کے اعمال سے آخرت میں ہوسے جہنم کے آؤر کیا خیال ہے۔

اس قسم کے متعصبین کے تعصب کی بات کو بحر العلوم نے ماتحت میں فیہ  
 مافیہ کے لکھا۔ اسی طرح سے اُور اُور فیہ مافیہ کے تحت میں بھی بہت کچھ  
 لکھا۔ جسکو آپ کے میان صاحب نے چُن چُن کر دلیل گردانا۔ اور اسی سے  
 اپنا مدعا ثابت کرنے کو فخر سمجھا۔ الغرض آپ کے میان صاحب نے مسلم الثبوت  
 کی عبارت کو کچھ بھی نہاں سمجھا۔ نہ اسکے شارح بحر العلوم کے مطلب کو۔  
 ۵ تو خود نے نشتوی بانگِ دُئل را۔ اموریتر سلطان راجہ والی۔  
 اسلیے برابر مسلک جمہور کو چھوڑ کر کہ فیہ مافیہ کے تحت کے اقوال شاذہ  
 کو کالو حی من السماء سمجھ لیا۔ اور حقیقت میں جو حی من السماء ہی اسکو  
 لاشئ خیال کیا۔ ۵ بے بصیرت رانبا شد در حق و باطل تمیز۔ کوریک واند  
 عصائے سحر و اعجاز کلیم۔ کیا کر نامشیت الہی سے چارہ کیا۔ قولہ تعالیٰ۔  
 من یضلل اللہ فلا ہادی لہ و یدرہم فی طغیانہم لیمہون  
 ۵ چون تقدیر سابق است تعلیم چہ پسود۔ ابو آپ کے میان صاحب نے  
 بحر العلوم کے قول سے جو جو آسر ایکڑا تھا۔ وہ آسر ابھی بے آسر ہو گیا۔ پھر  
 انکا آسر کہاں۔ اور حدیث الدنیا ضرر عتہ الاخرۃ سے عمل دنیاوی  
 آسر آخرت کا ہی۔ جب اس دنیاوی آسر سے بے آسر ہو گیا۔  
 تب آخرت کے آسرے کا آسر کیا۔ فعم ما قال اللہ تعالیٰ لیہلک  
 من ہلک عن بینۃ یحیی من حی عن نبیۃ۔ بقولہ تعالیٰ من کان  
 فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا۔  
 اعراض اجی کیا کہتے ہو تمہارے کہنے کو کون سُنتا ہو سچ تو یہ ہو کہ

اور صحابہ کرام رض کے اقوال کو بھی قابل احتجاج نہیں کہا کرتے ہیں۔ پھر یہاں بحر العلوم کے اس قول کو (صمیم اولہ اربعہ سے استنباط کرنے کی پوری اس بھی نہیں بلکہ فقط او عاثر) حجت لانا کیا۔ شاید آپ کے میاں صاحب نے بحر العلوم کو خدا رسول سمجھ لیا۔ تب ہی تو دلیل لائے۔ نہیں تو کیوں لائے۔ یا قرآن و حدیث کی دلیل نہ لاسکتے کے سبب سے انکا اتباع کیا۔

پھر کیفی بضمون المقولہ بخند باقرار کلامہ انکو اس قول سے مشرک بنا دیا۔ کیونکہ بحر العلوم خدا رسول نہیں۔ اور غیر خدا کو خدا جاننے سے مشرک بننا ہی۔ یہاں وہ بات موجود ہی۔ پھر مشرک بننے میں کیا شبہ ہو۔ اور صورت ثانیہ میں بھی باسند لیل اتخذوا اجارہم الخ اپنے کے مشرک بننا پڑا۔ پھر بھاگنے کی جگہ کہاں ۵ این المضر ولا مضر لہارب۔ الغرض آپ کے میاں صاحب نے جس آئوے کو مجتہدین عظام اور مقلدین کرام کے لیے کہو دیا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے انکو نہیں گرایا۔ اور بضمون قولہ تعالیٰ: ۶ اخذلہ اللہ علی علمہ انکو انکے علم سے گمراہ کیا۔ اور مخبر صادق کے ہوں میں حاضر بیٹرا کاحیہ فقد وقع فیہا۔ کو بخوبی تصدیق کروایا۔ اور معجزہ اس قول رسالت آبا صلعم لایرعی رجل رجلاً الخ کا ظاہر کر دیا یا۔ کیونکہ نہ ہو۔ یہ آئمہ کرام کی کرامت کا نتیجہ ہو۔

کیا حضرت آپ کے میاں صاحب کو کچھ بھی شرم نہ آئی۔ کہ باوجود جہنم کے دعویٰ بھرنے کے قرآن حدیث کی دلیل لانے سے عاجز ہو کر ایک ادنیٰ مقلد کے قول کی دلیل لائے۔ پھر کس شخص سے کہتے ہیں کہ ہم سوائے قرآن و حدیث

کیا خوب ماقبل وہ ہے کہ جس نے ان کے ان اقوال سے ان کے ان اقوال کو  
 غلط اور ہوس اور لایعبار لکھا ہے سمجھا۔ کہ جب متقدمین کا قول ان کے  
 اقوال سے غلط وغیر ذلک ٹھہر گیا۔ تو بطریق اولیٰ لکھا قول بھی غلط وغیر ذلک  
 ٹھہر گیا۔ کہ یہ کچھ شامع نہیں کہ بلا دلیل ان کا قول معتبر شرعی ہو۔ اور بڑا  
 غافل وہ شخص ہے۔ جس نے ان کے اس او عا سے متقدمین کے اقوال کو ہوس  
 و غلط وغیر ذلک سمجھا۔ اور ان کے اقوال کو نہ سمجھا۔ اجمعی صاحب مولانا  
 بحر العلوم کی رفتار مثل شتر بے شمار ایسی نہیں۔ یہ فقط سفند و ن کی گفتار۔  
 ہاں غیر و ن کے اعتقاد و کردار کو اظہار کرتے ہیں۔ اور ان کے مافی الضمیر کے  
 اسرار کو بیان سے عیاں کر دیتے ہیں۔ نہ اس کا وہ اعتقاد کرتے ہیں۔  
 یا لافرض اگر اعتقاد سے لکھا بھی ہو گا۔ تو اس سے میرا کیا بگڑا۔ قولہ لخال۔  
 لا تزروا نزرۃ و نہری اخری۔ جب ہننے امام ابو ثور و امام بخاری  
 وغیرہما کا کہا آئمہ اربعہ کے مقابلہ میں نہ مانا۔ پھر بحر العلوم اور مثل بحر العلوم  
 کے کہے کو کب مانینگے۔ جو ان کے اقوال سے الزام پائینگے ۵  
 برد این دام بر مرغی دگر نہ کہ عنقار بلند است آسمانہ  
 خیر جو ہو سو ہو۔ اب یہ تو فرمائے کہ آپ کے میان صاحب۔ تو قرآن و حدیث  
 کے سوا ملتے نہیں۔ اور دوسروں کے قول سے ہلکو کچھ غرض نہیں کہتے  
 ہیں۔ اور ہر بات میں عمل بالحدیث کا دم بھرتے ہیں۔ اور آئمہ اربعہ  
 کے اقوال کو زید و بکر و خالد وغیرہم کے اقوال کا سا سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کے  
 مقلدین کو بدلیل اتخذوا احبارہم الخ۔ مشرک و کافر پولتے ہیں۔



کر لیتے ہیں ۵ تشنگانِ رانما نذر خواب - ہمہ عالم پچشمِ چشمہ آب -  
 حتیٰ کہ اولیائے مجتہدین کرام کی بھی ہمسری کا دعویٰ بھرتے ہیں ۵  
 ہمسری با انبیاء برداشتند - اولیاء را بچو خود پنداشتند - گفتہ ایشان - ما بشر  
 ایشان بشر - ما و ایشان بستہ خوابیم و خور - این ندانستند ایشان از  
 عمی - در میان فرقے بود بے منتہی - بلکہ آپکے میاں صاحب نے تو اپنے معیار کو  
 قرآن ہی سمجھ لیا - اسلیے قرآن کی حقیقت میں جو آیت نازل ہوئی - اسکو  
 اٹھون نے اپنے معیار کی نسبت ثابت کر کے اپنے خطے میں یہ عبارت لکھی - التماس کرتا ہوں  
 کہ رسالہ معیار الحق کو بغیر انصاف ملاحظہ فرماوین (تا) صاف دل سے داد  
 حق گوئی کی اسطرح سے ادا کریں - ہذا کتاب ینطق بالحق وماذا  
 تعد الحق الا الضلال الخ کیون نہوا نکوا لکن اس علم کی پھٹکانے  
 راہِ راست سے بھٹکا رکھا - فعم ما قال اللہ تعالیٰ وَاَضَلَّ اللَّهُ  
 عَلٰی عٰلِمٍ اور ایسے مفسدوں کے فساد سے ملت کی خرابی ہونے لگی - اور  
 تدارکت کا نام ہدایت ٹھہرنے لگا - ۵

تین مفرد شجرہ ایمان بُرید ہبجو عنقاقت از عالم پرید  
 پانچوان جب روے زمین میں اہل تشن کے درمیان کوئی مذہب مثل  
 مذہب اربعہ کے مدون نہ رہا تب ہم دلیل استقرائی سے حصر نہاں یا اربعہ  
 کی ثابت ہر گتھے ہیں - چنانچہ عبارت مذکورہ میں صاحب سلم نے بھی بقولہ  
 لان ذلک لم یدر فی غیر ہم سے اس دلیل استقرائی کی طرف  
 اشارہ کیا - اگر آپ لکھتے ہیں نہیں تو آپ عدم حصر کی دلیل شافی لائیے اور

کے ماتھے ہیں۔ اگر کوئی ہزار بے حیا سے بے عیا۔ اور ہزار بے شرم سے بے شرم  
 بھی ہوتا تو بھی ایسی بے شرمی کی بان اسکے منہ سے نہ نکلتی۔ نہ اسکی تحریر میں  
 آتی۔ اور اگر مجتہد سچے اپنے دعویٰ کا سچا ہوتا تو اس طرح کی دلیل نہ لاتا۔  
 نہ مقلد کی تقلید کرتا۔ بلکہ حسب دعویٰ حدیث و قرآن ہی سے اپنا مدعا ثابت  
 کر لیتا۔ کہ سارے دلیل میں زبان حلال ہے۔ اسی سے مافی الضمیر کی قیل قال  
 ہے۔ مَرُّوْكَوْچَاہِیے جو کھے۔ سو کرے۔ نہیں تو جیہو حیوان کو بھی خدا نے دی ہے

پھر حیوان اور انسان میں تفاوت کیا ہے۔

بے نطق آدمی بہتر است از دو اب دو اب از تو بہ گرنہ کوئی صواب -  
 اب اس چھوٹے منہ سے اجتہاد کی بڑی بات کیسی۔ جیسے میٹر کو بھی رکام  
 سے ہو جاتی ہے کھانسی۔ کمان وہ درجہ اجتہاد۔ کمان یہ منبأ فساد۔  
 ۵ سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب۔ نعل گردو در بدخشان یا  
 عقین اندرین۔ ارے صاحب جن لوگون کے اقوال کی دلیل آپکے میا حساب  
 لائے۔ وے لوگ تو خود مجتہد بن نہ سکے۔ پھر کھلا یہ کیا بیٹنگے۔ اور کون  
 احمق انکو مانینگے۔ ۵ اگر زالہ ہر قطرہ دُر شدے۔ چو خر مہرہ با دارازو  
 پر شدے۔ ۵ اگر ہوتا زمانے میں حصول علم بے محنت۔ تو بس ساری کتابیں  
 ایک جاہل دھوکے پی جاتا۔ بیچ ہے جو لوگ استنباط کی لذت اور اجتہاد کی  
 کیفیت سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ وے لوگ چند اوراق حواشی وغیرہ  
 کی عبارت فہمی پر قدرت پا کر اپنے کو مجتہد سمجھتے ہیں۔ ۵ مرغے کہ خبر ندارد  
 از آب ذلال۔ منقار و آب شور دارد و ہمہ سال۔ اور مجتہدوں کو اپنی طرح تصور

للمصنفين واجمل التاليفات للمؤلفين - وحسبته حايوا  
 على تحقيقات المذاهب وجامعا على تدقيقات المآرب -  
 ورأيت موافقا لما هو في الشريعة لأهل السنة و  
 الجماعة منصوص عليه فينبغي لنا الرجوع عند اختلاف  
 الروايات إليه - فهذا الفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء  
 كاف - ولتقع هدايته الأتقياء واقف - فلا شك ان  
 المؤلف قد اجاد بما اراد - وسلك سبيل السداد و  
 الرشاد - وكلما اجاب - فقد اصاب - فكان سعيه  
 مشكورا - فلذلك صار كاسمه على المخالفين منصورا -  
 ثمنا لقوله اللامذهبون في كل واد يهيمون - لِمَا لَمْ  
 يبق لهم من الجواب فبغضهم يموتون - فيا ايها اللامذ  
 هبون موتوا بغضكم - ولا تلووا غيركم - فانكم مهسدون  
 في الارض ولا مصلحون - لم تقولون ما لا تعملون -  
 فتوبوا الى بارئكم - واستغفروا عن ذنوبكم - فتنجوا - و  
 الا فتهلكوا - لان الشريعة عبارة من هذ المذاهب  
 الاربعة فحسب انها قد اُخبرت - فان هذ  
 المذاهب قد دُرِثَتْ - وقواعدها قد ضُبطت - واصولها  
 بالنصوص قد انطبقت - وفضله تعالى احكامها في  
 كل بلاد جرت - وفروعها في جميع الجهات انتشرت -

کوئی مذہب مدّون بھی دکھلائیے۔ ہرگز نہیں سکیں گے جب آپ عدم کی دلیل نہیں لاسکے۔ اور کوئی مذہب مدّون بھی نہیں دکھلا سکے۔ بلکہ اپنی دلیل نہ کہو میں لمبیق روایۃ مذہبہ محفوظہ کا اقرار بھی کر چکے ہیں۔ تب تو حصر مذہب اربعہ کا دلیل خلف سے بھی اور اقلیدس کی ساتویں شکل سے بھی ثابت ہو گیا۔

اطلاع۔ حسب اقتضائے حال۔ اور مقتضائے مقال کے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بیان پر فتح المبین فی رد نطفہ المبین کی تقریظ جسکو میں نے حربیہ ناشر جناب مولوی عبد العلی صاحب لکھنؤی کے لکھا نقل کروں۔ کہ اس میں حصر مذہب اربعہ کی تقریر اور اسکی حقیقت کی تحریر لکھی ہوئی ہے۔ سوائے اسکے اور اور ذمہ بسیار و عوائد بشمار موجود ہیں۔ جنسے ناظرین کو عبرت اور سامعین کو خبرت ہو وہ یہ ہے۔

تقریظ۔ ب۔ اللہ الرحمن الرحیم  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَى وَحْدَهُ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 عَلَى نَبِيِّهِ الْأَمِيِّ الَّذِي كَلَّمَ ابْنِي بَعْدِي - وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ  
 وَاصْحَابِهِ الطَّاهِرِينَ - وَعَلَى الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ الْمُجْتَهِدِينَ  
 الْمُقْبُولِينَ - كُلُّهُمْ أَجْمَعِينَ - أَمَا بَعْدُ فَقَدْ أَطْلَعْتُ  
 عَلَى مَا حَرَّرَ مِنَ الْمَضَامِينِ - فِي هَذَا الْكِتَابِ الْفَتْحِ الْمُبِينِ -  
 فِي كَشْفِ مَكَائِدِ غَيْرِ الْمُقَلِّدِينَ - فِي جَوَابِ النَّظَرِ الْمُبِينِ -  
 فِي رَدِّ مَغَالِطَاتِ الْمُقَلِّدِينَ - فَوَجَدْتَهُ أَحْسَنَ التَّصْنِيفَاتِ

قال رسول الله صلعم ان الله لا يجمع امتي اوقال امته محمد  
 على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شد شد في  
 النار - وقد قال الله تعالى ويتبع غير سبيل المؤمنين قوله  
 ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا - فلما يجب علينا  
 الايمان والتصديق بكل ما جاءت به الرسل وان لم  
 نفهم حكمته - فلكذلك يجب علينا الايمان والتصديق  
 بكلام الائمة الاربعة وان لم نفهم علمته - فان قلت  
 هذا شرك قلت لانهم كانوا من اولى الامر واهل الذكر  
 المعروفين المقبولين - وقد اوجب الله تعالى علينا اتباعهم  
 لقوله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم - فان  
 الله تعالى قد عطف اولى الامر منكم على الرسول والمعطوف  
 والمعطوف عليه في الحكم مساويا - فابن الشرك في  
 هذا الكلام مقيم - ان هذا الايهتمك السقيم - وامرنا  
 ان لنسئل عنهم عمالا تعلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان  
 كنتم لا تعلمون - وهذا ان نرد المسائل اليهم ونثق  
 باستنباطهم لقوله ولوردة الى الرسول واولى الامر  
 منهم لعلهم الذين يستنبطونه منهم - واخبرنا بان الائمة  
 متأهدون بنا بقوله وجعلنا منهم آية يهدون بامرنا -  
 فكيف لا يجب اتباعهم علينا - وكما لا يجوز لنا الطعن فيما

فجارهايتها في قلوب المسلمين ثم وحيث - ودُررها المكنونة  
 في صدور المؤمنين قد استقرت - فنفس المقلدين بظهورها  
 قد انجلت - قرأت بها ما رأث - وعرفت بها ما عرفت - حصلت  
 لها ما حصلت - فلذلك ترى إن الفرقة الناجية المسماة بأهل  
 السنة والجماعة فيها قد اجتمعت - لان الشريعة من غير  
 هذه المذاهب في الدنيا ما وُجدت - والطاعة احكامها -  
 للناس قد فرضت - فإلّم يُحتسب هذه المذاهب الاربعة  
 للشريعة معتبرة فالشريعة عن الدنيا عَدَمَتْ - لان ما  
 سواها من المذاهب ليس - كمثلهما في ضبط القواعد  
 والاصول - وفي ربط العلة والمعلول - بل كلها قد اندرست  
 وفي بعض كتبها - التي بقيت - اقوال المعاندين فيها قد  
 دخلت - فتغيرت ما تغيرت - فكيف تكون هي الشريعة التي  
 من الشارع شرعت - فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها  
 وما حُسيبت - فلا محالة إن هذه المذاهب الاربعة  
 لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت - لا ينما من التغيرات  
 قد حُفظت - لما من الدلائل التي قد ذُكرت - والاختلاف  
 التي نُظرت - فهي رحمة للعالمين من خالق الثقلين خلقت -  
 فمن كان خارجا عن هذه المذاهب الاربعة في هذا الزمان  
 فهو من اهل البدعة والبار ومتبع الشيطان - كيف لا وقد

واستنبطوا من الشرعية لا سيما الأمام الأعظم <sup>ص</sup> ربح  
 فلا ينبغي لأحد الاعتراض عليه لكونه من أجل الأئمة  
 وأقدمهم تدوينا للمذهب وأقر بهم سنداً إلى الرسول  
 صلعم ومشاهداً لفعل الصحابة وأكابر التابعين <sup>ص</sup>  
 الله عنهم أجمعين - وكيف يجوز لنا الاعتراض  
 عليه ولقد أجمع السلف والخلف على جلالة وعلمه و  
 فضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته  
 وعبادته وكثرة مراقبه لله تعالى وخوفه منه فمن قال  
 غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين <sup>ص</sup>  
 آئمة الهدى المقبولين بقرينة السقيم - أو لعناد الذي  
 في قلبه المقيم - بل يجب على كل مكلف أن يشكر الله  
 تعالى على إيجاده مثل الأمام أبي حنيفة رح في الدنيا -  
 المتركيف فعل باستنباط أحكام الشريعة الغراء - و  
 بالانضباط أركان الطريقة البيضاء - وبأماطه الأذى  
 سبيل المعرفة العليا - المتركيف استحكم الله تعالى به  
 الشرح المبين - فهدى به الخلائق كلهم أجمعين - فإنه  
 بوجه ميبوباً - وفضله مفضللاً - وهدبه مهذباً - ورتبه  
 مرتباً ونفحة تنقيماً - وعلله تعليلاً - وميزه تميزاً - ولسيره  
 تليسيا - الثرف مثله من الأئمة في الدنيا - فلن تجدك

جاءت به الانبياء مع اختلاف شرايعهم - فذلك لا يجوز لظن  
 فيما استنبطه الاثمة المجتهدون بطريق الاجتهاد والاستحسان  
 مع اختلاف استنباتهم - لانهم ما استدلووا وما استنبطوا  
 الا من الحديث القران - اما اذالم يجدوا فيهما وفي  
 افضية الصحابه مرضى عنهم الرب المستعان - حكما من  
 الاحكام وركنا من الاركان - فقا سوا ما قاسوا باجماع  
 العلة والبرهان - فصار هذا القياس اصلا راجعا لباين  
 الحديث والقران - اما القران - فاعتبروا يا اولي الابصار  
 وغير ذلك من الايات التي الفتها في كتابي تذكرة المذاهب  
 لطالعة الاخوان - اما الحديث فعن ابن عباس رض قال الى  
 رجل النبي صلعم فقال ان اختي نذرت ان تتحج والنهات  
 فقال النبي صلعم لو كان عليها دين اكنت قاضيه قال  
 نعم قال فاقض دين الله فهو احق بالقضاء اخرج البخاري  
 عن ابن مسعود رض ما راها المؤمنون حسنا فهو عند الله  
 حسن وغير ذلك من الاحاديث التي جمعها في التذكرة  
 فارجعوا اليها ان شئتم يا ايها الخلان - فهذا الاثمة  
 الامر بعة هم العلماء الذين قيل في شانهم علماء  
 كانبيا بنى اسرائيل فاولئك هم الاستاء للشارع على  
 شريعته من بعدة فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق



والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهننا فأوثقناهن  
 وكذا لك من ضاراك امام فهو ملعون - كما أنه ضار مؤمننا  
 وكل من ضار مؤمننا فهو ملعون - فمن ضاراك امام فهو  
 ملعون - كيف لا وقد قال رسول صلعم ملعون من ضار  
 مؤمننا او مكربه اخرج الترمذي كذا في التيسير - وقد قال الله تعالى  
 الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم  
 عذاب اليم في الدنيا والاخرة - وكذلك من لم  
 يوقر اماما فهو ليس في اهل الاسلام - لانه لم يوقر كبيرنا  
 وكل من لم يوقر كبيرنا فهو ليس من اهل الاسلام - فمن لم  
 يوقر اماما فهو ليس من اهل الاسلام - كيف لا وقد  
 قال رسول صلعم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم  
 يوقر كبيرنا - اخرج الترمذي - لذلك وقره الامام الشافعي  
 في زيارته قبره في البغداد - فارضاها الله تعالى عن العباد  
 في الدنيا والاخرة - هكذا كلها في كتابي التذكرة - فما  
 يقال لهرچند بن ديوان چند المؤلف للظفر الميدين - في فرد  
 مغالطات المقلدين - الذي - اسلم خذنا للمسلمين - كما  
 اسلم عبد الله بن سبا اليهودي خذنا للمؤمنين - فاستفت  
 عن نفسك - ولا تستفت عن غيرك - فهو كفاية لك - الم  
 تركه فعل لبشاعة الامام فيه فقال نارة ان الامام

تظيرة فيها فاذا عرفت انه افضلهم فلا تشني فضله بل  
اعمل بقوله تعالى فلا تنسوا الفضل بينكم - واذا عرفت  
انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى اتبعوا  
اَحْسَنَ ما انزل اليكم من ربكم - فظهر من هنا ان من انكر  
مسائل الامام المستنبطة من الكتاب والسنة واقضية  
الصحابة رضي فهو كافر - لانه انكر الشريعة - ومن كل انكر  
الشريعة فهو كافر - فمن انكر المسائل فهو كافر - وكذلك  
من لعن او طعن في الامام الجمام فهو ليس بمؤمن - لانه  
لعن او لعن المؤمن الذي اكمل المؤمنين - واجلهم  
في الدين - وكل من طعن او لعن المؤمن فهو ليس بمؤمن  
فطعن الامام او لعنه او فاحشة ليس بمؤمن - كيف  
لا وقد قال رسول صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان  
ولا فاحش ولا بذي كذا في التيسير - وايضا لا يرمى بحبل  
مرجك بالفسق والكفر الا ردت عليه اتمم يكن صاحبه  
كذلك اخرج البخاري - وكذلك من سب الامام فهو  
فاسق - لانه سب المسلم - وكل من سب المسلم - فهو  
فاسق - فمن سب الامام فهو فاسق - كيف لا وقد قال  
رسول صلعم سباب المسلم فسوق وقتاله كفر - اخرج  
كذا في التيسير - وقد قال الله تعالى والذين يؤذون المؤمنين

رحمهم الله تعالى كلهم - اجمعين - فاعرف منا راجعهم ومدراجهم  
واحفظ مناقبهم مع درجاتهم - فلا نقل ان أدله الامام  
ضعيفة - ولا يادرا ايه بالفاظ فيجحة - تغليبا للمتعصبين  
فتحشر مع الخاسرين - **اما الصحاح** وان كانت اصح الكتب  
بالنسبة الى بعدها - لكنها لا تعتبر بمقابلة الاحاديث  
التي استدل بها الامام الهمام من قبلها - لكونه اقربهم  
الى الرسول - فلذلك تلقت الامة الاستدلال له بالقول  
فلا ينبغي لاحد ان يطعن في الامام بروايات الصحاح التي  
بعد المائتين وثلاثة مائة قد دونت - ولا شك ان فيها  
اقوال المعاندين والمتعصبين والمنافقين والمنكرين قد دخلت  
فلذلك قال ابن حجر في منحة الفكر ان الخبر اما يكون له  
طريق بلاعد معين او مع حصر بما فوق الاثنين او بهما او  
بواحد - فالاول هو المتواتر وهو المقيد للعلم اليقيني  
لبشرطه والثاني هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطا  
للصحيح خلافا لمن زعمه والرابع الغريب وكلها سوى  
الاول احاد وفيها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال  
على البحث عن احوال روايتها دون الاول الخ الا تعلم ان  
اسماعيل بن عليه الذي قال للقرآن مخلوقون واهلك بحكمه  
تليدها الخليفة المامون خلفا كثيرا - وجما غفيرا - وابا بكر بن

ما تلقى في جميع عمره الا سبعة عشرة حديثاً - وشنع عليه  
 تشنيعاً فاحشاً - تقليد المتأخرين المتعصبين المعاندين -  
 فيما عجزوا مع ذلك يتكروا لتقليد الامام الاثني عشر المجتهدين - و  
 قال نازية ان الامام قد خالف الحديث والقران - في مسائل  
 فلان فلان وعدة بالبيان - واحتج عليه بالاحاديث التي  
 وافقت لما تقوله نفسه من الصحاح واعرض عما انطبق منها  
 باقوال الامام الهمام صاحب للفلاح - تفتيراً للمقلدين  
 الصالحين - عن عمل الفقه للائمة المجتهدين المقبولين -  
 وقال تارة ان الامام قد خالف في هذه المسئلة الفلانية  
 حديث الصحيحين - ليعلم الحمقاء والسفهاء ان الصحيحين قد  
 كانا من قبل الامام ارضاء الله تعالى عن جميع المؤمنين <sup>المقلدين</sup>  
 في الدارين - لعله لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفتح اللام  
 ان صاحبى الصحاح بالنسبة الى الامام الا اعظم - كطالب  
 العلم لابل كاحاد الرعية من السلطان الاعظم - كيف  
 لا وقد قال الامام سفيان الثوري اننا بمقابلته الى حنيفه  
 كالصغور عند البقرة - وايضاً قال مخاطباً له انت سيد العلماء  
 الا تعلم ان المسلم الشافعي تلميذ البخاري - والبخاري الشافعي  
 تلميذ للامام احمد جليل - واحمد تلميذ الامام الشافعي -  
 والشافعي تلميذ للامام محمد - ومحمد تلميذ الامام <sup>اعظم</sup>

اقرب من انهم الى الرسول صلعم مع قوت ايمانهم وعلمهم  
 وعدلهم وورعهم وزهدهم وقد ثبت ان الامام  
 الاعظم رح اقر بهم سنداً الى الرسول صلعم واقدمهم  
 قدونيا للذاهب واكملهم ايماناً واجملهم اسلاماً واعلمهم  
 علماً وافضلهم فضلاً واورعهم ورعاً وازهدهم زهداً  
 فانصف في قلبك واستفت عن نفسك التعرف مثله  
 في هذه الامور المعروفة - من رواية الصحاح النازلين  
 عنه في الدرجة البعيدة - التي قد شهدت على كذبها  
 الاحاديث المذكورة - فينبغي لنا العمل بالا حاديث التي  
 استدلت بها الامام - ولو ضعفها المتأخرون تقليداً لاكثر  
 المتعصبين على ذلك الامام الهمام - اولد ويتهم التغييرات  
 فيها لبعده الزمان وتداول الايام - ولو لم يوجدن كلها  
 في الصحاح - لان صاحبها قالوا انهم تركوا الاكثر من الاحاديث  
 الصحاح - فاقبلوا في هذا الكلام فانه ادق الدقائق - واحسن  
 الحقائق - وقد دل فيه اقد ام اكثر الخلاق - فنيهتم عليه  
 يا ايها الاخوان - بنصرة الله المستعان - فان حُصنتم وتدبرتم  
 يا ايها الخلائ - فكلها تجدون في كتب اهل الكشف والعرفان  
 هكذا في كتب الشريعة والله تعالى اعلم بالصدق والصواب  
 واليه المرجع والمآب -

تلا قال صاحبها تركوا الاكثر

شبيهه رح الذي وضع في كتابه باب الرد على الامام الجعفي رحمه  
 واخاه عثمان بن شبيه وغيرهم مثلهم من رواة البخاري  
 والمسلم وغيرهما رحم وقد كانوا متعصبين منكرين على الامام  
 الاعظم فلذلك قال صاحب البرهان في شرح مواهب  
 الرحمان - وقد اعرض (تا) مع شدة حرص البخاري على  
 معارضة الامام الجعفي بالاحاديث مهما امكنه دليل  
 ما اشحن به صحيحه انتهى - فالحقيقه والصدقة من تلك  
 الروايات المتعصبين النازلين من الامام - بتداول الزمان و  
 الايام - قد فقدت - لان الآيات السابقون السابقون  
 اولئك المقربون في جنة النعيم ثلثة من الاولين وقليل  
 من الاخرين - والاحاديث خير القرون قرني ثم الذين يلونهم  
 ثم الذين يلونهم ثم سيحجى قوم ستسبق شهادته احدهم  
 يمينه ويمينه شهادته اخوه البخاري وايضا اوصيكم باصحابي -  
 (الى) ثم ليفشوا الكذب رواه الترمذي وفي رواية ثم يظهر الكذب  
 وغير ذلك التي في التذكرة في فقدان صحة الصحاح  
 قد سبقت - لكنها على فضل الامام - لكونه اقرب الى الرسول  
 قد شهدت - فابن الاعتماد على كل الصحاح - وكيف يرد بها  
 الاحاديث التي استدل بها الامام صاحب الفلاح - ولا  
 شك ان اعتبار الروايات باعتبار الرواية واعتبارهم باعتبار

باوجود اختلاف کرنے مشرکین کے اللہ میں وحدانیت وحد لاشریک لہ  
 کی شرعاً و عقلاً و عرفاً ثابت ہے۔ شرعاً لقولہ تعالیٰ لو کان فیہما الہمة  
 لفسدتا۔ عقلاً بقول الجمهور کل منصوع یدل علی الصانع۔  
 عرفاً بقول کل الناس ان اللہ تعالیٰ واحد۔ اور جیسا انبیت ابن کے  
 واحد ہوتی ہے۔ متعدد نہیں ہو سکتی ہے۔ یعنی دو چار آدمی کا ایک لہ کا  
 نہیں ہو سکتا ہے۔ اور بعض موضع میں حق متعدد بھی ہوتا ہے۔ جسکو میں نے  
 تذکرۃ المذہب کے مناظرے میں نصوص کثیرہ سے شرح و بسط کے ساتھ  
 ثابت کر دیا ہے۔ سوائے اسکے یہاں پر ایک نظیر عام فہم کے لیے اور لکھتا ہوں۔  
 وہ یہ ہے کہ اگر زید دعویٰ کرے کہ وہ تنہا منعم خان کا بیٹا ہے کل ترکہ اسکا  
 اسکو ملے۔ علیٰ ہذا القیاس عمرو بکرو خالد بھی وہی دعویٰ کرے۔ تو اس طرح  
 کا موضع خلاف میں ہر چار کا منعم خان کا بیٹا ہونا ثابت ہو سکتا ہے شرعاً و عقلاً و  
 عرفاً محال نہیں اس طرح سے ہر چار مذہب کا حق ہونا ثابت ہے شرعاً و عقلاً و عرفاً  
 نہیں۔ شرعاً لقولہ تعالیٰ لا تعزق بین احد من رسلہ حالانکہ زبور توراة انجیل و فرقان  
 و متعدد ہیں۔ اور کل کا حق ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ و لقبول النبی صلعم اختلا اقلیٰ جمہ و فضل ازیل  
 حقیقت اختلافات شرائع میں قبلنا استنباطات ائمہ اربعہ خیر القرون کی  
 حقیقت ثابت ہے۔ عرفاً ہمیشہ سے یہ چار مذہب کی حقیقت معروف و مشہور  
 ہوتی چلی آتی ہے۔ خذ ہذا الانہ من فتوحات اللہ الواحد۔ فلا  
 عبرۃ فیہ لامد۔

سوال سوم۔ اگر ہر چار مذہب حق ہیں۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا۔ ذرا

**سوال دوم** - جب شریعت شارع کی واحد ہے اور حق بھی واحد ہے متعدد نہیں۔ تب یہ چار مذہب کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم آتا ہے حق ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔

**جواب** ہاں صاحب جب شریعت شارع کی واحد ہے اور حق بھی واحد ہے تب زبور و توراہ و انجیل و فرقان کا جس سے تعدد شریعت و حق کا لازم آتا ہے۔ حق ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ اور ہر نبی کی علیحدہ علیحدہ شریعت بھی کیونکر حق ہو سکتی ہے۔ اور صحاح ستہ کا بھی جس سے اختلافات روایات سے تعدد حق کا لازم آتا ہے۔ صحاح و حق ہونا کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور حضرت حسن رض کا صلح اور حسین رض کا جنگ بھی جو باہم متضاد ہیں کیونکر حق ہو سکتے ہیں اور ہر جگہ میں حق کا کلیتہً واحد ہونا کون نص سے ثابت ہے ذرا تامل تو دیجئے بعد اسکے حق کا واحد ہونے اور متعدد نہ ہونے کا دعویٰ بھریے۔ نہیں تو ہٹو ہی و نادانی سے جو زبان سے نکلے سو کہا کیجیے۔ حتیٰ کہ اگر آسمان کو زمین کہا کیجے کوئی کیا کرے۔ ہاں نادان جب کسی کتاب میں اس عبارت کو الحق فی موضع الخلاف واحداً - دیکھ پاتے ہیں۔ تو اسکو کالو حی من السماء سمجھ کر پھرتے ہیں۔ جیسا دیہاتی گنوار کلکتہ دیکھ کر پھرتے ہیں۔ اور یہی بہشت یہی بہشت کہہ کر اُچھلتے ہیں۔ اسی طرح سے نادان اس طرح کی عبارت سے اُچھلتے ہیں اور کم علمیت و عدم وسعت نظر کے سبب سے اسکے مضمون کو نہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ عبارت مخصوص بالموضع ہے یعنی جس موضع میں شرعاً و عقلاً عرفاً تعدد حق کا ہونا محال ہے و ہاں البتہ حق واحد ہی ہوتا ہے جیسا



ذکر کر دیا ہوتا۔ جواب میں کہو ننگا عیان راجہ بیان کیا تھنے ہمارے  
 تذکرۃ المذہب کی ان حدیثوں کو۔ اور اس کتاب کی ان حدیثوں کو جو  
 تم لوگوں کے سوالات اور احادیث کے جواب اور معارضے میں لایا ہوں۔  
 اور رسالت مآب صلعم کی رحلت و ولادت میں۔ جن احادیث متضادہ کو  
 پیش کر چکا ہوں نہیں دیکھا۔ انہیں تو باہم مخالفت کلی اور معارضت جلی  
 موجود ہے۔ پھر انکو مکرر نقل کر کے کتاب کو طول دینے سے فائدہ کیا تھا۔  
 خیر تاہم یہاں پر بھی چند احادیث متخالفہ اور روایات متناقضہ کو ناظرین  
 کی عبرت و عبرت کے لیے۔ اور سامعین کی فہم و فراست کے واسطے۔ بلکہ تم لوگوں  
 کی جہالت دفع کرنے کے لیے۔ ذکر کرنا مناسب سمجھنا ہوں اسلئے ذیل میں درج  
 کرے دیتا ہوں۔

احادیث متخالفہ صحیح بخاری رحم۔ عن ابن عباس انہ قال  
 اقبلت راكبا على جماراتان وانا يومئذ قد نأهزت الاحتلام  
 ورسول الله صلعم يصلي بالناس بمنى الى غير جدار  
 فمررت بانيدي بعض الصف فنزلت وارسلت الاتان  
 ترفع ودخلت في الصف فلم ينكر علي احدك۔ عن عائشة  
 ذكر عندها ما يقطع الصلوة الكلب والحمار والمرأة  
 فقالت شبهتمونا بالحمير والكلاب والله لقد رأيت  
 النبي صلعم يصلي والى على السرير بينه وبين القبلة مضطجعا  
 فتبدولى الحاجة فأكبره ان اجلس فاوذى النبي صلعم

بتلا تو دیجیے۔ نہیں تو حق کا متجزی ہونا قبول کر لیجے۔

جواب اگر ہر چار کتاب زبور تورات انجیل و فرقان حق ہے۔ تو ایک پر عمل کرنا کیسا ذرا بتلا تو دیجیے۔ نہیں تو حق کا متجزی ہونا قبول کر لیجے۔

بے کمالیہلے نادان از سخن پیدائشود پستہ بے مغز چون لب واکند رسوا نشود  
اگر اس کتاب کی فصل دوم کے دقیقہ میں اور فصل سوم کے چوتھے جواب میں نظر  
فرماویں گے۔ اور کچھ کیفیت پائیگی۔

سوال چہارم۔ اگر کوئی مسائل فقہ پر عمل کرے تو کیونکر کرے۔ اسمین تو  
فقط اختلاف ہی اختلاف ہے کسکو سچا کسکو جھوٹا جانے۔ ذرا بتلائیے تو یہ نہیں تو  
یہ۔ وہ مثل ہے جیسا سات دائی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ویسا فقہوں کے  
اختلاف مسائل کے عمل کرنے سے لوگ ایمان کھوئے۔

جواب اگر کوئی عمل بکتب الاحادیث کرے تو کیونکر کرے۔ اسمین تو فقط  
اختلاف ہی اختلاف ہے۔ کس حدیث کو صحیح اور کسکو غیر صحیح جانے۔ ذرا بتلائیے تو  
نہیں تو یہ وہ مثل ہے جیسا سات دائی کی تدبیر سے لڑکا مرے۔ ایسا محدثین کے  
اختلافات سے عالمین بالحدیث کا ایمان جاوے۔ کیونکہ اسمین ابن جوزی و  
شوکانی و شلہما کو نبی قرار دینا پڑے۔ نہیں تو صحیح و غیر صحیح کا امتیاز معلوم  
نہوے۔ جب اس طرح کے امتیاز کا نام شریعت ٹھہرے۔ پھر اسکی حقیقت کو کیا  
پوچھنا۔ تذکرۃ المذہب کے ۴۵ (تا ۴۷) صفحہ میں نظر کیجیے اچھی طرح  
سے اسکی کیفیت کھل جاوے گی۔ دفع و خل اگر کہو کہ اگر احادیث میں بھی  
مثل مسائل فقہیہ کے اختلافات واقع ہیں۔ تو کیوں انکو تمنے ذکر نہ کیا۔

النبی صلعم مرتباً مرتباً ۲۷ - دیکھو اس روایت سے رسول خدا  
 صلعم کا ایک ایک مرتبہ وضو کرنا ثابت ہے۔ خلافاً - عن ابن زید  
 ان النبی صلعم توضع مرتباً مرتباً ۲۸ - دیکھو اس روایت سے  
 وودو بار وضو کرنا انکا ثابت ہے ایضاً فیہ عن ابن عمر ان رسول  
 صلعم قال الشؤم فی المرأة والدار والفرس ۴۲ -  
 دیکھو اس روایت میں شؤمیت ثابت ہے خلافاً - عن ابی عمر  
 قال ذکر والشؤم عند النبی صلعم فقال النبی صلعم  
 ان كان الشؤم فی شیء فی الدار والمرأة والفرس ۴۳ -  
 پھر دیکھو اسمین وہی ابن عمر سے شؤمیت کا ممنوع ہونا ثابت ہے۔ ایضاً فیہ  
 عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اذا نزلنا بها (ای امراہا) لا تحترم علیہ  
 امراتہ ۴۵ - دیکھو اس روایت میں کہ اپنی خوشنماں سے زنا کرنے  
 سے بھی بی بی حرام نہیں ہوتی ہے۔ خلافاً عن ابی نصر عن ابن عباس  
 حرمة (تا) رومی عن عمران بن حصین وجابر بن زید و الحسن  
 وبعض اهل العراق تحترم الخ ۴۶ - دیکھو پھر اس روایت میں مع الاختلاف  
 حرمت ثابت ہے۔ ایضاً فیہ - عن الحسن عن غیر واحد مرفوعاً -  
 افطر الحاجم والمحجوم ۲۹ - دیکھو اس حدیث میں حاجم اور محجوم  
 کو افطار کرنا چاہیے۔ خلافاً عن ابن عباس ان النبی صلعم احتجم  
 وهو محرّم وهو صائم ۳۰ - دیکھو پھر اس حدیث میں کہ رسول خدا  
 صلعم نے حالت احرام اور صوم میں حجامت کیا۔

قَاتِلٌ مِّنْ عِنْدِ رَبِّهِ ۚ - عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ زَوْجُ النَّبِيِّ  
 صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ قِيَامِي مِنَ اللَّيْلِ  
 وَالْيَوْمِ لِمُعْتَرِضَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ ۚ -  
 وَيَكْهُوَانُ رَوَابِيتُونَ مِثْلَ نَمَازِي كَسَانِي سَ كُزْرَانَا أَوْرِ حَضْرَتِ عَائِشَةَ  
 صَدِيقَةَ رَضِيَ كَامُعْتَرِضَةٍ هُوَ نَاثِبْتِ هَمْ - خَلَا قَهْمَا - عَنِ أَبِي صَالِحٍ ( تَا )  
 قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَصَلِي إِلَى  
 شَيْءٍ لَيْسَتْ رَأَى مِنَ النَّاسِ فَارَادَ شَابٌ مِّنْ بَنِي أَبِي مَعِيْظَانَ  
 يَحْتَازُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ لَا فَظَرَ  
 الشَّابَّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَغَادَ لِيَحْتَازَ فَعَلَهُ  
 أَبُو سَعِيدٍ اشْتَدَّ مِنَ الْأُولَى فَقَالَ مِّنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ  
 دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَدَخَلَ  
 أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَكَأَنَّ بَنِي أَخِيكَ  
 يَا أَبَا سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتَ أَحَدَكُمْ  
 إِلَى شَيْءٍ لَيْسَتْ رَأَى مِنَ النَّاسِ فَارَادَ أَحَدًا أَنْ يَحْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ  
 فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنَّ أَبِي فَيَلْقَا تَلَّهُ فَإِنَّهَا هُوَ شَيْطَانٌ ۚ - قَالَ ۚ  
 رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَعِلِمَ الْمَاءُ بَيْنَ يَدَيْ الْمَصَلِّ مَا ذَا عَلَيْهِ  
 لِمَكَانٍ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَصَلِّ ۚ  
 بَهْرُ وَيَكْهُوَانُ رَوَابِيتُونَ مِثْلَ نَمَازِي كَسَانِي سَ كُزْرَانَا دَرَسْتِ نَهْنِينَ  
 بَلَاغُ كُزْرَانِيَا لَكُ كَوَقْتِ كُزْرَانَا لَزِمَ هَمْ - الْيَضَافِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوْضُؤًا

۳۳۳ عن ثوبان رضی قال کان رسول صلعم اذا انصرف من صلواته  
 استغفر ثلاثا وقال اللهم انت السلام ومنك السلام  
 تبارکت ذالجلال والاکرام۔ و فی روایتہ یاذا الجلال والاکرام  
 ۳۳۳۔ دیکھو اس روایت میں بعد سلام پھیرنے کے فقط یہ دعا ہے خفیف  
 پڑھنا ثابت ہے۔ **خلافہ** کان بن الزبیر رضی یقول فی دبر کل  
 صلوة حین یسلم لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له  
 له المذک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ  
 الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ له النعمۃ و  
 الفضل وله الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین له  
 الدین ولو کرا الکافرون۔ وقال کان رسول صلعم  
 یهلل بھن دبر کل صلوة ۳۳۹۔ پھر اس روایت میں نبی صلعم کا  
 ہر نماز کے بعد یہی دعا پڑھنا ثابت ہے۔ **ایضاً** فیہ عن ابی ہریرہ رضی  
 ان رسول اللہ صلعم قال لا تقوم الساعة حتی تنزل  
 الروم (تا) اذا قیمت الصلوة فینزل عیسیٰ بن مریم **عہم**  
 فامہم فاذا راہ عدو اللہ ذاب کما یدوب الملح فی الماء  
 فلو ترکہ لا تذاب حتی یهلك ولكن یقتلہ اللہ بیدہ  
 فیرہم دمہ فی حریتہ ۳۴۲۔ دیکھو اس روایت میں اللہ  
 جل شانہ کا اپنے ہاتھ سے دجال کو قتل کرنا ثابت ہے۔ **خلافہ**۔  
 ذکر رسول صلعم الدجال (تا) قلنا یا رسول اللہ صلعم

روایات متخالف صحیح مسلم رحمہ باب الوضوء مما مست النار  
 عن ابن ثابت رض قال سمعت رسول صلعم ليقول الوضوء مما مست  
 النار ۲۲۔ دیکھو ان باب کی روایتوں سے حماست النار سے وضوء لازم ہے۔  
 خلافاً باب لسنخ الوضوء مما مست النار۔ عن ابن عباس رض ان  
 رسول الله صلعم اكل كتف مائة ثم صلى ولم يتوضأ۔  
 وفي روايته ولم يميس ماء ۲۲۔ پھر دیکھو اس باب کی روایتوں  
 سے حماست النار سے وضوء نہیں لازم آتا ہے۔ منسوخ ہونا ثابت ہے۔  
 تاہم غیر مقلدین شور و شغب کرتے ہیں۔ ایضاً فیہ قال رسول صلعم  
 كيف انقذ انزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم ۲۹۔ دیکھو اس  
 روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقتدی بتانا ثابت ہے۔  
 قال رسول صلعم كيف انقذ انزل ابن مريم فيكم فاملكه ۲۹  
 پھر دیکھو اس روایت میں برعکس اول عیسیٰ عم کا امامت کرنا ثابت ہے۔  
 اور باب الفتن کی ایک روایت سے بھی حضرت عیسیٰ عم کی امامت ثابت  
 ہے۔ ایضاً فیہ۔ قال رسول صلعم يقطع الصلوة المراجعة و  
 الحمار والكلب ۲۹۔ دیکھو اس روایت میں کتا گدھے اور عورت  
 نمازی کے سامنے آنے سے نماز باطل ہوتی ہے۔ خلافاً عن عائشة  
 ابن النبي صلعم كان يصلي من الليل وانا معترضة بينه و  
 بين القبلة كما عترض الحبارة ۲۹۔ دیکھو پھر اس روایت سے  
 نماز باطل ہونا ثابت ہے۔ ایضاً فیہ باب ما يقال بعد التسليم من الصلوة

اس باب نسخ القیام کی حدیثوں کو اعتبار کیجیے۔ تو بخاری کی حدیثوں کا اعتبار نہ کیجیے۔ کہ انھوں نے فقط منسوخ حدیثوں کو جمع کیا سمجھ لیجیے۔ اگر بخاری کی حدیثوں کو اعتبار کیجیے تو مسلم کی اس نسخ حدیثوں کو منسوخ سمجھیے۔

روایات متخالفہ ابن ماجہ رخ۔ عن حذیفہ رض ان رسول اللہ صلی علیہ وسلم اتی سباطة قوم فبال علیہا قائماً ۲۷۔ دیکھو اس روایت میں رسول خدا صلعم کا کھڑا ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے خلافہ عن عائشہ رض قالت من حدثنا ان رسول صلعم بال قائماً فلا تصدقہ انار آیتہ یبول قاعداً ۲۷۔ پھر دیکھو کہ اس روایت میں کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا ثابت ہے اور روایت اوپر کی تکذیب بھی ثابت ہے۔ نیز عن عمر رض قال راٰنی رسول اللہ صلعم وانا بول قائماً فقال یا عمر لا تبلى قائماً فما بليت قائماً ابدا۔ دیکھو اس روایت سے کھڑا ہو کر پیشاب کرنا منہی عنہ ٹھہرا۔ ایضاً فیہ۔ عن جابر رض قال نعی رسول اللہ صلعم ان لستقبل القبلة ببول فرآیتہ قبل ان یقبض لجام لستقبلہا ۲۸۔ دیکھو اس ایک روایت میں تناقض ہے۔

ایضاً فیہ باب الرخصة بفضل وضوء المرأة۔ عن ابن عباس رض قال اغتسل بعض ازواج النبی صلعم فی جفنه فجاء النبی صلعم لیغتسل اویتوضاء فقالت یا رسول اللہ صلعم

وما لبثتُهُ في الارض قال اربعون يوماً يوم كسنة ويوم  
 كشهراً ويوم كجمعة وسائر ايامه كما يأمركم قلنا يا رسول  
 الله فذلك اليوم الذي كسنة اکتفينا فيه صلوة يوم قال  
 لا اقدر وله قدره (تا) اذا بعث الله المسيح بن مريم  
 فينزل (تا) فيطلبه حتى يدركه بباب لُدِّ فيقتله الخ <sup>٥٢١</sup>  
 پھر دیکھو اس روایت سے وجمال کو حضرت عیسیٰ کا قتل کرنا ثابت ہو۔  
 الصّاقیہ قال رسول صلعم اذا رأیتما الجنّاة فقوموا لها  
 حتی تتخلقن او توضع <sup>٥٢٢</sup>۔ قال رسول صلعم اذا تبعتم جنّاة  
 فلا تجلسوا حتی توضع <sup>٥٢٣</sup>۔ دیکھو ان حدیثوں میں کہ جنازہ دیکھنے  
 سے کھڑا ہونا چاہیے اور معتبین کو قبل رکھنے جنازہ کے نہ بیٹھنا چاہیے۔  
 خلافاً عن علی رضی قال راثنار رسول الله صلعم قام قفمنا وقعد فقعدنا  
 یجوز فی الجنّاة <sup>٥٢٤</sup>۔ دیکھو پھر اس حدیث میں بیٹھنا ثابت ہو۔ بلکہ <sup>٥٢٥</sup>  
 نے نسخ القیام للجنّاة کا باب باندھا۔ اور بخاری رحمہ نے اس باب کو اس  
 باب میں اصلاً ذکر کیا۔ بلکہ برعکس باب من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع  
 عن مناکب الرجال فان قعد امر بالقیام۔ باب باندھا۔ اور اسمین یہ روایت <sup>٥٢٦</sup>  
 کی کہ کسی جنازہ میں حضرت ابوہریرہ رضی مروان بن الحکم کا ہاتھ پکڑ کر قبل رکھنے  
 جنازہ کے بیٹھ گئے تھے۔ پھر حضرت ابوسعید رضی مروان کا ہاتھ پکڑا اور  
 تم کہا الخ۔ <sup>٥٢٧</sup> میں تفاوت رہ ازہ کجاست تا کجا۔ یہ بطور نمونہ اور  
 چاشنی ایک مثال باہم مخالفت صحیحین کی بابت لائے۔ یعنی اگر مسلم کے



حلیة قضاها ثم نیام کھیٹہ کایمس ماء ۴۳۔ دیکھو اس حدیث  
 میں رسول خدا صلعم کا بلاس ماہ حالت جنب میں بہیٹ کذائی نین جانا ثابت  
 ہے۔ خلافہ۔ عن عائشہ <sup>۴۳</sup> قالت کان رسول اللہ صلعم اذا  
 اراد ان ینام وهو جنب توضأ وضوء للصلوة ۴۳۔ پھر دیکھو  
 اس حدیث میں نقیض مضمون اس حدیث اول کا ثابت ہے طرفہ تر تو یہ ہے  
 کہ دو وزن روایت حضرت عائشہ رض کی طرف منسوب ہیں۔ ایضاً فیہ۔  
 عن ابن عمر رض قال رأیت رسول اللہ صلعم (تا) ولا یرفع  
 یدین السجدة تین ۴۲۔ دیکھو اس حدیث میں رفع یدین بین السجرتین  
 ثابت نہیں خلافہ عن ابی ہریرہ رض قال رأیت رسول  
 صلعم یرفع یدیه فی الصلوۃ (تا) حین یرکع وحین یسجد  
 ۴۲۔ پھر دیکھو اس حدیث میں برخلاف حدیث اول سجدہ کے وقت میں  
 بھی رفع یدین ثابت ہے اور نیز فی روایتہ <sup>۴۳</sup> اذا قام من السجدة تین فعل  
 مثل ذلک۔ حالانکہ غیر مقلدین ان روایتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں باوجودیکہ  
 جز حدیث رفع یدین کا ہے۔ ایضاً فیہ ان رسول اللہ صلعم  
 کان لیسلم عن یمینہ وعن یسارہ ۴۴۔ دیکھو اس حدیث میں  
 رسول خدا صلعم کا دو وزن طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔ خلافہ ان  
 رسول صلعم کان لیسلم ولشیمية واحدة فلقاء وجهه  
 اور نیز عن ابن الاکوع <sup>۴۴</sup> قال رأیت رسول صلعم صلی وسلم  
 مرة واحدة ۴۴۔ پھر دیکھو ان حدیثوں سے ایک مرتبہ سلام پھیرنا

انی کنت جنباً فقال الماء لا یجنب ط ۳۱ - دیکھو اس باب کی روایتوں سے عورت کے استعمال پانی سے وضو کرنا درست ہے۔ خلافت۔

باب النبی عنہ۔ عن عمر<sup>ؓ</sup> و ان رسول صلعم نفی ان یتوضأ الرجل لفضل وضوء المرأة ط ۳۲ - دیکھو پھر اس روایت میں وضو کرنا عورت کے مافصل پانی سے ممنوع ہے ایضاً فیہ عن عبد اللہ ان رسول اللہ صلعم نام حتی نفض ثم قام فصلی ط ۳۳ - دیکھو اس حدیث میں ننید سے وضو کا منہن جاننا ثابت ہے۔ خلافت۔

عن علی رض ان رسول اللہ صلعم قال العین وکاء السہ فمن نام فلیتوضأ ط ۳۴ - پھر دیکھو اس حدیث میں ننید سے وضو لازم ہے۔ ایضاً فیہ۔ عن بسر<sup>ؓ</sup> بنت صفوان قالت قال رسول اللہ صلعم اذا مس احدکم ذکرک فلیتوضأ ط ۳۵ - دیکھو اس حدیث میں مس ذکر سے وضو لازم ہے۔ خلافت۔

عن ابی امامہ قال سئل رسول اللہ صلعم عن مس الذکر فقال النما هو خیر منک ط ۳۶ - پھر دیکھو اس حدیث میں ذکر کو مثل خیر بدن کا ہونا ثابت ہے جس سے وضو منہن جاتا ہے۔ ایضاً فیہ

باب ماجاء فی التیمم ضربة واحدة ط ۳۷ - دیکھو اس باب میں تیمم کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا کفایت ہے۔ خلافت۔ باب فی التیمم ضربتين ط ۳۸ - پھر دیکھو اس باب میں دو مرتبہ ہاتھ مارنا چاہیے لکھا۔ ایضاً فیہ۔

عن عائشہ رض قالت ان رسول اللہ صلعم انکانت له الی اہله

دیکھو پھر اس روایت میں صاحب جنب کو قرآن پڑھنا درست آیا۔ ایضاً  
عن عائشہ رض ان رسول صلعم قبل امرأۃ من نسائه لثم  
خرج الی الصلوٰۃ ولم يتوضأ اخرج اصحاب السنن ص ۲۸۸ -

دیکھو اس روایت میں عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہ بن جاتا ہے۔

خلاقہ عن ابن عمر رض انہ کان یقول قبلۃ الرجل امرأۃ  
وجسها بیدۃ من الملا بسۃ فمن قبل امرأۃ او جسها  
بیدۃ فعليه الوضوء ومثله عن ابن مسعود اخرج مالک ص ۲۸۸ -

پھر دیکھو اس روایت میں کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو لازم ہے۔

ایضاً قیہ عن عطاء قال صلے النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۸ علی امبہ ابراہیم وهو ابن سبعین لیلۃ اخرج ابو داؤد

دیکھو اس روایت میں کہ رسول خدا صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر

(جو شتر دن کے تھے) جنازہ کی نماز پڑھی خلاقہ عن عائشہ

قالت مات ابراہیم بن النبی صلعم وهو ابن ثمانیۃ عشر

شہراً فلم یصل علیہ - اخرج ابو داؤد ص ۲۲۸ - پھر دیکھو اس روایت

میں کہ برخلاف اول آنحضرت صلعم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم پر

(جو اٹھارہ مہینے کے تھے) جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔ کیا خوب اس میں

مہینے اور شتر دن کی مخالفت یکطرف اور نماز جنازہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے

کی مخالفت یکطرف اور دونوں روایت ابو داؤد سے ہونی یکطرف

ایضاً قیہ - عن عائشہ رض قالت صلوتان لم یزکھما رسول

ثابت ہے۔ ایضاً فیہ۔ عن ابن عباس ان النبی صلعم نکح وهو  
 محرماً ۱۴۲۔ دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا حالت احرام  
 میں نکاح کرنا ثابت ہے۔ خلاف۔ قال رسول صلعم المحرم  
 لا ینکح ولا ینکحہ ولا ینخطب ۱۴۳۔ پھر دیکھو اس حدیث کی  
 طرف کہ حالت احرام میں نکاح اور خطبہ کرنا تک بھی منع ہے۔ ایضاً فیہ۔  
 عن ابی ہریرہ ان رسول صلعم قال اذا قیمت الصلوۃ اتقوا  
 صلوۃ الال المکتوبۃ ۱۴۴۔ دیکھو اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ  
 جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے۔ اسوقت سوائے نماز فرضیہ کے اور کوئی نماز  
 درست نہیں۔ خلاف۔ عن علی رضی قال کان النبی صلعم یصلی  
 الرکتین عند الاقامة ۱۴۵۔ پھر دیکھو اس حدیث سے اقامت  
 کے وقت میں بھی نماز پڑھنا درست ہے۔

اطلاع چونکہ اسوقت میرے پاس ابو داؤد و ترمذی و نسائی و  
 نہیں اسلئے اُنکے اختلافات کو مستقلاً ذکر نہیں کر سکا۔ لیکن تیسیر الاصول  
 اور مشکوٰۃ کے اختلافات سے کُل صحاح کے اختلافات بخوبی معلوم ہو جائینگے۔  
 روایات متخالفہ تیسیر الاصول۔ عن ابی عمر رضی انہ  
 قال لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیاً من القرآن اخرجہ الترمذی  
 ۱۴۶۔ دیکھو اس روایت میں حیض والی عورت اور صاحب جنب کو  
 قرآن پڑھنا منع آیا ہے۔ خلاف۔ عن ابن عباس رضی انہ لم  
 یقرأ الا للجنب باسا۔ اخرجہ رزین قلب وعلقہ الجاری۔ ۱۴۷۔

اخرجہ ابو داؤد ۲۳۹ - دیکھو ان پانچ روایتوں میں کس قدر اختلاف واقع  
 ہے کہ کسی میں ۱۹ دن کسی میں ۱۵ دن کسی میں ۱۸ دن کسی میں ۲۰ دن قصر  
 کی مدت مقرر ہوئی۔ طرفہ یہ ہے کہ ابو داؤد اور نسائی دونوں مخالف تروا  
 لائے۔ علی بن القیاس ابن عباس رض اور عمران رض اور جابر رض ہر تینوں  
 نے باہم مخالفت بیان کیا۔ **الضافیہ** عن ابن عمر رض سالہ رجل  
 فقال انی اصلی فی بیتی ثم ادرك الصلوة مع اکامر  
 افاضل معہ فقال نعم قال الرجل فایتیہما اجعل صلواتی فقال  
 وذلك الیک الناذک الی اللہ یجعل ایتہما شاء اخرجہ ماکنہ ۲۳۲  
 دیکھو اس روایت میں کہ کیرتہ نماز پڑھنے کے بعد پھر جماعت میں شامل ہو کر  
 نماز پڑھ سکتا ہے خلافہ۔ **عن ابی عمر رض** قال قال رسول اللہ صلعم  
 لا تضلوا صلوتین فی یوم عزتین اخرجہ ابو داؤد والنسائی ۲۳۶  
 دیکھو پھر اسی ابن عمر سے یہ روایت ہے کہ ایک دن میں ایک نماز کو دو بار  
 پڑھو **الضافیہ** عن ابن عباس رض قال کان رسول اللہ  
 صلعم یفتح قراءتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ الترمذی  
 ۲۱۴۔ دیکھو اس روایت سے رسول خدا صلعم کا نماز میں بسم اللہ  
 پڑھنا ثابت ہے۔ **خلافہ** عن انس رض قال صلبت مع رسول  
 صلعم وابی بکر وعمر وعثمان رض فلم اسمع احدا منہم یقرأ  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ أحمد ۲۱۴۔ دیکھو پھر اس تروا  
 میں بسم اللہ کا نہ پڑھنا ثابت ہے۔ **الضافیہ** عن عائشہ رض قالت

سراً ولا علانية في سفر ولا حضر ركعتان قبل الصبح  
 وركعتان بعد العصر اخرجہ النخبة الاثر مذی ط ۲۲۱ - دیکھو اس  
 روایت میں عصر کے بعد بھی دو رکعت نماز سنت پڑھنا ثابت ہے۔ خلافاً  
 عن علی رضی قال رسول صلعم یصلی فی اکثر کل صلوة مکتوبة  
 رکعتین الا الفجر والعصر اخرجہ البوداؤد ط ۲۲۱ پھر دیکھو کہ اس روایت  
 میں عصر کے بعد نماز نہیں پڑھنا ثابت ہے۔ الاضافیہ عن ابن عمر رضی  
 قال صلیت مع رسول صلعم رکعتین قبل الظہر الخ ط ۲۲۱ -  
 دیکھو اس روایت میں کہ قبل ظہر کے سنت دو رکعت ہیں۔ خلافاً  
 عن عائشہ رضی قالت قال النبی صلعم من ثاب علی شتی عشرة  
 رکعة من السنة نبی اللہ له نبیاء الجنة اربع رکعات قبل  
 الظہر الخ ط ۲۲۱ - دیکھو اس روایت میں قبل ظہر کے سنت چار رکعت ہیں  
 الاضافیہ عن ابن عباس رضی قال اقام النبی صلعم لثع عشرة  
 بقصر الصلوة وکنا اذا سافرنا فاقمنا لثع عشرة قصرنا وان  
 نردنا التمننا اخرجہ النخبة الاسماؤنی فی آخری الابی داؤد وسبع عشرة  
 وفي آخری للنسائی اقام بکعة عام الفتح خمس عشرة بقصر الصلوة  
 عن عمران بن حصین رضی قال شهدت عام الفتح مع النبی صلعم  
 بکعة فاقام بکعة فاقام بکعة ثمانی عشرة لیلۃ لا یصل الا رکعتین  
 ویقول باهل البلد صلوا اربعاً فانا سفر اخرجہ البوداؤد -  
 عن جابر رضی قال اقام النبی صلعم بکعة ثمانی عشرة یمابقصر الصلوة

بین شعیبہا الا ربع ثم جہدہا فقد وجب الغسل وان  
 لم ينزل متفق علیہ ص ۱۸۴ - دیکھو اس روایت میں کہ بجز و خول  
 غسل واجب ہے اتزال کی ضرورت نہیں جسلا فہ عن ابی سعید  
 قال قال رسول صلعم انما الماء من الماء رواہ المسلم ص ۱۸۴ -  
 پھر دیکھو اس روایت میں کہ وجوب غسل کے لیے اتزال ضرور ہے۔ اگرچہ امام  
 محمدی السننہ نے اسکو نسوخ لکھا۔ لیکن قبل انکے مسلم رحمہ صحت کی روایت کی  
 ایضاً فیہ عن ابن علیہ قال انا کتاب رسول صلعم  
 ان لا تنفعوا من الميتة باصاب ولا بحصب رواة الترمذی والبوداوی  
 والنائی وابن ماجہ ص ۲۰۴ - دیکھو اس روایت کو میں مردے کے چمڑے اور  
 چربی سے نفع لینا درست ہے جسلا فہ عن عائشہ رض ان رسول  
 صلعم امر ان یستمع مجلود الميتة اذا ذبغت رواہ مالک والبوداوی  
 ص ۲۰۴ - پھر دیکھو اس روایت میں کہ وباغت سے استمتاع درست ہے۔  
 عن یمونہ قالت (تا) لو اخذت ما اصابها قالوا انما متبہ فقال  
 رسول صلعم یطهر الماء والقرظ رواہ احمد والبوداوی ص ۳۰۳ -  
 دیکھو اسمین مردے کے چمڑے سے نفع لینا درست آیا۔ عن ابن عباس قال  
 سمعت رسول صلعم یقول اذا دلبغ الاصاب فقد طهر رواہ مسلم  
 ص ۲۰۴ - دیکھو اسمین وباغت سے پاک ہوتا ہے۔ عن سودہ رض زوج ابنی  
 قالت ماتت لنا شاة قد بغنا مسکھا ثم ما زلنا بنید فیہ حتی  
 ضارشنا رواہ البخاری ص ۳۰۳ - دیکھو اس سے بھی وباغت سے پاک ہونا ثابت ہے۔

قال رسول صلعم اذا اقيمت وحضر العشاء فابد وبالعشاء اخر  
 الشبان ص ۲۰۸ - دیکھو اس روایت سے عشاء کی نماز جو امامت کی گئی چھوڑ کر  
 کھانا کھانے کو مامور ہونا ثابت ہے **خلافہ** عن جابر بن عبد اللہ <sup>۵۲۶</sup> قال  
 رسول صلعم لا تؤخر الصلاة لطعام ولا لغيره الاخرجه  
 ابو داؤد ص ۲۰۹ دیکھو پھر اس روایت میں تاخیر کرنا نماز کا کھانے کے لیے

منع ہے۔

روایات متخالفہ مشکوٰۃ عن وائل بن حجر قال رأيت رسول

صلعم اذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه واذا نهض رفع  
 يديه قبل ركبتيه رواه ابو داؤد والترذمي والنسائي وابن ماجه  
 والدارمي ص ۳ - دیکھو اس روایت میں سجدہ کے وقت کا تون زانو کو  
 ہاتھ رکھنے کے آگے رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ کو زانو اٹھانے کے آگے رکھنا

آیا ہے **خلافہ** عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول صلعم

اذا سجد احدكم فلا يبرك كما يبرك البعير وليضع يديه  
 قبل ركبتيه رواه ابو داؤد والنسائي والدارمي ص ۳ - پھر دیکھو اس

روایت میں وہی محدثین مذکورین نے سجدے کے وقت ہاتھ کو زانو کے آگے  
 رکھنا روایت کیا۔ اگرچہ خطابی نے اول کو اثبت اور ثانی کو منسوخ لکھا۔

لیکن محدثین مذکورین نے قبل وجود خطابی کے دونوں روایت کو صحیح جاننا  
 لکھا۔ پھر اتنے دنوں کے بعد خطابی کے اس خطاب سے کیا ہوتا ہے۔

ايضا فيه عن ابی ہریرہ <sup>۵۲۹</sup> قال قال رسول صلعم اذا جلس



مسلم کا تناقض ابن ماجہ و بخاری۔ غیر ہما سے ثابت کرنا دفتر اور بڑا ہو جاتا۔  
 وجہ سوم۔ اگر کل مکررات روایات کو ہر ہر کتاب سے جمع کرتا اور بھی پیشی  
 دفتر ہو جاتی۔

وجہ چہارم۔ ہمنے بخاری کی جن جن روایتوں میں تناقض ثابت کیا پھر انکو  
 مسلم کے تناقضات میں نہیں لیا مگر روایت سترہ کی کہ اس میں کس قدر خوبی ہے  
 علیٰ ذہن القیاس مسلم کی جن جن روایتوں میں تناقض ثابت کیا پھر انکو ابن  
 ماجہ کے تناقضات میں گرفت نہیں کیا۔ حالانکہ یہ کل تناقضات اس میں بھی نہیں  
 الغرض ایسی رعایت پر لکھا گیا۔ جس میں کتاب دراز نہ ہو اور ہر ہر کے تناقضات  
 مختصر طور پر معلوم ہوں۔ حتیٰ کہ غیر مقلدین کی احادیث کے مقابلہ کی احادیث  
 کو بھی جنکو اس کتاب میں اور تذکرہ میں مندرج کیا نہیں لایا۔ مگر دو ایک  
 بروایت مختلف۔ اب آپ غور اور فکر کر سکتے ہیں کہ حدیث کی کتابوں  
 میں کتنے اختلافات واقع ہیں۔ اسی سائل اب اپنے سوال سے مشرمانا چاہیے  
 ندامت اٹھائیے پھر ایسے سوال نہ کیجیے۔

وجہ پنجم۔ مقلدین کی بڑی بشارت کی جگہ ہے کہ ان روایات متخالفہ کی ایک  
 طرف کی روایات مسائل فقہیہ حنفیہ کے ساتھ مطابقت کرتے ہیں۔ باوجود اسکے  
 جمال غیر مقلدین ایک طرف کی حدیثیں دیکھ کر شور و شغب مچاتے ہیں۔ اور  
 انالآخری کا دعویٰ بھکر کہ شہار دیکر جہالت اپنی ثابت کرتے ہیں۔ اور  
 عوام کا لبہائیم کو راہ راست ہدایت سے راہ کج ضلالت کی طرف لیجاتے ہیں۔  
 اس غرض سے کہ انہیں تسلط حاصل کر کے وجہ معاش کی صورت نکالیں۔

ایضاً فیہ عن سلیمان بن یسار قال سألت عائشہ عن المتی  
 یصیب الثوب فقالت کنت اغسلہ من ثوب رسول صلعم  
 فیخرج الی الصلوٰۃ واثرا الفصل فی ثوبہ متفق علیہ ص ۲۰ دیکھو  
 اسمین منی کو کپڑے پر سے دھونا آیا ہو۔ خلاصہ عن عائشہ قالت کنت  
 افزک المتی من ثوب رسول صلعم رواہ مسلم۔ (تا) ثوب یصلی فیہ  
 ص ۲۱۔ پھر اس روایت میں کہ منی کو مل ڈالنے سے کپڑے کا پاک ہونا ثابت ہوگا  
 ایضاً فیہ فی روایۃ ابن عباس راوی محمد مرہبہ ص ۲۶۔  
 دیکھو اس روایت سے رویت خداوند تعالیٰ کی ثابت ہو خلاصہ  
 فی روایۃ عائشہ رض من اخبارک ان محمدًا ارأے  
 ربہ (تا) فقد اعظم الفریۃ وکلبۃ راوی جبرائیل الخ  
 ص ۲۶۔ پھر دیکھو اس رویت کو بہتان عظیم لکھا۔ علیٰ ہذا القیاس اس طرح  
 کی روایتیں بہت ہیں کہ ان تک لکھوں۔ اور کتاب کو طول کرتا جاؤں۔  
 بس ہذا کفایۃ لمن لہ الدراية۔

ایقظ ہمارے اس ۱۹ روایتوں کی نظر سے اہل علم کو بصارت ہوگی  
 اور اہل فضل کی فضیلت بڑھے گی۔ اور مؤمنین کی عبرت و خبرت کی ترقی ہوگی  
 کئی وجہوں سے۔ وجہ اول ہمنے فقط بنظر سرسری بخاری کا چند تناقض  
 بخاری سے اور مسلم کا چند تناقض مسلم سے اور ابن ماجہ کا چند تناقض  
 ابن ماجہ سے۔ وغیر ذلک ثابت کیا۔ اگر اچھی طرح سے کل کو جمع کرتا تو کتنا بڑا فرق  
 ہوتا۔ وجہ دوم اگر بخاری کا تناقض مسلم وغیرہ سے علیٰ ہذا القیاس

کو تو بالائے طاق رکھو چھوڑیے۔ نہیں تو صحاح کی صحت کو مٹا دیجیے۔ حسین تناقض لازم نہ آوے۔ ہاں جہاں جہاں تاویلات وغیرہ ہو سکتی ہیں وہاں وہاں تاویلات وغیرہ کا لحاظ البتہ ہے۔ سوائے اربعہ خصوصاً امام آلئمة امام ابوحنیفہؒ نے قبل ہند و نیات صحاح کے خوب ہی کر رکھا ہے۔ دوسرے کی تاویلات و روایات کی طرف ہم محتاج نہیں۔ فلا در من قال ۵ کف النعمان فخر ماروا ۱۰۔ من الاخبار من غير الصحابة۔ سوا کے ہم متاخرین کے نسخ و منسوخ کہنے کو کیونکر اعتبار کریں۔ جب اس بلوے میں بخاری اور مسلم کے درمیان اختلافات واقع ہیں۔ کیونکہ بخاری میں فقط باب القیام للجنائزہ لکھا۔ اور مسلم میں باب القیام للجنائزہ لکھا۔ پھر باب نسخ القیام للجنائزہ بھی لکھا۔ اب کس کا اعتبار کیجیے اور کس کا نہ کیجیے کما مقرر ذکرہ ایضاً۔ علیٰ ہذا القیاس بخاری رحم نے اپنی بخاری میں لکھا کہ ابن عباسؓ نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھا۔ پھر امام مالک رحم نے (جو بخاری کے استاذ کے استاذ کے استاذ ہیں) اپنے موطا میں لکھا کہ ابن عمرؓ نے جنازہ کی نماز میں قرآن نہیں پڑھا۔ علیٰ ہذا القیاس بخاری میں عیدین کی تکبیر پہلی رکعت میں تہل قرأت کے سات اور دوسری رکعت میں قبل قرأت کے پانچ لکھا۔ پھر ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی و نسائی نے چار تکبیر لکھا۔ علیٰ ہذا القیاس صحیحین میں ہے کہ حضرت نے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہنے کو حکم فرمایا۔ پھر بیہقی وغیرہ میں ہے کہ اذان و اقامت دونوں دو دو بار ہے۔ علیٰ ہذا القیاس بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ نابالغ لڑکا امامت نہیں کر لیا۔ پھر دوسری

جیسا اندون انگریزوں میں جا جا کر مدرسہ محمدیہ کے نام سے یہ دام پھیلا یا۔  
 کہ اس مدرسہ کے انجام والضرام کے لیے ہر مومن کو چاہیے ہر روز ایک ایک  
 سٹھی چاول اور قربانی کے چمڑے اور زکوٰۃ و صدقہ و قطرے کا روپیہ جمع کر کے  
 مدرسہ کے خرچ کے لیے دیا کرے تاکہ ثواب پاوے اور لوگ بھی اس ٹیکس کو  
 ثواب جانکر دیا کرتے ہیں۔ اسی صورت سے یہ اپنے پیٹ بھرتے ہیں۔  
 اور اگر کہیں مالدار عورت بلکئی تب تو انواع و اقسام جیلے سے اُسکو اپنے  
 قبضے میں لاکر نکاح کر لیتے ہیں۔ اسی طرح سے دوسرے کی کمائی کھاتے ہیں۔

پھر انکا دنیاوی عروج۔ بذریعہ اس فروج کے ہوتا ہے۔

بہ جنگ آو بادگیران نوش کن      نہ بر فضلہ دیگران گوش کن

بخورتا تو اتنی زبازوے خویش      کہ سعیت بود در ترازوے خویش

جو مردان بہ برنج و راجن بیان      مخنث خورد دست رنج کسان

و چشم شرم۔ طرفہ تر معاملہ تو یہ ہے کہ یہ صحاح ستہ وغیرہ اہل غیر حنفی کی کتابیں

ہیں۔ جب ان کتابوں میں بھی حنفی کے مطابق روایتیں ملتی ہیں تو خیال کیجیے

کہ یہ حنفیت کی حقیقت میں کتنی بڑی دلیل ہے۔ اور حنفی لوگ کیسی کمالیت کے

ساتھ عمل بالحدیث کرتے ہیں۔ کہ مخالفین کی کتابوں سے بھی انکا عمل بالحدیث

کرنا ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ کھو اپنی جہالت کے پیچھے میں بیٹھ کر کیوں ٹن ٹن

کرتے ہیں کہ ہم عمل بالحدیث کرتے ہیں حنفی لوگ نہیں کرتے ہیں۔

و فتح دخل اگر کہو کہ ان حاجیوں میں تاویلات ہیں اور نسخ و منسوخ

و مورد و منزل و اسناد کا لحاظ ہے۔ کہو لگا۔ حضرت متاخرین کی اسناد پر

انہیں سے یہ ایک ہی۔ اور آپ کی طرح اکثر شہوت پرستوں نے ان خارستان کو  
 گلستان سمجھ لیا۔ کہ خواہش نفسانی سے چار سے زیادہ نکاح کرنے کی لذت گوشت  
 جانا۔ اس لیے شوکانی کو امام و مقتدا بنا لیا۔ اور شوکانی نے بھی اس مقتدا ہونے کی  
 خواہش سے ایسے ایسے مسائل جبیثہ استنباط و استخراج کر رکھے تھے۔ جس میں لوگ ان کی  
 طرف جھکیں اور ان کو امام و پیشوا بناوین۔ سو ان کا مطلب اب نکلا۔ وہ جو بنی ان  
 شہوت پرستوں کا امام بنا۔ کیونکہ وہ جب ایک متعہ کی لذت سے سیکڑوں سنتی  
 شیخوں کے۔ تو شوکانی کے ذریعہ سے اگر سیکڑوں کثرت نکاح کی لذت پاوین کیونکہ  
 ان کو امام نہ بناوین۔ فنعلم ما قال اللہ تعالیٰ۔ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ  
 لَهُ الرَّحْمَنُ مَدَدًا۔ وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ۔ وَأَضَلَّهُ  
 اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ  
 غِشَاوًا فَمَنْ يَعْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ۔ وَذَرِين لَهُمُ الشَّيْطَانَ  
 أَعْمَالَهُمْ وَغَيْرِ ذَٰلِكَ خَبْرًا هُوَ يَسْمَعُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَسْفَلَ مِنْ  
 أُولَٰئِكَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا يَفْعَلُونَ۔  
 اور دوستوں کے پیش نظر کرتا ہوں۔ - اَوَّل۔  
 تم ہم کو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہو۔ کیونکہ جی تمہارے محدثین کی حدیث کی  
 کتابوں میں بھی تو چار سے زیادہ نکاح کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ بقول تمہارے  
 قاضی شوکانی آیت فَا لَنُكْوِ اِلٰهَكُمْ مِنْكُمْ وَنُنَكِّحُكُمْ زَوٰجَهُمْ سَبْعًا  
 مَعْنٰی لَفْظِ مَا كَا اَسْمٰیْنِ تَعْمِیْمِ كَے لیے ہے پھر برخلاف حکم قرآن اس طرح کی سب سب بات  
 میں عمل یا حدیث کرنا بھی تو باطل ہے کہ اسمین بھی حلال کو حرام جاننا لازم آتا ہے خود  
 لفرہ ہو۔ - دعویٰ جو آپ کا تھا وہ برعکس ہو گیا۔ حضرت اس سے فقہ پر

روایت میں ہے کہ ابن سلمہ نے سات یا چھ برس کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کی۔  
 علیؑ ہذا القیاس امام مالک اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ مفقود کی بی بی بعد  
 چار برس کے بعد گزرنے چار مہینے ڈن و عدت کے نکاح کر لیگی۔ پھر بیہقی کی روایت

روایت میں ہے کہ مفقود کی بی بی نکاح نہیں کر لیگی اگر نکاح کرے تب بھی وہ  
 مفقود ہی کی بی بی رہیگی۔ اور دارقطنی میں روایت ہے کہ مفقود کی بی بی  
 مفقود کی بی بی رہیگی جب تک اسکی خبر معلوم ہوے۔ اور عبدالرزاق کی روایت

میں ہے کہ حضرت علی رض اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ مفقود کی بی بی ہمیشہ  
 منتظر رہیگی۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ جب تک خبر مفقود کی معلوم  
 نہوے تب تک وہ اسکی بی بی ہے اب کسکو نسخ اور کسکو منسوخ جانے  
 ذرا بتلا تو دیجیے۔ بعد اسکے مسائل فقہ کے اختلافات پر اعتراض کیجیے۔ خذہا۔

سوال پنجم۔ تمہارے مقلدین کی فقہ کی کتابوں میں چار سے زیادہ نکاح  
 کرنے کو حرام لکھا۔ حالانکہ آیت فانکو ما طاب لکم من النساء مثنی و

ثلث و رباع سے چار سے زیادہ نکاح کرنا بھی درست ہے کہ معنی لفظ ما کا اس میں  
 تعمیم کے لیے۔ اور مثنی و ثلث و رباع قید اتفاقیہ حالت عرفیہ کا بیان ہے۔ قید  
 احترازیہ عن مافوق الاربعہ نہیں۔ جیسا قاضی شوکانی نے اپنی جبل الغام میں  
 اس بات کو اچھی شرح و بسط کے ساتھ لکھا۔ پھر برخلاف حکم قرآن کے عمل بالفقہ کرنا  
 باطل ہے کہ اس میں حلال کو حرام جانتا لازم آتا ہے وہ کفر ہے۔

جواب ہاں قاضی شوکانی نے بتقلید و وافض اس طرح کی فصلوں کو اپنی کتابوں  
 میں وصل کر کے بہت سے شوکہ (یعنی کانٹے) شریعت کی راہ میں بوجھے۔ اس میں

ومحتى خمس سنوة فسالت النبي صلعم فقال فارق واحدة  
 وأمساك أربعاً كذا في المنظري<sup>١٢٥</sup> - ياجورين يهجر - عن قيس ابن الحارث  
 قال اسلمت وعندى ثمان سنوة فأتيت النبي صلى الله عليه  
 وسلم فقلت له ذلك فقال اختر منهن أربعاً - أخرجه ابن ماجه<sup>١٢٦</sup>  
 يحمون<sup>٧</sup> - عن ابن عمر قال اسلم غيلان بن سلمة وتحتة عشر  
 سنوة فقال له النبي صلعم خذ منهن أربعاً أخرجه ابن ماجه<sup>١٢٧</sup>  
 سائون يهجر - عن عائشة (تا) يقول اتركوهن ان خفتن فقد  
 احللت لكم أربعاً - كذا في التفسير<sup>١٢٨</sup> - يحمون يهجر - اخبرنا مالك  
 اخبرنا ابن شهاب قال بلغنا ان رسول صلعم قال لرجل  
 من ثقيف وكان عندا عشر سنوة حين اسلم الثقف  
 فقال له امساك منهن اربعاً وفارق سائرهن كذا في الموطاء  
 المحرم<sup>١٢٩</sup> - نون يهجر - عن عكرمة قال ان الرجل يتزوج الاربع و  
 الخمس والمست والعشر فيقول الرجل ما يمنعني ان اتزوج  
 كما تزوج فلان فياخذ مال يسميه فيتزوج به فنهوا ان  
 يتزوجوا فوق الاربع أخرجه ابن جرير - وشون يهجر - عن ابن جبير -  
 قال بعث الله محمد صلعم والناس على جاهلتهم الا  
 ان يومر والشئ وهو عن شئ فكانوا يسألون عن اليتامى  
 ولم يكن للنساء عدد والا ذكر فانزل الله هذا فقصرهم  
 على الاربع أخرجه سعيد بن منصور - عبد بن حميد وابن جرير وابن منذر و

عیب لگانا تو نہیں بلکہ حدیث پر بھی عیب لگانا ہے۔ کیونکہ اس میں فقہ اور حدیث متفق  
ہے۔ سبحان اللہ مسائل فقہیہ کیسا منطبق ہے۔ احادیث نبویہ کے ساتھ ذرا خیال تو کیجیے  
اور آنکھ پھاڑ کر تو دیکھیے۔ معذرا اسپر عیب لگانا زندقہ یوں کا ہی کام۔ بظاہر  
مشریعت کا نام۔ بہت ہی بد ہے اس عمل کا انجام۔ لکل من الخواص والعوام  
صلی وصام کافر کان یطلبہ۔ لہذا فخر کافر کا اصلی و  
صاما۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کو عمل یا حدیث کرنا  
مطلب نہیں بلکہ اسلام میں خلل ڈالنا مطلب ہے۔ نہیں تو احادیث مفصل الذیل  
پر عمل کرتے۔ اور ان کے انطباق سے فقہ پر عیب نہ لگاتے۔ یہاں پر حدیث  
بطور نمونہ ذکر کرتا ہوں۔ اور ناظرین سے داد و انصاف کی جانتا ہوں۔  
ایک اُنہیں سے یہ یعن ابن عباس انہ کان الرجل من قریش یترج  
العشر من النساء والاکثر فاذا صام معداً من موعن نساءہ  
مال الی مال یتیم فی حجرہ فانفقہ فقیل لہم۔ لا تزیرو  
علی ربح الخ کذا فی المنظری ص ۵۱۶۔ دوسری یہ ہے۔ قال البغوی روی  
ان قلیس ابن الحارث کانت تحتہ ثمان نسوة فلما نزلت  
ہذا الایة قال لہ رسول اللہ صلعم طلق اربعاً وامسک  
اربعاً کذا فی المنظری ص ۵۱۷۔ تیسری یہ ہے۔ عن ابن سلمہ الثقفی اسلم ولہ عشر  
نسوة فی الجاہلیة فاسلمن معہ فقال النبی صلعم  
امسک اربعاً و فارق سائرھن رواہ الشافعی واحمد والترمذی  
وابن ماجہ کذا فی المنظری ص ۵۱۹۔ چوتھی یہ ہے۔ عن زوفل بن معاویہ قال اسلمت



کہو تو بھی میرا مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ صورتِ ثانیہ میں تو ثابت ہی ثابت ہے۔  
عیانِ راجحت بیان ہے۔ اور صورتِ اول یعنی اگر کہو کہ ہو سکتا ہے تو کھل  
صحاح کو متاخرین کے جرح و قدرح سے خاک میں ملا دیجیے۔ بلکہ ابن عبدالبر  
شوکانی کو نبی فرس کر لیجے۔ العیاذ باللہ۔ جب یہ حالت اپنی تقریر کی ٹھہری۔  
اور یہ گت اپنی تحریر کی نکلی۔ تو ہدایت گئی گزری۔ ضلالتِ انکلی۔ کیونکہ صحاح  
وغیرہ کی حقیقت جب ان متاخرین کی تصحیح پر موقوف رہی۔ پھر صحاح صحاح  
کیونکر باقی رہی۔ جب صحاح کی یہ حالت ہوئی۔ پھر کبھی صحاح وغیرہ کی حدیثیں  
نکلیہ نہ کرنا۔ اور عملِ باحدیث کا دعویٰ نہ بھرنا۔ **۵** در عمل ہم کامل یہ اعمال  
را رسوا کمں۔ **۶** ووم۔ جب اتنی حدیثوں سے حرمتِ نکاح مافوقِ الاربعہ  
کی ثابت ہوئی۔ پھر اسکی حلت اس مہل استدلالِ شوکانی وغیرہ سے کیونکر  
ثابت ہو سکتی ہے۔ کیا آپ لوگوں نے یہاں پر عملِ باحدیث کو بالائے طاق رکھ  
چھوڑا۔ یا شوکانی کو حقیقی شارحِ ناسخِ جائز احادیثِ نبویہ مذکورہ کو منسوخ  
کر دیا۔ **سوم**۔ اجماعی صاحب تم لوگ لو حدیث السنۃ قاضیہ پر بڑے ناز  
رہا کرتے ہو۔ حتیٰ کہ قرآن کی آیت پر ترجیح دیا کرتے ہو۔ پھر یہاں اسے کیوں  
عمل نہیں کرتے ہو۔ شاید قاضی شوکانی نے بسبب قاضی القضاہ ہونے کے  
(کہ حقیقت میں یہ صفت حقیقی خداوند تعالیٰ کی ہے) حدیث السنۃ قاضیہ  
کے قضائے کو منسوخ کر دیا۔ **چہارم**۔ جو شخص نفلِ عامی عمومیت سے مافوقِ الاربعہ  
کا نکاح درست جانتا ہے۔ تو اُمّی عمومیت سے محرمات سے بھی بخوبی نکاح کر کے  
صحبت کی لذت اٹھا سکتا ہے۔ **نہم**۔ نوذ باللہ منہ۔ اگر کہو کہ محرمات دوسری آیت

ابن ابی حاتم۔ گیارھویں یہ ہے۔ عن مجاہد فی تفسیر قولہ تعالیٰ۔ قد  
علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم قال لا یجاوز الرجل  
اربع نسوة اخرجہ عبد بن حمید وغیرہم المذکورین۔ بارھویں یہ ہے۔  
امر النبی صلعم لغیلان لما اسلم وتحتہ عشر نسوة بان یختل  
منہن اربعاً ویفارق سائرہن۔ اخرجہ الترمذی۔ اور مثل اسکے امام  
شافعی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور بیہقی  
وغیرہم نے باختلاف الفاظ اور طریق ابن عمر وغیرہ سے اخراج کیا۔  
طوالت کی وجہ سے ہر ایک کی روایت کو ترک کیا۔ اگرچہ ابن عبدالبر نے بعض  
کو معلول کہا۔ اور شوکانی نے اس قول ابن عبدالبر کو کالوجی من السماء  
سمجھ کر بہت کچھ لکھا۔ لیکن انصاف کی رو سے حق کس جانب کو ہے بصارت  
پیدا کر کے تمیز کر لیجیے۔ بے تمیزوں کی طرح متاخرین مشرقی کے اقوال پر  
عمل نہ فرمائے۔ بلکہ قولہ تعالیٰ۔ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب کو  
تلاوت کیجیے۔ بے بصیرت رہنا نہ باشد در حق و باطل تمیز۔ کوریکہ  
واند عصائے سحر و اعجاز کلیم۔ کیا جی اُس شوکانی کا قول جس نے ۱۲۵۵  
یا ۱۲۵۶ میں انتقال کیا۔ یا ابن عبدالبر من المتاخرین کا قول اُن بزرگان  
دین مذکورین متقدمین کی روایت کے مقابلے و معارضے میں معتبر ہو سکتا ہے۔  
تم ہی بضمون استفتت عن نفسک اپنے دل سے دریافت کر لو  
تمہیں کہو تو کہہ ہی اس میں کسی راسے صواب۔ معاند کو حکم ٹھہرانا  
یہ جرات ہماری ہے۔ اگر ہو سکتا ہے کہو تو تمہیں یہ مدعا ثابت ہے۔ اگر نہیں ہو سکتا

الا بفتح الکتاب ہر اور اس حدیث کا معارض سیکڑون حدیثین  
 موجود ہیں (جنکو میں نے اس کتاب کی فصل دوم کے اے صفحہ میں۔ اور  
 تذکرۃ المذاہب کے تبصرہ سوم کے ۳۴ صفحہ میں لکھا) اور یہاں سیکڑون  
 حدیث مافوق الاربعہ کی حرمت میں موجود ہیں۔ اور کوئی حدیث معارض  
 انکا نہیں معہذا یہاں عمومیت کو دخل دینا اور وہاں نہ دینا کس قدر غیارت  
 و جہالت و نفسانیت و ضلالت ہر ذرا خیال کو کیجیے۔ یہ بین تفاوت راہ  
 از کجاست تا بکجا۔ کاحول و کافوتہ ایسی شہوت پرستی سے خدا پناہ دیجئے  
 ہفتم۔ اجمی صاحب یہ مثنی و ثلاث و رباع کی قید اتفاقاً نہیں اجترائیہ  
 ہر کیونکہ یہ الفاظ ترکیب میں حال واقع ہیں لفظ لساء یا ما طاب  
 لکم سے اور حال قید عامل کی پڑھتا ہوں۔ اور کیفیت ذوالحال کو بیان  
 کرتا ہوں۔ اور ذوالحال یہاں پر لساء ہر تب ان الفاظ مثنی و ثلاث  
 و رباع لساء کی اس کیفیت کو جو شکبہ بعد و معمود و معد و ہر بیان کیا  
 جب ہی لساء کی حلت کی کیفیت معد و دیت کے ساتھ مقید و مختص ہو گئی۔  
 تو بلاشبہ مافوق المعد و ات میں حرمت آگئی کہ یہ قید مخصوص مافوق الاربعہ  
 میں نہیں پائی گئی۔ اور جیسا ناقلاً سارِ قاً میں قتل حالت سمرقہ کے  
 ساتھ مختص ہر ویسا فالکھو میں بھی حلت نکاح حالت مثنی و ثلاث و رباع  
 کے ساتھ مختص ہر۔ خذہذا۔ اسلئے تفسیر احمدی<sup>۱۶۴</sup> میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہر۔  
 لکن لا ینحرف علیک علی حسب ما ذکر و ان قولہ مثنی و ثلاث  
 و رباع حال من النساء او من ما طاب و التقیر ہر فالکھو اما طاب لکم

مخصوص ہو گئے ہیں۔ کہو لگا کہ مافوق الاربعہ بھی احادیث مذکورین اور مثنی و  
ثلاث و رباع سے مخصوص ہو گئے ہیں۔ اور نیز کہو لگا کہ جب عمومیت ما  
کا عموم علی وجہ الکمال باقی نہ رہا بلکہ من وجہ بآیت محمدان اس میں خصوصیت لگی  
تب اسی طرح سے مثنی و ثلاث و رباع سے رباع تک کی حلت کی خصوصیت  
اس میں آگئی خذہذا۔ اور سنے جب ما کی عمومیت سے مافوق الاربعہ  
حلال ہو جائے۔ اور مثنی و ثلاث و رباع کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہے۔  
تو بطریق اول اسی ما کے معنی کی عمومیت سے جو حقیقت میں غیر ذوی العقول  
کے لیے موضوع ہے۔ گائے بکری کا لنگھ بھی حلال ہو جاوے گا۔ اور النساء  
کی قید کا کچھ اعتبار نہ رہے گا۔ العیاذ باللہ۔ اجمی صاحب جس طرح سے من النساء  
کی قید سے غیر ذوی العقولیت کو ذوی العقولیت لازم آئی۔ اسی طرح سے مثنی  
و ثلاث و رباع کی قید سے مافوق الاربعہ کو حرمت لازم آئی خذہذا۔  
پہچھ۔ کیوں حضرت آپ لوگ تو ہمیشہ ظاہر پر عمل کرتے ہیں۔ اور اپنے کو  
ظاہرہ کہلاتے ہیں۔ پھر بیان پر معنی عمومیت کو کیوں مراد لیتے ہیں۔ ظاہر  
معنی معدو و مثنی و ثلاث و رباع پر کیوں عمل نہیں کرتے ہیں۔ کیا شہوت پرستی  
کا نام شرع سمجھ لیا گیا ہے۔ ششم۔ کیوں حضرت جب باوجود موجود  
ہونے مثنی و ثلاث و رباع اور احادیث مذکورین کی اس آیت میں  
لفظ ما کی عمومیت پر عمل ہو سکا۔ تب قرأت فاتحہ خلف الامام کے ماوے  
میں فاقرو ما تیسر من القرآن کی ما کی عمومیت پر کیوں عمل نہیں ہو سکا  
حالیکہ وہاں قرأت فاتحہ کے ماوے میں فقط ایک حدیث کا صلوات

ما طاب لكم من النساء حال واقع ہوا ہے۔ اگر یہ حال قید عامل کا ہوگا۔  
 تو وہ حال بھی قید لا تقربوا کا ہوگا۔ تب تو عدم قرابت صلوات کی عمومیت سے  
 نماز کا منہی عنہ ٹھہرنا لازم آوے گا۔ العیاذ باللہ۔ یعنی جیسی عدم قرابت صلوات  
 کی ثابت ہے اُس حالت میں جس حالت میں شراب کی نشاء میں مصدق مستی  
 ایسی اباحت نکاح ما طاب لكم من النساء کی ثابت ہے اُس حالت میں جس حالت  
 میں ناکح کو دو دو تین تین چار چار بی بی سے زیادہ نہوے۔ اور جس طرح  
 مطلق حرمت شراب کا ثبوت اس آیت لا تقربوا الہم سے ثابت ہو کر دوسری آیت  
 سے ثابت ہوا۔ اسی طرح سے حرمت نکاح محرمات کا ثبوت بھی اس آیت سے  
 ثابت ہو کر دوسری آیت سے ثابت ہوا خذوا۔ نہم۔ اجمی صاحب اس  
 آیت کی شان نزول مافوق الاربعہ کے نکل کی حرمت و اہل بیت ہر کافی۔ اور  
 لفظ ما کی عمومیت مطلقہ کے دفعیہ کے لیے نہایت ہر شافی۔ کیونکہ شان  
 تو اسکا یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ نو دس عورت اپنے نکاح میں رکھتے  
 چنانچہ حضرت قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ کے تحت میں آٹھ عورتیں تھیں اس لئے خدا نے  
 تعالیٰ نے لوگوں کو اُس سے بچانے کے واسطے اور چار پر اختتام کرنے کے  
 لیے فائکھوا اطاب الہ فرمایا۔ جیسا تفسیر عباسی میں ہے و کا تو  
 یتزوجون من النساء ما شاءن السعاً و عشراً و کان تحت  
 قیس بن الحارث ثمان نسوة فہاھم اللہ عن ذلک۔ و حرم  
 علیہم ما فوق الاربعۃ فقال فائکھوا اطاب لكم فتزوجوا  
 ما احل لكم من النساء مثنی و ثلاث و رباع۔ اور جیسا تفسیر مظہری میں ہے

معدودات هذه العدد والحال يكون قيداً للعامل فيكون  
الاية نصّاً في بيان العدد على كلّ حال - (تا) فكان غير  
هذه المعدودات حراماً تاملاً - وعلى هذا القياس تفسير <sup>مؤلفه</sup> مظهرى  
بين عبارات مندرج ہر - ان الایة ما سبقت الا لبيان العدد  
المحلل لا لبيان نفس الحل لانه عرف من غيرها قبل نزولها  
کتاباً وسنةً فكان ذکراً هنا مقيداً بالعدد ليس الا لبيان  
قصر الحل عليه اوه الحل المقيد بالعدد لا مطلقاً كيف  
وهو حال مما طالب فيكون قيداً في العامل وهو الاحلال  
المفهوم من فاتحوا - وايضاً - عدم جواز ما فوق الاربع من  
النساء ثبت بحديث ابن عمر ان غيلان بن سلمة الثقفي اسلم  
واحد عشر نسوة في الجاهلية فاسلمن معه فقال النبي  
صلعم امسك اربعاً وفارق سائرهن رواه الشافعي واحمد وابن  
ماجه (تا) وعلى حصر الحل في اربع العقد الاجماع وقول  
بعض الناس في مقابلة الاجماع باطل ولم يذهب  
الى التعميم احد من اهل البدع ايضاً فانه حصر الخواج  
في ثمان عشرة والروافض في تسع - هشتم - اگر یہ آیت واسطے  
بیان عدد کے منصوص نہ ہوے - تو قولہ تعالیٰ - لا تقربوا الصلوات و  
انتم سكارى سے قربت صلوة منہی عنہ ہوے - کیونکہ جیسا وانتم  
سكارى سے حل لا تقربوا کا واقع ہر ویسا مثنی وثلاث وربع بھی

اسکے فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة کو ذکر کرنا۔ صاف اسپر الہی  
 کہ ما فوق الاربعہ حرام ہے۔ **رفع دخل** اور اولی اجنحة مثنیٰ وثلاث  
 ورباع کو اسپر قیاس کرنا۔ قیاس مع الفارق پر عمل کرنا ہے۔ کیونکہ آیت  
 اولی اجنحة کے بعد مثل فان خفتم ان لا تعدلوا الخ کوئی جملہ مذکور  
 نہیں۔ اور کوئی حدیث اس اجنحہ کی زیادتی پر معارض و مزاحم بھی نہیں بلکہ  
 قرآن و حدیث موافق ہیں۔ اور آیت فانکھوا الخ میں زیادتی نکاح کی حرمت  
 و معارضت پر حدیثیں مذکور ہیں۔ یعنی ما فوق الاربعہ کی حرمت  
 پر حدیثیں وارد ہیں۔ فکیف یقاس هذا الایة علی ثلاث  
 الایة۔ سوائے اسکے جملہ شرطیہ فان خفتم الخ بزور اس بات  
 پر شہادت دیتی ہے کہ لوگ اگر چار سے بیشی نکاح کریں۔ تو عدالت شرعیہ پر  
 قاور نہیں ہونگے ایسے خداوند تعالیٰ نے سرباع تک کہ اسکے بعد یہ  
 جملہ شرطیہ کو بیان کیا جس سے لوگ اس حدیث کے وعید سے بچے۔  
 قال رسول اللہ صلعم من کانت لہ امرأتان بمیل مع احد  
 علی الاخری جاء یوم القیمة واحد شقیہ ساقط اخر جہنم  
 سوائے اسکے یوں بھی یہ بات عقل سے بعید اور انصاف سے دور  
 ہے کہ ایک مرد سیکڑوں عورتوں کو نکاح کر کے لذت اٹھائے اور عورتیں  
 یہ چار یاں سیکڑوں دونوں کے بعد بھی اپنے شوہر کے وصل سے فصل میں ہیں  
 کیا یہ انصاف ہے۔ بلکہ مقتضی الی الفساد و الزنا ہے ہرگز یہ امر شرعی نہیں ہو سکتا  
 ہے۔ الا ما قد سلف اور چار تک کی تخمین جو اللہ اور رسول نے کیا ہے

ولنا ان الاية نزلت في قيس (تا) فلما نزلت هذه الاية قال  
له رسول صلعم طلق اربعا وامسك اربعا (تا) فكان من النبي  
صلعم بيانا لللائنة وهو اعلم بملء الله تعالى - وثالثهم - اگر اس  
آیت سے مافوق الاربعہ یعنی سیکڑون نکاح ہر امت کے واسطے حلال ہوتے۔  
تو خداوند تعالیٰ جناب رسالت مآب صلعم کی شان میں لایجمل لك النساء  
من بعد ہرگز نہ فرماتا۔ کہ امت کو نکاح کے ماوے میں نبی پر فضیلت دینا  
لازم آتا۔ کیونکہ اس سے جناب آنحضرت صلعم کو نبی بی سے زیادہ نکاح کرنا  
حرام ہونا ثابت ہو۔ اس لیے تفسیر جلالین میں یوں لکھا ہے لایجمل بالنساء  
والیاء لك النساء من بعد بعد التسع اللاتی اخترناك۔ اور  
علیٰ ہذا القیاس تفسیر عباسی میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ لایجمل لك النساء  
تزوج النساء من بعد هذا الصفة ويقال من بعد لسانك  
التسع وكانت عندك التسع لسوة الخ۔ اور علیٰ ہذا القیاس تفسیر ضیائی  
میں یوں لکھا ہے۔ لایجمل لك النساء بالیاء لانی تأیید الجمع غیر  
حقیقہ و قرأ البصر یون بالنساء من بعد بعد التسع وهو فحوقہ  
کا الاربعہ فی حقنا الخ۔ بالفرض اگر تو سے زیادہ حلال ہونا بھی ثابت  
ہوے۔ تو بھی امت کے نکاح کو ان کے نکاح پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ  
مخصوصات النبی میں سے ہے کہما تبھی ذکرہ۔ یا زولہم اجمی صاحب فقط سیاق  
وسباق عبارت سے بھی مافوق الاربعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ خداوند  
تعالیٰ کا کثرت نکاح کی رو میں مثنیٰ و ثلاث و رباع پر ختم کرنا۔ اور بعد



العیاذ باللہ۔ چہارم و ہم۔ اجماعی صاحب تم اگر میری بات کا قاضی شو کمانی کے  
 مقابلہ میں اعتبار نہیں کر سکتے ہو نہ کرو۔ لیکن مفسرین کی تفسیروں پر تو اعتبار  
 کرو گے انھوں نے مافوق الاربع کو حرام لکھا۔ کما حقہ ذکر لا۔ اگر انکا بھی  
 اعتبار نہ کرو تو ابن ماجہ کی حدیث کا تو اعتبار کرو گے۔ انھوں نے حدیث مذکورہ میں فقال  
 البتہ خذ منهم اربعاً لکھا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ضرور رئیس المحدثین امام بخاری  
 کا تو اعتبار کرو گے انھوں نے اپنی صحیح بخاری میں باب لا تزوج الا کثر  
 من اربع لقولہ تعالیٰ مثنی وثلاث ورباع لکھا۔ پھر دوسرے جگہ میں  
 ابن عباس سے یہ روایت کیا۔ قال ابن عباس ما زاد علی اربع فہو  
 حرام کما وہ وابنتہ واختہ۔ الخ۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو انکے تباؤ  
 امام احمد بن حنبل رحمہ کا تو اعتبار کرو گے۔ انھوں نے اپنے مسند میں حدیث  
 فقال النبۃ اختر منہن اربعاً کولایا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو ابن  
 ابی شیبہ کا (جو عمدہ ترین مشائخون سے صحاح کے ہیں) اعتبار کرو گے  
 انھوں نے بھی حدیث اختر منہن اربعاً کو روایت کیا۔ اگر انکا بھی اعتبار  
 نہ کرو تو بخاری کے استاذ کے استاذ امام شافعی رحمہ کا تو اعتبار کرو گے  
 انھوں نے بھی حدیث عن توفیل بن معاویہ قال اسلمت وتحتی خمس  
 لسوۃ فقال النبۃ صلعم اسک اربعاً وفارق الاخرے کو  
 روایت کیا۔ اگر انکا بھی اعتبار نہ کرو تو انکے استاذ امام محمد رحمہ کا تو اعتبار  
 کرو گے۔ انھوں نے انے موطا میں اپنے استاذ امام مالک سے حدیث  
 اسک منہن اربعاً وفارق سائرھن کو لکھا۔ اگر انکا بھی اعتبار

وہ حسن ہے اس ہمت سے کہ عورتیں سبب حیض و نفاس و ولادت و حمل و استحضاتہ وغیر ذلک ہر وقت قابل صحبت مرد باقی نہیں رہتی ہیں۔ ایسے چار تک جائز رکھا۔ اور اس سے کثرت میں عدم عدالت کی خرابی اور عورتوں کے حق میں سبب عدم وصل مرادوی ظلم و تعدی مقصور ہے۔ ایسے شرائع میں قبلنا اس مادے کے اس شریعت بیضار میں منسوخ ہو گئے۔

دو آرزو ہم۔ اجمی صاحب اگر غور کر کے دیکھو یہ مثنیٰ و ثلاث و رباع چند مانع عمومیت لفظ ما کا بھی نہیں۔ کیونکہ اس ما کی عمومیت اس آیت میں حسب محاورہ من وجہ ثابت ہے کہ ایک سے لے کے چار تک نکاح کی عمومیت ثابت ہے جیسا لوگ اپنے دشمنوں کو مارنے میں بولتے ہیں جبکو پاؤں اسکو مارو۔ مثلاً اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے۔ کہ سارے جہان کے لوگوں میں سے

جسکو وہ پاوے مارنا لازم آوے۔ بلکہ جسقدر کو مارنا مشکلم کا ما فی الضمیر حسب مقتضائے حال ہے اسی قدر کی عمومیت مخاطب کے لیے ثابت ہے۔ اور ناظا ہر نہیں۔ کہ ہر جگہ مخاطب حسب فہم مخاطب کے خطاب کرتا ہے۔ اور بیان مخاطب بالوحی رسول کریم صلعم ہیں انھوں نے منشاے خطاب کو خوب سمجھ کر مافوق الاربعہ کو حرام کر دیا۔ پھر دیگر ان را کہ میرسد۔

میں رو ہم۔ اگر اس آیت سے مافوق الاربعہ حلال ہوئے۔ تو رسول خدا صلعم کو ظالم و بے انصاف ہونا لازم آوے۔ کیونکہ انھوں نے جب کسی کو

کثیر الازواج پایا۔ تب اسکو چار چار بی بی رکھ کر باقیوں کو چھوڑنے کا حکم فرمایا۔ (کما عرفتم) کیا رسول صلعم نے اس جواز شو کا نیکو نہیں سمجھا تھا۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم (تأكلوا من ثمره ما وجدتموه فيه حلو متبرقا) وان اقمتموه سنين  
 على سنين وسبعين فرقه كلها في النار الا واحدا وهو الجماعة  
 خرجه ابن ماجه - ولقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم الزموا الجماعة - وعليك بالجماعة  
 تتبعوا السواد الاعظم - اور قول شاذہ سے اختیار کرنے سے جہنم میں نجاؤں  
 لقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم شد شد في النار - بلکہ جو شخص جماعت کو توڑنا  
 چاہے اسکو قتل کرین لقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم اتاكم و امرکم جميع على  
 رجل واحد يريد ان يشق عصاكه ويفرق جماعةك فاقتلوا  
 اخرجه مسلم - اجمی صاحب اگر جمہور کی مخالفت پر باپ بھی حکم کرے تو بھی عمل  
 نہ کرنا چاہیے۔ پھر قاضی شوکانی کو کون پوچھو۔ لقولہ تعالیٰ - وان جاهدوا  
 للشرك لبي ما ليس لك به عدا فلا تطعهما -  
 مفہد ہم متفق علیہ بات ہو کہ نہ ضمون اذا اجتمع الحلال والحرام  
 غلب الحرام۔ جہاں کہیں علت و حرمت میں معارضہ واقع ہوے تو حرمت  
 کی ترجیح ہوے۔ اسلیے مسلم الثبوت میں مع شہح بحر العلوم یہ عبارت لکھی ہوئی ہے  
 اذا اشتبهت المنكوحه بالاجنبیه اذا دخل امرتان في بيت  
 وقد زوج احدیہما الوکیل ولا ینرف الزوج بعینہا وقد ما  
 الوکیل حرمت المنكوحه لان الکف عن الحرام وحی وطی الاجنبیه  
 واجب وهو بالکف عنہما جمیعاً للاشتباہ ومن ہما اشتہرت  
 الحلال والحرام لا یجتمعا الا وقد غلب الحرام۔  
 مسجد ہم۔ اگرچہ بعض روایں نے اس میں ثلاث و رباع سے باعتبار مجموع

کہ کرو تو اجماع کا تو اعتبار کر سکتے۔ اجماع تو حدت اربع کے دوسرے معتقد ہو چکا۔۔۔  
چنانچہ تفسیر نظری میں مجزوعہ و عینہ صر الحل فی اربع العقد اجماع  
وقول بعض الناس فی مقابله اجماع باطل ولم یندھب الی  
التعمیم احد من اهل البدع ایضاً فانہ حصر الخواج فی  
ثمان عشر۔ والروافض فی تسع۔ اگر اجماع کا بھی اعتبار نہ کرو تو سنت  
کا تو اعتبار کرو گے۔ سنت سے تو مافوق الاربعیہ عزم ہو چکا۔ باوجود ان باتوں  
کے مافوق الاربع کو حلال جاننا۔ احادیث نبویہ، فکرہ کو تکذیب کرنا۔ اور انہی  
تکذیب کرنا یقیناً ایمان سے ہاتھ دھونا ہی۔ پیرائیت تو کون سے گفتگو کرنا کیسا  
ای حضرت اس منہ سے پھر عمل بالحدیث کا دعویٰ بھرنے کیسا۔

یا تروہم۔ اجماع صاحب طرفہ معاملہ تو یہ ہو کہ تمہارے قاضی شوکانی بھی تو اپنی کتاب  
در بحیثین اس عبارت کے و یجرم علی الرجل (تا) وما زاد علی الحد المباح للحرم والعبد مافوق الحد  
کو حرام لکھا۔ پھر بقول تمہارے و بل الغلام میں حلال لکھا۔ تو متناقض قطعی  
ثابت ہو گئی۔ اسی طرح کے تناقضات پر نازان ہو کر عمل کرنا اور اسکی دلیل لانا  
شہوت پرستی نہیں تو کیا۔ شنائت و ہم۔ ناظا ہر نہیں ہو کہ چنان کہین اختلاف  
دقتہ واقع ہوئے۔ تو وہاں دیکھنا چاہیے۔ کہ جمہور کس طرف ہو۔ جس طرف  
جمہور ہی اسی طرف کو اختیار کرنا چاہیے۔ لقول النبی صلعم عن النس بن  
مالک یقول سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان امتی لا یجتمع  
علی ضلالة فاذا رایتما اختلافا فلیکم بالسواد الاعظم۔  
اخرجه ابن ماجہ۔ <sup>۲۹۳</sup> ولقول النبی صلعم عن النس ابن مالک

عمر بن العاص قال حدثت ان رسول صلعم قال ان صلوة الرجل  
 قاعدا على نصف الصلوة قال فانته فوجدته يصلح بالسوا وضعت  
 يدي على راسه فقال مالك يا عبد الله بن عمر قلت حدثت يا  
 رسول صلعم انك قلت صلوة الرجل قاعدا على نصف  
 الصلوة وانت تصلي قاعدا قال اجل وللي لست كما حذرتمكم  
 اخرج مسلم و مالك والترمذى والنسائى كذا فى التيسير ۲۱۶ - چوتھی یہ تحریر کے بالفرض  
 اگر یہ آیت کل احتمالات مذکورہ کا شامل بھی ہو تو بھی مافوق الاربعہ حرام تحریر  
 ایسے کہ قول النبی صلعم مثل حدیث عسنبیلہ کے اس آیت کا بیان پڑا -  
 وهو اعلم به اذ الله تعالى فكيف التخلف عنه -

تمہیں ایسا مانو۔ غیر مقلدین کی حرکت سے عبرت و عبرت پکرو۔ اسی مسلمانوں نے اپنی  
 کی شرارت سے خبردار اور متنبہ ہو جاؤ۔ کہ بمضمون آئیہ و پریدون ان تفسلوا  
 السبیل یہ لوگ فقط دھوکا دینے اور گمراہ کرنے کی نیت سے عمل باحدیث کا  
 دعویٰ کرتے ہیں۔ اور بمضمون آیتہ یرضونکم یا فواہم و تالی قلوبہم  
 زبان سے خوش کرنے کے لیے بہت کچھ کہتے ہیں۔ حقیقت میں عمل باحدیث والقرآن  
 کا غرض نہیں رکھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن حدیث و عمل صحابہ و قول صحابہ و قول ائمہ اربعہ ہندین  
 و قول ائمہ محدثین وغیر ہم کلمہ اجمعین جو بالفقہ منقول ہے ایک طرف۔ اور قول  
 شوکانی و مثلہ کا ایک طرف باوجود اسکے ان لوگوں نے قول شوکانی پر عمل کیا۔  
 اور قرآن و حدیث وغیرہا کا اتباع نہ کیا۔ پھر عمل باحدیث والقرآن کا دعویٰ  
 کیا کیونکہ صحیح ہوا خذہا۔ اسی غیر مقلد و۔ بڑی عبرت و عبرت کی جگہ ہے۔

کے یعنی  $۲ + ۳ + ۴ = ۹$  تو تک مراد لیا۔ اور اس پر رسول خدا صلعم کے  
 نو نکاح کو دلیل لایا۔ اور خوارج نے باعتبار مجموعہ تکرار یہ کے یعنی  $۲ + ۲ = ۴$   
 اور  $۳ + ۳ = ۶$  اور  $۴ + ۴ = ۸$  اٹھارہ تک مراد لیا۔ اور اکثر شہوت  
 پرستوں نے بمضمون کُلّ شئی الی اصلہ اس کی طرف مائل کیا۔ لیکن اس غیر تہی  
 باتوں سے ہوتا کیا۔ اور بگڑتا کیا۔ سوائے اسکے باعتبار ضرب کے۔ اور ایک احتمال  
 ۲۹ تک کا ہے کیونکہ  $۲ + ۲ = ۴$  اور  $۳ + ۳ = ۶$  اور  $۴ + ۴ = ۸$  اور  $۵ + ۵ = ۱۰$   
 حاصل ہوتا ہے بہ کیف بطلان انکا کئی وجوہوں سے ظاہر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ  
 جب بقول تمھارے لفظاً ما عام ہے مافوق الاربعۃ کوشامل ہے تہ مافوق التسع  
 اور مافوق ثمان عشرہ اور مافوق تسع عشرہ کو بھی شامل ہے پھر تمھارا تو یا اٹھارہ یا  
<sup>۲۹</sup> آٹیس مراد لینا کیونکہ صحیح ہوا ہے بخلاف مراد لینا صحیح ہو۔ تو مراد لینا کیونکہ صحیح نہ ہو۔ دوسری یہ ہے کہ یہاں  
 جمعیت وغیرہ کا اعتبار کرنا۔ عدم محاورہ دانی پر اقرار کرنا ہے کہ یہ مقابلہ مجمع ۵۹  
 یا مجمع سے انقسام الاحاد علی الاحاد لازم آتا ہے۔ نہ جمعیت مراد ہوتا ہے کہ تقسیم ہونے کا  
 فان مقابله الجمع بالجمع یقتضی انقسام الاحاد علی الاحاد۔  
 میرے یہ ہے کہ نو نکاح رسول صلعم کا مخصوص بالرسول صلعم ہے اس پر نکاح امت کو  
 تیس بنین کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر ہر ہر بات میں فعل نبی پر قیاس کرنا درست ہوتا تو خدا  
 تعالیٰ انکی شان میں ہر وہبہ وغیر ذلک کے ماوے میں خالصہ لاش من دون  
 المؤمنین۔ از واجہ امہات المؤمنین۔ ولا تنکحوا ازواجہ  
 من بعدہ ابدًا۔ وغیر ذلک فرماتا۔ نہ خود رسول خدا صلعم حدیث عمرو بن لعیان  
 میں اجل ولکنی لست کا حد منکم فرماتا۔ پوری حدیث یہ ہے عن

عند اہل العلم ان الاجتماع بين الصلوتين الآتي في السفر او بعرفة وخص بعض اهل العلم من التابعين في الجمع بين الصلوتين للمريض به يقول احمد واسحق وقال بعض اهل العلم بجمع بين الصلوتين في المطر به يقول الشافعي و احمد وسحق ولم ير الشافعي للمريض ان يجمع بين الصلوتين اخرج الترمذي ص ۲۷۰ - پھر تم لوگوں کو بلا مذبح جمع کرنے کو درست کہنا اس حدیث کی صریح مخالفت کرنا ہے۔ اور کسی میں کیا نفع و ضرر ہی عوام کو بہائم کی طرح اصلاً دریافت نہ کرنا۔ کیونکہ بر تقدیر جواز کے عمل بالمباح ہی آسمین نفع و ثواب مثلاً ہونہیں۔ و بر تقدیر عدم جواز کے گناہ کبیرہ میں گرفتار ہو کر معذب ہونا ہی آسمین ضرر متقین ہے۔ اور ترمذی کی روایت قول النبی ص ۴۲ ہی اور مسلم کی روایت قول ابن عباس نہ ہے۔ اور تم لوگوں کے عقائد میں قول صحابہ رضہ حجت نہیں ہوتا ہی پھر قول نبی کے مقابلہ میں قول بعض صحابہ کا کیونکر حجت ہوئے

**فافتراق الفرق فرقا جلیا۔ وقع دخل اگرچہ۔** وہو ضعیف عند اہل الحدیث ضعف احمد وغیرہ۔۔ یہ ظاہر یہ حدیث ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ اما فی الحقیقت اسکے نیچے کی عبارت سے اور اور مفصل الذیل کی روایتوں سے بہت ہی قوی ہونا اس حدیث کا متحقق ہے۔ کیونکہ کوئی اہل حدیث بلا عذر و دُعا کو جمع کرنے کی طرف نہیں گیا۔ حتی کہ وہی احمد نے جسے اس روایت کو باعتبار اسناد کے ضعیف کہا۔ خود انھوں نے بیماری اور مطر اور سفر کو اسی روایت میں جمع کرنے کا سبب گردانا۔ پھر بلا عذر جمع کرنے کا حکم نیست و نابود ہو گیا باقی کہاں رہا۔ اور مسلم کی روایت سے بلا عذر جمع درست ہونا ثابت ہے۔

احولاً مذہباً بہت ہی بصارت و ہدایت کا محل ہے دیکھو غور کرو کہ قرآن وحدیث  
 و فعل صحابہ و قول صحابہ و قول ائمہ مجتہدین و ائمہ محدثین کلمہ جمعین کا ایک  
 طرف۔ اور قاضی شوکانی کا قول ایک طرف۔ اجی تم اب کس طرف ہو جاؤ  
 اپنے نفس کو۔ بجز کبھی عمل بالحدیث کے دعویٰ سے دھوکا نہ دو وغیر کو۔ اور  
 حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ۔ اور حتی المقدور حق کو نہ چھپاؤ۔ لفظہ تعالیٰ۔  
 لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتوا الحق وانتم تعلمون۔ اجی صاحب  
 جب تم غیروں کو عمل بالحدیث کرنے کو نصیحت کرتے ہو۔ پھر اپنے کو اس سے  
 محروم رکھ کر کیوں نصیحت اٹھاتے ہو۔ اور اتاھرون الناس بالبر و  
 تلبسون الفسکم کو کیوں تلاوت نہیں کرتے ہو۔

**سوال ششم۔** ظہر وعصر کی نماز کے جمع کرنے میں اور مغرب وعشاء کے  
 جمع میں صحیح مسلم میں صریح یہ حدیث آئی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول  
 اللہ والظہر والعصر جمعاً والمغرب والعشاء جمعاً غیر خوف  
 ولا سفر اخرجه مسلم۔ پھر حنفیوں کا مانع کرنا جمع کرنے کو حدیث مذکورہ  
 کی صریح مخالفت کرنا ہے۔

**جواب بمثلہ۔** بغیر عذر کے دو نماز کے جمع کرنے میں جو گناہ کبیرہ ہے وہی  
 ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی میں صریح یہ حدیث مروی ہے۔ عن ابن عباس رضی  
 اللہ عنہما قال من جمع الصلواتین من غیر عذر فقد  
 اتى بأب من ابواب الکبائر۔ قال ابو عیسیٰ وحسنہذا ہوا ابو ابو علی  
 الرجبی و ہوقیس و ہوضعیف عند اہل الحدیث شتتہ احمد وغیرہ والعمل علی ہذا



دجو چوتھا۔ یہ ہجرت اس روایت کو نہ امام اعظم رحمہ اللہ نے لیا نہ امام مالک رحمہ اللہ نے لیا نہ امام شافعی رحمہ اللہ نے لیا نہ امام  
 ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے لیا۔ اہل سنن نے کسی نہ میں لیا پھر ایسے عمر کے پانچ پانچ کتابوں اور ان بزرگوں نے جس میں جمعہ کو دست بگا  
 عذر کے ساتھ دست رکھنا نہ بلا عذر کے ساتھ ہا سچو ان یہ ہجرت کہ اس روایت کو اعتبار کرو۔ تو  
 باب النبی عن تاخیر الصلوۃ عن قمتھا۔ کو جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔ اور اسی باب کی کسی روایت میں  
 یوتخرون الصلوۃ عن قمتھا اذ یرسی ین لیسون الصلوۃ عن وقتھا ہے۔ کیا کچھ بیجا جب  
 فقط تاخیر میں بیعتوں ہے۔ تب وقت نکلیا سنے سے کیا لفظ  
 استعمال کچھ بیجا۔ یہ صحیح ہے ان یہ ہجرت کہ اگر بن عذر کی روایت کو صحیح جانتے تو کل  
 حدیثیں صحاح کی جو باب الموافقتہ میں ہیں انکو غیر صحیح مانو۔ بلکہ فرخرفات سمجھ لو۔  
 اعیانہ میں۔ ان لواریں ہجرت کہ ابن سعد رحمہ اللہ کی اس روایت نے جسکو سوا  
 ترمذی کے بھرنے لیا۔ یہ مسلم کی روایت مذکور سے کونسا رخ ولا شیء کر دیا۔ وہ  
 روایت یہ ہے عن ابن سعد رحمہ اللہ قال ما رأیت رسول صلعم صلی صلوۃ  
 لغیر میقاتھا الا صلواتین جمع بین المغرب والعشاء بالزبد لفة  
 وصلی الفجر لیمتذ قبل میقاتھا اخرجہ الخمسہ الا الترمذی کنا فی التیسیر ۲۴۔  
 تشبیہ یہ روایت سب روایتوں پر بخاری و معتبر ہے کئی وجوں سے۔ ایک تو یہ ہے  
 کہ اسکو صاحبان صحاح کے عمدہ ترین مشائخون کے استاذ امام اعظم رحمہ اللہ نے لیا۔  
 دوسری یہ ہے کہ اسکو پانچ صحاح میں صحاح نے لیا۔ تیسری یہ ہے کہ جب یہ روایت  
 غیر حنفیوں کی کتابوں میں بھی ساتھ صحت اور اتفاق کل محدثین کی پائی گئی۔  
 تب یہ واجب العمل ٹھہری۔ جب یہ واجب العمل ٹھہری۔ تب مسلم کی روایت ہبہا متشور  
 کی طرح اٹھ گئی۔ الحق لعلو ولا یعلیٰ اٹھو ان یہ ہجرت کہ ابن عباس سے

طرقہ تویہ ہے کہ دو وزن روایت مسلم اور ترمذی جو باہم متضاد ہیں ابن عباس رضی  
 ہی سے مروی ہیں۔ اب کسکو صحیح کسکو غیر صحیح جانئے۔ ذرا بنا تو دیجئے۔ یا  
 نقارض کے قاعدے سے دو وزن کو ساقط الاعتبار کیجئے۔ یا ازراہ انصاف  
 کے قول النبیؐ کو قول صحابہ پر ترجیح دیجئے۔ اور کبھی اسطرح کا سوال زبان پر نہ لائے  
 کیا حضرت یہ عقل تجویز کرتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی نے ایسی دو روایت متضادہ  
 کو روایت کیا۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ معاندین اسلام کی کار گزاریاں ہیں کہ یہ لوگ  
 مکین میں بیٹھ رہتے ہیں۔ جب فرصت و قابو پاتے ہیں۔ بمضمون۔  
 ولکن قلم در کف دشمن است۔ بہت کچھ رطب و یابس بزرگان دین کی طرف منسوب  
 کر رکھتے ہیں۔ اور متعصبین متاخرین ان باتوں پر بھڑکتے ہیں۔ اجمی صاحب  
 مسلم کی روایت کے ضعف اور عدم اعتبار اور ترمذی کی روایت کی ترجیح و تقویت  
 سیکڑوں طرح سے ثابت کر سکتا ہوں۔ ایک انجمن سے یہ ہے کہ ترمذی اپنی سنن  
 کے باب العلل میں لکھتے ہیں کہ ہماری جتنی حدیثیں اس کتاب میں ہیں وہ سب  
 سب معمول بہ ہیں مگر دو حدیث ایک انکی یہ حدیث ابن عباس رضی ان النبی صلعم  
 جمع بین الظهر والعصر بالمدينة والمغرب والعشاء من غیر خوف  
 ولا سفر ولا مطرا۔ جب ترمذی ایسے بزرگ نے اس روایت کو غیر معمول بہ  
 ٹھہرایا۔ پھر وہ معمول بہ کیونکر ہوگی۔ دوسرا یہ ہے کہ اس روایت کی عدم صحت  
 کی دلیل بخاری وغیرہ کا نہ لینا بس کرتا ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ یہ روایت رافضیوں کی  
 سیکی ہے۔ عجب نہیں کہ مسلم رضی نے حالت منحوس میں کسی رافضی تفتیہ کن سے اسکو سن لیا  
 یا انکے راوی نے سن لیا۔ چنانچہ صفحہ اثنا عشر یہ میں اسطرح کی کیفیت بہت لکھی ہوئی ہے۔

انہ کان اذا عجل عليه السفر يوخر الظجر الى اول وقت  
 العصر يجتمع بينهما ويوخر المغرب حتى يجتمع بينهما وبين العشاء  
 بين تغيب الشفق اخرهما مسلم ۲۱۰ - دیکھ اس طرح کی روایتوں  
 سے ابن مسعود کی روایت کی تقویت ہوتی جاتی ہے۔ اور مسلم کی روایت  
 اخیرہ بالا کی تضعیف۔ **وسوان**۔ یہ ہجرہ اگر دو نماز کو جمع کرنا  
 درست ہوتا۔ تو رسول صلعم یوم الخندق میں کفار کے سبب سے عصر کی  
 نماز نہ پڑھنے پانے کی جہت سے کفار کو بدو عا نہیں کرتے۔ عن علی رضی  
 ان رسول صلعم قال یوم الخندق جسونان عن صلوة الوسطی  
 صلوة العصر ملاء الله بیوتهم وقبورهم نارا متفق علیہ کذا  
 فی مشکوٰۃ ص ۲۲۰۔ ایضاً فی ابو داؤد ص ۵۹۔ گیارھوان یہ ہجر  
 کہ اگر دو نماز کا جمع کرنا جائز ہوتا تو یہ آیت حافظو علی الصلوات  
 والصلوة الوسطی ان الصلوة كانت علی المؤمنین کتابا  
 ووقوتا۔ نازل نہیں ہوتی۔ **بارھوان** یہ ہجر کہ اگر جمع کرنا  
 درست ہوتا۔ تو رسول خدا صلعم اس روایت میں وہی علیہ صا و فرماتے عن قیظ بن  
 قاض قال قال رسول الله صلعم ینزل علیکم امراء من بعدی یؤثرن ان الصلوة فعی لک وہی  
 ینہن فی اومعہم ماکملو القبلة۔ کہ انہی مشکوٰۃ ص ۲۳۰۔ **تیرھوان** یہ ہجر کہ اگر  
 جمع کرنا دو نماز کا درست ہوتا تو نبی صلعم اس۔ آیت میں فصلوا  
 الصلوة لوقتھا فرماتے کہ حملوا اس ہجو او میوجب امر کا وجوب ہجر  
 اور جمع میں سلب معنی وجوب کا لازم ہے۔ عن عبادہ بن صامت رضی

مسلم کی یہ روایت صحت کی پہنچتی۔ تو پھر یہ روایت وہی مسلم و بخاری و ترمذی  
 و مالک و نسائی و ابو داؤد و ابن ماجہ و ہی ابن عباس رض سے منوئی پاتی۔ کہ باہم مخالفت  
 تھی ہو۔ عن ابن عباس رض قال صلی اللہ علیہ وسلم قال صلی اللہ علیہ وسلم قال صلی اللہ علیہ وسلم  
 والعصر والمغرب والعشاء قال ابو ایوب لعلہ فی لیلۃ مطیرة قال  
 عسی اخرجہ السنۃ وزاد فی الروایۃ للشیخین قبل اللراوی عن  
 ابن عباس اظنہ اخر الظہر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء  
 قال وانا اظن ذلک۔ وفی اخری سلم علی الظہر۔ العصر جمیعاً  
 والمغرب والعشاء جمیعاً من غیر خوف ولا سفر وقال مالک  
 اخری ذلک فی المطر کذا فی التیسیر ۲۲۔ دیکھو اس روایت سے  
 ساری باتوں کا تصفیہ ہو گیا کہ جہاں کہیں جمع کی صورت نظر آئے۔ وہاں  
 کچھ نا کچھ سبب یا تاویل یا جمع صوری متحقق ہوئیں۔ پھر بلا عذر جمع  
 کرنے کی صورت کہاں پائی گئی۔ نو آن۔ یہ ہو کہ مسلم وغیرہ میں ہو کہ  
 جب رسول خدا صلعم سفر کا ارادہ فرمائے۔ تو ظہر کی تاخیر اور عصر کی تعجل  
 اس صورت پر کرتے کہ ظہر کی نماز سے فراغت کرنے تک عصر کے اول وقت  
 آجاتا۔ تب عصر کی بھی نماز پڑھ لیتے۔ اس جمع صوری کو۔ جمع حقیقی سمجھو کہ  
 راویوں نے روایت کیا۔ اس طرح کی خطافی الفہم نے یہ سب اختلافات  
 پیدا کر لیا۔ عن انس رض قال کان النبی صلعم اذا اراد ان یجمع  
 بین الصلوئین فی السفر اخر الظہر حتی یدخل اول وقت  
 العصر ثم یجمع بینہما۔ ایضاً فیہ عن انس رض عن النبی صلعم

عن یحییٰ بن سعیدان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما عن النضر بن سنان عن ابي بصیر  
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلا العصر فقل ما احببت عن صلوة  
 العصر فذا ذکر الرجل عنہ فقال له عمر طفت اخرجہ ما اک  
 نے موطاہ مثل۔۔ معنی طفت کے کم کرنا یا گھٹانا یا ناقص کرنا ہے جیسا  
 زرثانی وغیرہ میں ہے۔ عن ابی یحییٰ قال کنا مع بریدہ فی عرۃ فی یوم  
 ذی عجم فقال بکتروا۔ (اسرعوا) یصلوۃ العرفان النبی صلعم  
 قال من ترک صلوة العصر فقد حبط عمله اخرجہ البخاری ص ۵۰۔  
 وایضاً فی ابن ماجہ۔ وایضاً فی عقود الحج اہر ص ۵۲۔ سوطھوان یہ ہے کہ  
 اگر دو نماز کو جمع کرنا حکم رسول صلعم کا ہوتا تو پھر رسول صلعم حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ کو ہرگز یوں نفرماتے کہ اے علی تین خیر کو تاخیر مت کرو۔  
 ایک تو نماز جب وقت آجائے۔ دوسرا جنازہ جب حاضر ہو جاوے۔  
 تیسرا زن بیوہ کا نکاح جب کفو ہو جاوے۔ عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلعم  
 قال لہ یا علی ثلاث کلا توخرھا العلوۃ اذا انت ولجنازۃ  
 اذا حضرت والا لیم اذا وجدت لبعاکفوا اخرجہ الترمذی ص ۲۲۔  
 سقرھوان۔ یہ ہے کہ جب دو وقت کی نماز کو جمع کر کے پڑھنا بھی تمھارے  
 مذہب میں درست ہے۔ تو پھر ظہر کی نماز کو دو مثل تک پڑھنے میں ناجائز سمجھو  
 کیوں شور و شغب کرتے ہو۔ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں طعنہ زن ہو  
 کیا یہ بے شرمی نہیں۔ کچھ بھی تو شرما جاؤ۔ بالکل بے حیاست بنو۔ بلکہ  
 الحیاء شعبۃ من الایمان کو دیکھو۔ کیوں خواہ مخواہ عمل بالحدیث

قال قال رسول صلعه۔ انما سيكون عليكم اجدى احراء  
 اشغلتهم اشياء عن الصلوة لوقتها حتى يذهب وقتها  
 فصلوا الصلوة لوقتها الخ اخرج ابو داؤد وصح۔ چو وهو ان  
 یہ ہجرت کے قال رسول اللہ صلعم قال اللہ عز وجل انی فرقت  
 علی امتک خمس صلوات وعهدت عندی عهدا  
 انه من جاء يحافظ عليهن لوقتهن ادخلته الجنة ومن  
 لم يحافظ عليهن فلا عهد له عندي (تا) ہذا من غیر الحدیث  
 اخرج ابو داؤد وصح۔ دیکھو اس روایت میں خداوند تعالیٰ کی افرمان ہے  
 اور فلا عهد له عندي کے وعید سے ڈرو۔ ایماندار بن جاؤ۔ زندیقانہ  
 طرز کو چھوڑ دو۔ غیر صحیح حدیثوں کو چھین چھین کر اپنے عمل کرنے اور کرنے  
 سے حدیث ضلوا واضلوا کا مصداق نہ بن جاؤ۔ کم ذات کی طرح  
 بزرگون پر طعن مت مارو ۵ کم ذات بزرگ شود رنج و درد و دست را۔  
 آنا چو پختہ شود پارہ کند پوست را۔ پسند نہو ان یہ ہجرت کہ اگر وہ زوا  
 مسلم کی صحیح ہو۔ تو یہ روایتیں منسوخ ہوں۔ حالانکہ کسی نے انکو  
 منسوخ نہیں کیا۔ عن ابن عمر رض ان رسول صلعم قال الذم  
 نفوته صلوة العصر کالتأ وتراہلہ ومالہ۔ اخرجہ مالک فی  
 الموطاہ ص۔ ایضاً فی ابو داؤد ص۔ ایضاً فی البخاری ص۔  
 والیضاً فی العقود الجواہر وغیرہ ص۔ وتراہلہ ومالہ کے معنی  
 جھٹلے کا ہونا یا گھرو بارگٹ جانا وغیرہ ہجرت۔ ہذا فی البخاری والزرقانی۔

و به یقول سفیان بن الثور بن اخیڑہ الترمذی <sup>۳۳</sup> - دیکھو اس روایت  
 کو کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں ایک تو تکبیر شریعہ کی اور ایک رکوع  
 کی باقی پچیس تین - اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں ہیں انہیں سے  
 ایک رکوع کی باقی تین - یہ ملے تو تکبیریں عید کی ہیں - دیکھو اور غور کرو  
 کہ اس روایت پر عمل میں کوفہ کا عمل ہے - من مکحول (تا) ان عید  
 بن العاص سال اباموسی الاشعری و حذیفہ بن الیمان کیف کان رسول  
 اللہ صلی علیہ وسلم یكبر فی الاضحی والظفر فقال ابو موسی کان یكبر  
 اربعاً تکبیرة علی الجنازة فقال حدیفة صدق فقال ابو موسی  
 کذلت کنت التبر فی بصره حیث کنت علیہم والیا اخرج ابوداؤد  
 و بیہو اس روایت کو کہ ہر دو رکعت میں چار چار تکبیریں مثل تکبیرات  
 جنازہ کے ہیں - انہیں سے دو تکبیریں رکوع کی ہیں باقی چھ تکبیریں عید  
 کی - اور دیکھو کہ جبوقت حضرت ابو موسی الاشعری بصرے میں  
 والی تھے اسوقت ہزاروں صحابہ کے روبرو چھ تکبیر کے ساتھ عید کی نماز  
 پڑھاتے تھے -

سوائے اسکے قبل پدائش گل صاحبان صحاح کے امام محمد رحمہ نے  
 اپنے موطا میں یہ عبارت لکھی اختلف الناس فی التکبیر فی  
 العیدین فما اختلفت بہ فہو حسن و افضل ذلک و ما روئی  
 ابن مسعود انہ کان یكبر فی کل عید لتساخما و اربعاً  
 فیہن تکبیرة الافتتاح و تکبیرة الركوع و یوالی بن القرائین

کا دم بھرتے ہو۔ حالانکہ زندیقوں کا کام کرتے ہو۔ کیا ان حدیثوں کو حدیث نہیں جانتے ہو۔ فقط ایسی روایت مسلم کو حسب خواہش نفس اپنے کے پاکی حدیث سمجھتے ہو۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اجمیٰ خدا کے واسطے عبداللہ بن سبائی کا رخصتہ اسلام میں مت ڈالو۔ آخر ایک دن مناجات خدا کو منجھو دکھانا ہو۔

**سوال ہفتم۔** اجمیٰ صاحب تہذیب فقہ کے ہر مسئلہ کی حقیقت صحاح وغیرہ سے ثابت کرنے کا داعی کرتے ہو۔ پہلا سیدین کی چھ تکبیریں کو تو صحاح وغیرہ سے ثابت کر کے دکھلاؤ تب جاؤ کیونکہ صحاح وغیرہ میں تو کہیں چھ تکبیریں ہی ذکر تک بھی نہیں۔ ہاں کسی روایت میں تیرہ اور کسی میں بارہ اور کسی میں نو وغیرہ ذکر ہیں۔ پھر تمہارے حنفیوں نے چھ تکبیر کہاں سے نکالی۔

اے اب اجمیٰ صاحب تمہاری حالت تو مکمل الجھار مجھل اسفار کی طرح ہے۔ دور کیوں جاؤ۔ تمہاری روایتوں کے اندر جو نو کی روایت ہے وہی روایت میں چھ کی ہے۔ لیکن بعض روایات میں علی البصاریہ غشاوۃ تیسری نظر وان سے چھی۔ اجمیٰ انہیں تکبیر امتناع کی اور دو تکبیر رکوع کی کافی ہیں چھ تکبیریں وہ عید کی وہ روایت یہ ہے عن ابن مسعود انه قال فی التکبیر فی العیدین لثلاث تکبیرات فی الرکعة الاولیٰ خصل تکبیرات قبل القرآۃ و فی الرکعة الثانیۃ یبدأ بالقرآۃ ثم یکبر اربعاً مع تکبیرۃ الرکوع وقد روی عن غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول اهل الکوفۃ



احتیاج نہیں۔ لیکن تمھاری تسکین کے لیے وتر کی تین رکعت کے ثبوت میں  
چند روایت صحاح وغیرہ سے بھی لاتا ہوں۔ اور ناظرین کے پیش نظر کتابت  
اجبی صاحب کو لکھو کہ بل کی کسی انگلیوں میں تعصب کی پٹی لگا کر ضلالت  
کے دائرہ میں کیوں گھومتے ہو۔ ذرا پٹی کھو لکر دیکھو تو سہی۔ بمضمون الحق  
لیعاب و کلا یحط۔ تمھاری صحاح میں بھی تو تین رکعت کی روایتیں ہیں۔  
حالانکہ معاذین و منافقین بلکہ صحاح کے اکثر شایخوں نے بھی بہت ہی کوششیں  
کیں کہ امام اعظم رحمہ کی مستدرد و ایٹون کو دنیا سے مٹا دیں۔ مگر خدا جسکو  
بیٹا رکھے کون اسکو مٹا سکے۔ تو کہ تعالیٰ لیحق الحق ویبطل الباطل  
واولکرام الخرجون۔ وہ روایتیں یہ ہیں۔ عن ابن عمر رضی قال قال رسول  
صلی صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی فاذا ارادت ان ینصرف فارکع  
رکعتہ او تروک ماصلیت قال القاسم ورائنا اناسا منذ  
ادر کنا یترون بثلاث وان کلا لو اسع وارجو کما یکون لشیء  
منہ باس اخرجہ البخاری ص ۱۳۵۔ دیکھو اس روایت میں کہ قاسم  
فرماتے ہیں کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا تب سے لوگوں کو تین رکعت  
وتر پڑھتے دیکھا۔ عن ابن عباس رضی (تا) ثم او تروک بثلاث الخ  
اخرجہ المسلم ص ۴۴۰۔ دیکھو اس روایت میں وتر کی تین رکعت ہیں۔ عن ابن  
عمر رضی حدیثہ ان وجلا نادى رسول صلعم وهو فی  
المسجد فقال یا رسول صلعم کیف او تروک صلوٰۃ اللیل  
فقال رسول صلعم من ہلی فلیصل مثنی مثنی فان احس

یوخر خلف الاولیٰ وبقدرہ ہلکے الثانیۃ وهو قول ابیحنیفہ  
 انتہی۔ (روئی) ابوحنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن ابن مسعود  
 قال کان رسول صلعم ینکیر فی الفطر کا ضحیٰ اربعاً تکبیرۃ  
 علی الجنائزۃ ہلکذا رواہ محمد بن اسن فی البیاضۃ کذا فی عقود الجوارح  
 ایضاً فیہ روئی عبد الرزاق فی مصنفہ عن الثوری عن ابی اسحاق عن علقمہ  
 والاسود قال سعید بن العاص حدیثہ رض وایامو عنی عن تکبیر  
 العیدین فقال حدیثہ رض سل ابن مسعود رض فسالہ فقال  
 یکبر اربعاً ثم یقرأ ثم یکبر فیکبر ثم یقوم فی الثانیۃ فیکبر ثم  
 یکبر اربعاً فقط

ایضاً فیہ۔ عن سعید بن المسیب قال قال عمر بن الخطاب رض کبرنا  
 مع رسول صلعم اربعاً قال قاضی عمر باربع یعنی تکبیر العیدین  
 والجنائزۃ فقط اگر کہو کہ باقی روایتوں کا کیا جواب دیتے ہو۔

کہو لگا وے روایتیں بسبب باہم تناقضات اور تضادات اپنے  
 کے ضعیف ٹھہریں۔ اور ان روایتوں میں بسبب عل ہونے کل الالی  
 کوفہ اور جمیع اہالی بصرہ کے بڑی تقویت ہوئی خذہا۔

سوال ہشتم۔ صحاح کی روایتوں سے صاف وتر کی نماز ایک  
 رکعت ثابت ہوتی ہے حنفی تین رکعت کہتے ہیں اسکی کیا دلیل ہے۔

الجواب۔ اگرچہ ہکوا امام عظیم تابعی خیر القرون کے قول (جو کتاب و سنت  
 سے استنباط ہے) پاتے ہوئے۔ کثر القرونی کی تالیفات کی طرف

صلیٰ ثلثا الخ اخرجہ امام مالک <sup>واحد</sup> ویکھو اس سے بھی تین رکعت ثابت ہے  
 عن ابن عمر رضیٰ قال قال رسول اللہ صلوة اللیل والنهار مثلنی مثلنی  
 اخرجہ اصحاب السنن کذا فی التیسیر <sup>کذا</sup> - عن ابن مسعود رضیٰ ان النبی صلح کان  
 یوتر بثلاث رکعات الخ کذا فی العقود الجواہر <sup>۵۵</sup> ۵۵ عقیقہ والحواہر کو دیکھو یہ ایک  
 کچھ کیفیت کھل جائے گی سوائے اسکے سند مصفحی میں ہے - عن یحییٰ بن  
 بن الحرب الیما نے وعن ابن عمر عن عبد الرحمن ابتری قال کان رسول اللہ  
 یقرأ ذواتین سبھ اسم ربک الاعلیٰ فی الاولیٰ وقل یا ایہا الکفرون ذوالثانیۃ  
 قل هو اللہ احد فی الثالثۃ + وفی روایۃ کان یوتر بثلاث رکعات رواہ امام  
 ابو حنیفہ رحمہ عن ابنی سعید قال قال رسول اللہ صلح لا فصل فی الوتر  
 کذا فی مسند الحصفلی + عن عایشہ رضیٰ قال کان رسول اللہ صلح یوتر  
 بثلاث لا یسلم الا فی اخرهن رواہ ابو کبیر - وعن عایشہ رضیٰ قالت کان  
 النبی صلح لا یسلم الا فی رکعتی الوتر لا النساء - عن الحسن قد اجمع  
 المسلمون علی ان الیوتر فی ثلاث انیسلم الا فی اخرهن رواہ ابن ابی شیبہ  
 فی مضافہ - عن ابن عباس رضیٰ قال کان رسول اللہ صلح یوتر بثلاث الخ  
 رواہ الطحاوی ہذا کہ فی شرح مسند الحصفلی للامام علی القاری  
 اور ابن عبد البر نے اپنے استیعاب میں یہ نقل لکھی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود  
 نے اپنے والد فقہارہ کو رسول اللہ صلح کے گہر میں یہ سجد یا سجدین ترک کرنا  
 حال دریافت کرنے وہ تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلح کے پاس کھنٹ  
 اختیار کی اور رسول اللہ صلح نے نماز پڑھی جب قدر انکی مغنی تھی جب رات آخر

ان یصبح سجد سجدة ما وترت له ماصلا اخرجه مسلم ۴۲۵۔  
 ویکھو اس حدیث میں کہ نماز کو دو دو رکعت ہونی چاہیے۔ عن علی رضی قال  
 کان رسول صلعم یوتر بثلاث یقرأ فیہن تسع سور من المفصل  
 یقرأ فی کل رکعة بثلاث سورة اخرهن قل هو الله احد۔  
 (تا) سروا ان یوتر الرجل بثلاث (تا) قال سفیان والذی  
 استحب ان یوتر بثلاث رکعات وهو قول ابن المبارک  
 واهل الکوفة اخرجه الترمذی ۶۳۔ ویکھو اس حدیث میں کہ زمین تین  
 رکعت وتر کا ہونا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اہل کوفہ کا عمل اس پر ہے۔  
 عن جریر قال سألت عائشة بای شئی کان یوتر رسول صلعم  
 قال کان یقرأ فی الاولی یسبح اسم ربك الاعلیٰ فی الثانية  
 بقل یا ایها الکافرون۔ فی الثالثة بقل هو الله احد  
 والمعوذتین اخرجه الترمذی ۶۴۔ ویکھو اس حدیث سے صاف تین رکعت  
 وتر کی متحقق ہے۔ عن ابی ابن کعب قال کان رسول صلعم یوتر یسبح  
 اسم ربك الاعلیٰ وقل للذین کفروا۔ (ای قل یا ایها الکافرون)  
 والله لواحد الصمد (ای قل هو اللہ احد) اخرجه ابوداؤد ۲۔  
 ویکھو اس روایت سے بھی تین رکعت ثابت ہے۔ عن ابی سلمہ (تا) انه  
 سال عائشة زوج النبی صلعم کیف کان صلوة رسول صلعم  
 فی رمضان فقالت (تا) یصلیٰ اربعاً فلا تسال عن حسنوت  
 وطولهن ثم یصلیٰ اربعاً فلا تسال عن حسنهن وطولهن ثم

نکاح بعد چار برس کے کیونکر صحیح ہوگا اما احادیث  
 فقوہ طیبہ الصلوٰۃ والسلام فی امرآة المفقودہ انہا امرآة حتی  
 یاتہا البیان رواہ الدارقطنی فی سنۃ وقول علی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ فیہا ہی امرآة ابنائیت فلنصبر حتی لیستبدین  
 موت او طلاق رواہ عبد الرزاق۔ وعن ابن جریر۔  
 قال بلغنا عن ابن مسعود وافق علیا علی ان امرآة المفقودہ تنتظر ابد  
 حوالہ عبد الرزاق۔ وعن ابی تلابر وجابر بن زید والشعبی والنخعی  
 کلمہ قالوا لیس لها ان تزوج حتی لتسبین موتہ اخرج ابن شیبہ  
 عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال امرآة المفقودہ لا تزوج  
 فاذا قدم وقد تزوجت فی امرآة ان شاء طلق وان شاء امسک  
 حوالہ البیہقی کذا فی الشعرائی ویکون حدیثون سے صاف صریح  
 ظاہر و باہر ہے کہ مفقود کی بی بی مفقودہ ہی کی بی بی رہیگی  
 جب تک اسکی موت یا طلاق کی خبر نہ ملے تب تک زن  
 مفقودہ والمحصنات کی حدست میں شامل و داخل رہیگی  
 پھر باوجود موجود ہونے ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً  
 مجسّم و ظن و گمان سے چار برس کے بعد موت فرض  
 کر لینا کیسی مخالفت نصوص مذکورہ کی کرنا ہے۔ اپنے دل  
 ہی سے پوچھ لیجئے  
 مساند کو حکم نثرانا یہ جرأت ہماری ہے

بڑو گئی اور وتر پڑھنے کا ارادہ فرمایا + تب سجد اسم ربک الاعلیٰ پہلی رکعت میں  
 پڑھا اور ثانی رکعت میں قلی ایما الکافون پھر جاؤں فرمایا پہلا سلام شریف کے  
 لئے کھڑے ہو گئے پھر قلم ہوا تھا احد پڑھا۔ جب قلم ہوا تھا سے فراغت کی تکبیر  
 فرما کر قنوت وغیرہ پڑھی پھر تکبیر کم کر رکوع میں گئے + کذا ایضاً فی ملاحظہ القاری +  
 اب دیکھو ان حدیثوں سے اور اس نقل سے کہ سقدر حال نماز وتر کا سنکشف ہو گیا  
 اور ایک خوبی اس میں یہ ہے کہ ابن عبدالبر بالکی غیر حنفی نے جو یہ نقل لکھی وتر کی نماز  
 ثابت کرنے کے لئے ٹھنیں بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے والدہ ماجدہ  
 علی شرافت اتھا اور محبت کو رسول اللہ صلعم سے ثابت کرنے کے لئے لکھی +  
 اس سے امر حق ظاہر ہو گیا سوال <sup>۲</sup> نم زین مفقود کو چار برس کے بعد تفریق  
 کر کے نکاح نہ دینے کی کیا دلیل ہے۔ حنفیوں کے پاس فی راجلہ تو دیکھئے +  
 الجواب قرآن و حدیث دلیل ہے بتلا فی دیتا ہوں اما القرآن فقوله  
 تعالیٰ - والمحصنات من النساء ذوات الازواج احصنن التزوج والازواج  
 کذا فی البیضاوی حرمت علیکم المحصنات ذوات الازواج من النساء  
 ان ینکھن قبل سفارۃ ازواجہن کذا فی الجلالین والمحصنات من النساء  
 املہ او من المحصنات بہنا ذوات الازواج لانہن احصنن فی زوجہن بالتزوج  
 کذا فی الاحمدی والمحصنات ذوات الازواج من النساء حرام علیکم  
 کذا فی العباسی - یعنی شوہر دار عورتوں کا نکاح حرام ہی اور زین مفقود کا  
 شوہر دار ہونا بالیقین ثابت ہی کہ خود ترکیب اصنافی کہ در احوالہ المفقود  
 موجود ہے اس بات پر شہادت دی رہی ہے۔ تب وہ محصنہ ٹکھری محصنہ کا

تین کو انص سے ثابت ہو بتلا تو دیجیے کہ مولگا حدیث مذکورین کی حجت  
 یا تیہا الیہان۔ حجتی سببیں سے یہ تعینات مستنبط ہوتے ہیں۔ کہ جب  
 غالباً زندگی لوگوں کی اس سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ تب گویا اس حدیث  
 نے اسکی موت کا بیان کر دیا۔ اور یہ حدیث (اگرچہ کلیہ نہیں اکثر یہ ہے) اسکی  
 تائید میں آگئی۔ قال رسول اللہ صلعم فی اخر عمرہ کا صحابہ  
 ارا یتکم لیلتکم ہذا فان علی اس مائتہ سنہ منها  
 لا یبق علی وجہ الارض من ہوا الیوم علیہا احد رواہ  
 البخاری و مسلم من حدیث ابن عمر رض کذلک فی الاصابہ۔ اور صاحب اصابہ نے  
 اسی بنا پر یہ عبارت کلمی العاصرتہ فتعتبر بمضی مائتہ سنہ و عشر  
 مستین۔ سمجھ اگر کہو کہ عدم نکاح سے زن ہفقو و کا حرج متصور ہے  
 کہ مولگا کہ یہ خرج بھی حدیث مذکور کی قلتصبر سے مندرج ہے۔ کہ  
 اور مصیبتوں میں جب طرح سے صبر لازم ہے اسی طرح سے اس میں بھی صبر لازم ہے۔

فتا مل۔ فاء اوق الدقائق و احق الحقائق۔

نقابے بہت ہر طرف میں این کتیب  
 فرو ہشتہ بر عارض و لفریب  
 معانی است در زیر حرف سیاہ  
 چو در پردہ معشوق در میخ ماہ  
 محقق جان بنید اندر ایل  
 کہ در خوب رویان چین و چکل

دفع وحمل اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کی قضا (جو چار برس کے بعد عورت منفقو وکوحکم  
 نکاح کا نہرمایا تھا) دلیل نہیں ہو سکتی ہے۔ جب  
 اونہوں نے خود اس مسئلہ میں اور دو مسئلوں میں  
 اپنی قضا سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 قول کی طرف رجوع فرمایا۔ چنانچہ اس بات کو  
 عبد الرحمن بن ابی لیلیہ نے ذکر کیا ثلث قضیات  
 مرجع فیہا عمر بن الخطاب قول علی بن ابی طالب  
 امواتہ التي تزوجت فی عدلتھا۔ ذکر عبد الرحمن ابن  
 ابی لیلیہ

اجی صاحب جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ نے اپنے قول سے رجوع فرمایا اس وجہ سے  
 کہ نص سے یہی تعیین چار برس کی ثابت نہیں ہوتی ہے  
 تب اس قول کی سند باقی نہ رہی۔ تب یہ  
 قول نہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول  
 کا سارضا ہو سکتا ہے نہ اس کو زائد علی الکتاب  
 کہنا درست ہو سکتا ہے۔ اگر کہو کہ جب چار  
 برس کی تعیین نص سے ثابت ہونا ثابت نہیں  
 تب توے۔ سو۔ ایک سو بیس برس وغیر ذلک کے



منم استاذرا استاذگروم - ) اس سال مکہ معظمہ میں ان قصدہ دن کے سبب سے شریف مکہ کی خدمت شریف میں محبوبس و ماخوذ ہو کر توبہ نامہ لکھ دیا۔ جسکے سبب مجھس سے خلاص پایا۔ اور وہ توبہ نامہ مکہ معظمہ کے مطبع میر بیہ میں چھپ کر حاجیوں کے ذریعے سے ہر اطراف و کناف میں شائع و ذائع ہو گیا۔ یہاں تک متفرق تاریخوں میں چند حاجی دوستوں نے میرے ایک ڈر قطعہ اپنے ہاتھ میں اپنے لیلیکشاوان و فرحان میری ملاقات کو ڈرے۔ اور دو دور سے ہتاش لبشاش ہو کر یہ کہا۔ کہ حرمین شریفین سے تمہارے لیے یہ بڑا تحفہ لایا ہوں۔ میں نے اسے دیکھ کر الحمد للہ گہکریے شک آپ صاحب بہت ہی بڑا تحفہ لائے کہا۔ پھر انکی زبانوں سے اور میان صاحب کے ہمراہی حاجیوں کی زبانوں سے کل کیفیت و جمیع حقیقت میان صاحب کی بیٹی سے لیکر مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے تک کی دریافت کرنی یعنی بیٹی میں علماء مقلدین کے مناظرہ سے بھاگ بھاگ کر خونی اسامی کی طرح درپستہ مقفل ہو کر چھپ رہنا۔ معہذا مقلدین کا گھروں میں بکے بیٹھ جانا۔ اور انکی عقائد فضالہ کو انکی کتابوں سے استخراج کر کے اسکے پاس پیش کرنا۔ اور انکا اسوقت ان عقائد کو فقط زبانی بڑا کہنا۔ مگر لکھو نہ دینا۔ اور اس شمشکس سے ڈپٹی امداد علی صاحب کی توسط سے رہائی پانا۔ پھر خفیہ جہاز پر سوار ہونا۔ اور علماء مذکورین کا برابر پیچھا لینا۔ حتی کہ انکے ان عقائد بحالہ مذکورہ کو مکہ معظمہ کے شریف صاحب کی خدمت شریف میں پیش کرنا۔ اور حسب احکام شریف مدوح کے ترکی سپاہ

## خاتمہ

در مختصر بیان توبہ سرگروہ غیر مقلدین مولوی نذیر حسین میان صاحب وغیرہ  
 بڑی بشارت ہوگی اہل اسلام کو۔ اور بہت ہی راحت ہوگی اہل ایمان کو۔ کہ  
 مولوی نذیر حسین میان صاحب نے (یعنی جسے لطائف اخیل سے عمل الحدیث  
 کے نکتہ پر عبد اللہ بن سبا یہودی کی طرح اہل اسلام کے درمیان میں تفرقہ ڈالا  
 اور تقلید شخصی کا نام ضلالت اور تلبی کا نام ہدایت رکھا۔ اور جمیع مقلدین  
 کرام کو۔ اور کل مجتہدین منتسبین عظام کو۔ بدلیل قولہ تعالیٰ اتخذوا  
 احبارہم الخ وغیرہ لکھنا اور بقولہ تعالیٰ تو من ببعض و نکفر  
 ببعض واتخذوا بین ذلک سبیلاً۔ جس آیت و حدیث کو اپنا  
 موافق پایا اور عمل کیا اور کر وایا۔ اور جس کو نہ پایا ترک کیا اور کر وایا۔  
 اور بعض آئمہ کے قول سے بعض کو الزام دیکر کل آئمہ کو غاطی جا کر حسب  
 خواہش نفسی۔ اور رغبت دلی اپنے کے جدید مذہب تلبی۔ استنباط کرنے  
 کا طریقہ نکالا۔ اور مضمون حدیث قال رسول اللہ صلعم لیشرین ناس  
 من امتی الخمس لیسمونہا بخیر اسمہا الخ اخر جابن ماجہ اسکا نام  
 محمدی رکھا۔ اور بظاہر صحاح ستہ کو مدار شریعت مقرر کیا۔ حالانکہ ہاں  
 صاحبان صحاح کو بھی سبب تقلید آئمہ اربعہ متقدمین کی وہی اتخذوا  
 الخ سے مشرک سمجھ رکھا تاہم بمضمون لا یجب علیہم بغض معاویۃ  
 بناے شریعت کو ان اقوال پر مدار رکھ کر کیا کچھ رنگ جمایا۔ اسی سے  
 لوگوں کو خوب ہی دھوکا دیا بے شک اسدین ابن سبا کا استلوا ہنا

احادیث صحاح کے چند راویوں نے منفرداً منفرداً بعد اربعہ اہل بیتین سو برس کے  
 صاحبان صحاح تک پہنچائے۔ اس لیے انہیں بسبب مرد شہور و عبور و ہور  
 و متوسطات موفور کے بہت کچھ رطب و یابس کی گنجائش ہوئی۔ کما تر ذکرہ۔  
 اور اس خبر میں باعث موجود ہونے پر مخیرین و مورد و غیر ذلک کے رطب و  
 یابس کی بدخلت نہیں ہونے پائی۔ اگرچہ چند سال کے بعد یہ تو اتریت بھی  
 مثل متواترات امام صاحب کے گم ہو جائیگی۔ حتیٰ کہ اُس زمانہ کے لوگ اس خبر  
 یقینی کو بھی معاندین کی تحریرات کے مقابلہ میں موضوع و ضعیف ٹھہراویں گے۔  
 جیسا اس زمانہ کے علمائے غیر مقلدین امام صاحب کی ان احادیث متواترات  
 کو جو ان کے وقت میں حقیقت اسکی ثابت تھی اب ان صحاح کے مقابلہ میں (جنہیں  
 معاندین کے اقوال بھی مندرج ہیں) ضعیف و موضوع ٹھہرتے ہیں۔ سچ ہے تخریب  
 زمانہ۔ اور تبدیلات مکان۔ اور انقلاب دوران۔ اور اختلاف آواز  
 کچھ کچھ ہو جاتا ہے۔ لیکن اسکی حقیقت اسوقت ایسی ثابت ہوگئی۔ کہ  
 اگر میان صاحب بھی حلفاً انکار کریں تو بھی انکار انکار دارالعدالت شرعیہ میں  
 سموع نہیں ہوگا۔ کہ گویا امر بدیہی کا انکار کرنا ہے کیا کوئی آسمان کو زمین  
 یا آگ میں گرمی نہیں ہے کہ دنیا یا شہرہ کی آفتاب میں روشنی نہیں ہے بولنے سے  
 مان لیا جائیگا۔ اور آفتاب کا سیاہ ہونا ثابت ہو جائیگا۔ ہرگز نہیں ہے  
 گر نہ بیند بروز شہرہ چشم  
 نو گیتی فردوز چشمہ حور  
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ  
 زشت باشد بچشم مشک کور  
 جیسا مولوی محمد حسین لاہوری نے ان خبروں کو سن سن کر کہیانی

اگر انکو گرفتار کر لیجانا۔ اور انکے مریدوں کا تشریح ہو کر فرار ہونا۔ اور  
 گرفتاری کے وقت انا حنفی انا حنفی کے اقرار سے رہائی پانا۔ اور انکا  
 حسب فتویٰ مفتیان مکہ معظمہ کے جلس میں مجبوس رہنا۔ بعد چند دن کے اپنے  
 مطوف صاحب کے ذریعہ سے ہزار ہا روپیہ صرف کر کے حضرت دولتکو سید  
 عثمان نوری پاشا کی خدمت تشریف میں جانا۔ اور اسے بڑی عجز و نیاز سے  
 یہ کہنا کہ حضرت جب کافر اپنے کفر سے توبہ کرے تو اعلیٰ توبہ قبول ہوتی ہے۔  
 پھر میری توبہ کیوں قبول نہیں ہوتی ہے؟ تب پاشا کا اٹنے تو یہ ناسہ لکھوا لینا۔  
 پھر جناب مولانا رحمت اللہ صاحب وغیرہ کی ضمانت پر مدینہ منورہ جاتے کا پروانہ  
 ملنا۔ اور وہاں سے کل عقائد کے انفضال کو اعلیٰ مراجعت پر موقوف کرنا۔  
 اور انکا اس خوف سے بلا مراجعت مکہ معظمہ راجع سے جدہ آکر جہاز پر سوار  
 ہو کر نکالنا۔ وغیرہ کاک دریا فضا کر لیا۔ بعد اسکے جناب مولوی حافظ احمد صاحب  
 مطوف مکہ معظمہ و جناب حسن داؤد صاحب معلم و مطوف مکہ معظمہ وغیرہ  
 چند مطوفین وغیرہم نے حرمین شریفین سے میرے بیان تشریف لائے اور  
 ہر ایک نے سارا ماجرا بیان صاحب وغیرہ کا مجھ سے اور کل مدرسین وغیرہ کو  
 کہہ سنایا۔ اسی طرح سے جوق جوق کل حاجیوں نے اپنے اپنے ملکوں میں  
 جا جا کر لوگوں کو کہہ سنایا۔ سوائے اسکے اخبار نویسوں نے بھی اپنے اپنے  
 اخباروں میں ان خبروں کو چھاپ کر منتشر کر دیا۔ الغرض یہ خبر ایسی حد تو اتنی  
 کو پہونچ گئی کہ کوئی حدیث صحیح کی بھی اس وجہ کو نہیں پہونچی۔ کہ کثرت حاجیوں  
 کے سبب سے یہ خبر اظہر من الشمس و ابعین من الکامس ہو گئی۔ یہ جہلا

کچھ خوفِ ہر خدا و رسول بھی کچھ چیزیں غیبت اور کذب دین میں کیسا ہی  
 اپنے دل میں سوچا اور ایماندار بن جاؤ اللہ ہدایت کرے۔ راتم ایک بندہ خدا  
 ازرا جو تانہ بارشاہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری۔ نور الانوار  
 اب ہم اس گناہم اور انکے مرشد محمد حسین صاحب لاہوری سے پوچھتے ہیں کہ  
 دارالحرب سے حریمِ شریفین مراد ہیں۔ کہا ہوا نظاہر یا کوئی اور شہر۔ در  
 صورت اول بہ اتباع و تقلید رئیس الطائفہ عبدالوہاب نجدی کی ہے کہ اُسے  
 بھی حریمِ شریفین کو دارالحرب قرار دیکے اُنکے اہل پر خروج کیا تھا۔ پس  
 معلوم ہوا کہ تمھارے زعم میں مولوی نذیر حسین صاحب اپنے رفقا کے دارالاسلام  
 دہلی ملک نصاریٰ سے دارالحرب حریمِ شریفین میں بقصد خروج اُسکے اہل  
 پر گئے تھے۔ نہ بخاص نیت حج و زیارت لاحول و لا قوۃ۔ الغرض حریم  
 معظمین کا دارالحرب ہونا کتا بیعت سے ثابت کرنا اُنپر لازم ہے ورنہ حسب تحریر  
 اپنے مور و لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہونگے۔ اور در صورت شہر بمبئی و جبلپور  
 وغیرہ اور دہلی برابر ہیں کہ سب ملک نصاریٰ اور مسکن جملہ فرقہ مشرکین و  
 یہود و نصاریٰ و مسلمین و مقلدین و غیر مقلدین وغیر ہم ہجرت۔ اور مسلم عالم  
 شریف مکہ معظمہ کو پلید کہ لکھنا آپ کی خوبی اسلام کی دلیل ہے القبات اسکا بھی تمھارے  
 ذمہ واجب ہے ورنہ مغربی گذاب ہونگے اور اسی کلمہ لعن کے مجدد ہونگے باور  
 نور الانوار میں جو حال مولوی نذیر حسین صاحب کے توبہ کرنے وغیرہ کا مندرج  
 ہے وہ بنقل خطوط معتدین آمدہ مکہ معظمہ اور شہادوں حجاج معتبرین متعدد بسند  
 و جوالہ فرم ہجرت۔ چونکہ ناقل کے ذمہ پر تصحیح نقل ہے فقط جسکو اس میں ملک

ملی بورما نوجی بی) کی طرح اپنے سونچ نایح کر بمضمون مولو بغیضکہ۔  
 غضب و خشم سے مشتعل ہو کر بے نامی ایک کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار  
 نورالانوار لکھا۔ جس سے اُنکے اسلام کی خوبی بخوبی معلوم ہو گئی۔ بلکہ اس  
 تحریر نے اُنکے ایمان کی خوب ہی خبر لی اور اہل اسلام سے عداوت دلی و نفاق  
 قلبی رکھنے کی خبر دی۔ لیکن مہتمم مدوح نے بھی بہت ہی عمرگی کے ساتھ دندن  
 شکن جواب دیا۔ جسکو میں نے ناظرین کی نظر کے لیے جنبشہ نقل کیا۔ وہ یہ ہے۔  
 مراسلات نمونہ عقائد مقلدین ہواے نفس۔ ۱۵ جنوری کو ایک  
 کارڈ راجپوتانہ سے بنام مہتمم اخبار نورالانوار آیا۔ جسکا کاتب جمبول اسلام  
 والنسب ہے۔ نہایت جبین و نفاق سے اپنے نام کو چھپا پایا ہے آخر میں اُسکے  
 لکھا ہے کہ (راقم ایک بندہ تھا از راجپوتانہ یارشا و مولوی ابوسعید محمد حسین  
 صاحب لاہوری) اس خط میں اظہار اپنے عقیدے کا بہ نسبت حریم محترمین  
 اور اہل حریم کے کیا ہے جسکی تحریر سے زبان قلم و قلم زبان کا نپٹا ہے مگر واسطے  
 انتباہ خاص و عام اہل اسلام کے نقل اُسکی بلغظہ و سچ ذیل ہے وہ ہونگا۔  
 مہتمم صاحب اخبار نورالانوار کانپور۔ بعد اسلام سنون آگاہ مولوی سید محمد  
 تذیر حسین صاحب محدث دہلوی حج خانہ کعبہ معظمہ و مدینہ طیبہ کا کر کے دار الحرب  
 سے وار الاسلام میں تشریف لائے ہیں۔ اور جو کچھ آپ نے نسبت جناب بابت ایذا  
 رسائی پلید تکہ جسکو تشریف تکہ آپ نے قرار دیا تھا۔ آپ نے و سچ اظہار فرمایا تھا  
 وہ جوٹ محض ثابت ہوا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ آپ کیوں ایسی حرکت بجا  
 کر کے اپنا نامہ اعمال و نیز قلب کو سیاہ کرتے ہیں۔ موت اور قیامت کا بھی

کہ یہ بھوٹ و افترا ہی ہرگز مولوی صاحب سے مواخذہ نہیں ہوا اور نہ انھوں  
 نے توبہ کی بلکہ شریف مکہ معظمہ نے انکی تعظیم و تکریم کی بعض کہتے ہیں یہ توبہ انکی  
 بطور تفسیہ تھی نہ صدق دل سے بعض کہتے ہیں یہ مواخذہ بطریق ابتلا و امتحان  
 موجب علو شان و افتخار مولوی صاحب ہوا بعض کا مقولہ ہے کہ مولوی صاحب  
 کی توبہ ہمہ پخت نہیں جب ہم امام عظیم کا کہنا نہیں مانتے تو مولوی صاحب مذکور  
 کس شمار میں ہیں بعض نے اسکے سبب سے حرمین شریفین کو دار الحرب اور  
 شریف مکہ کو پلید ٹھہرایا اے اذنا اللہ تعالیٰ عن ہذا الخرافات و الکذبات حال آنکہ  
 یہ تمام اقوال متناقضہ بطور تخمینہ و اٹکل ٹھہرتے ہیں دئی سند و دلیل اس پر  
 بیان نہیں کرتے اب ہم کہتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب مدوح ان تاویلات  
 سے کسکو پسند و اختیار فرماتے ہیں اور کیا اظہار فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت  
**اب فقیر بھی صاحب کا وڈے کچھ یو چھتا ہے**  
 کہ کون صاحب مدینہ طیبہ کا بھی حج ہوتا ہے کیا۔ کہ آپنے۔ حج خانہ کعبہ معظمہ  
 و مدینہ طیبہ کا کر کے۔ لکھا۔ اگر ہوتا ہے تو اسکو قرآن و حدیث سے بیان فرما۔  
 طرز معاملہ تو یہ ہے کہ آپ لوگوں نے زیارت مدینہ طیبہ تک کو بھی روانہ نہیں رکھا ہے۔  
 بدعت کہتے ہیں۔ پھر ثبوت حج کو کیونکر ثابت کریں گے۔ بالفرض اگر اسوقت  
 زیارت کی درستگی کا قائل بھی ہو جائیگا۔ اور مدینہ طیبہ کے قبل لفظ زیارت کو  
 مقدر کر لیجئے گا۔ تو لفظ کا کو (جو مخالف لفظ زیارت کا ہے کیا کبھی گاتین  
 پھر آپنے لکھا۔ دار الحرب سے دارالاسلام میں تشریف لے آئے۔ کیا دار الحرب  
 حج کرنا ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو آپکے پیرو مجتہد کا بڑا دار الحرب لندن وغیرہ میں جا کر

وہ ہم ہو وہ طبع نظامی میں تشریف لاوین اور بخوبی اپنی دیکھی کر لین اور بدو  
 اسکے کسی کو مفتری و کذاب لکھنا خود اس کلمہ کا مصداق ہونا ہر حال توبہ کرنے  
 مولوی صاحب مذکور کا اور اقرار کرنے اپنے حقیقی ہونے کا مطیع میر یہ واقع  
 مکہ معظمہ میں چھپ گیا ہی اب چھپ نہیں سکتا خاص ایک شہر کی خبر اسی شہر میں  
 جھوٹ بے اصل چھپے اور اسی کوئی مواخذہ نہ کرے خلاف عقل ہی یہ خبر اس تو پتر  
 کو پہنچی تاکہ انکار مولوی صاحب بھی اسکا معارض نہیں ہو سکتا بلکہ ختم میرا  
 خط مذکور سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف پر مکہ مکرمہ میں مواخذہ  
 دار و گریہ ضرور ہوا ہی ورنہ مکہ معظمہ کو دار الحرب اور تشریف مکہ کو پلید مکہ ہرگز نہ لکھتا  
 اسلئے کہ انکا اور کوئی قصور نہیں بھرا اسکے کہ مولوی صاحب مدوع کے  
 عقائد فاسدہ سے توبہ کرالی۔ با اینہم اقرار بچہ جو یہ کاتب خط لکھتا ہی کہ (آپنے  
 جو درج اخبار فرمایا وہ جھوٹ محض ثابت ہوا) عجب غیبت و کذب ہی بحکم  
 الکذب لاحافظہ پہلے ایک امر کا اقرار بدلیل اور پھر اسی کا انکار بلا دلیل  
 کیسا ذلیل ہونا ہی۔ مگر بے حیاباشن چہ خواہی کن۔ نہ خوف خدا ہی نہ شرم دنیا۔  
 عجب حال اس فرقہ لامذہب مقلدین ہوا سے نفس کا ہی کہ جب سے حال  
 توبہ کرنے اپنے پیر و مرشد کا سنا ہی آتش غضب اور خشم سے ایسے مشتعل ہو  
 ہیں کہ ہوش و حواس جاتے رہے اور سمجھے کہ اگر انھوں نے توبہ کی تو ہمارے  
 اس عقائد فاسدہ سے توبہ کرنی پڑگی دیا اپنے پیر و مجتہد سے انحراف کرنا  
 ہوگا لہذا بدون تحقیق و بلا سند چند اقوال متناقضہ اور تاویل و توشیح مخالفہ  
 قبل از مرگ وادیا لکھنے شروع کیے جسکو دیکھ کے ہر عاقل ہنسنا ہی اکثر کا یہ قول ہی



رسول مانتے تو خدا کے ہاتھ و پاؤں و ناک و کان وغیرہ ناک ثابت نہ کرتے۔  
 جیسے آپ لوگوں کے آقا جناب نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنے رسالہ "مشاورۃ  
 علی مسئلہ الاستقامت" میں لکھا کہ رسول کی رسالت کے اختتام کا انکار کرتے۔ پھر  
 اپنے لکھا۔ غیبت و کذب دین میں کیا۔ اتاحرون الناس بالبر و تقسوت  
 القسکم۔ آپ تو خود غیبت کرتے ہیں۔ پھر اپنے کو فضیلت دوسرے کو نصیحت کہتی  
 پھر اپنے لکھا۔ راقم ایک بندہ خدا راجو تانہ بارشاہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب  
 لاہوری۔ اس عبارت سے دو امر لازم آتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ اس خط کو  
 کسی راجو تانہ اصل لوہنسل نے راجو تانہ سے آپ کے حکم کے موافق لکھا۔  
 کیونکہ اس طرح کا کلام خلاف شرع کسی مومن کی زبان سے نہیں نکلتا ہے۔  
 دوسرا یہ ہے کہ اپنے خود کو لکھ کر دوسرے کی طرف منسوب کر دیا۔ بہر تقدیر یہ  
 استعجاب کی جگہ ہے کہ آپ نے کیونکر ایسی حرکت کی یا اجازت دی خدا ہدایت  
 کرے فقط سوائے اسکے لاہوری صاحب نے اور اور لوگوں نے اور اور  
 تحریرات متناقضہ و تقریرات متخالفہ و نوشون کی طرح مبہوت و مدہوش ہو کر  
 درج اخبار کیا۔ جسکو ہننے طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ نہیں تو انکی بھی خبر  
 لیتا۔ الغرض نتیجہ اس تحریر کا یہ ہے کہ جب سرگروہ غیر مقلدین میانصاحب  
 کا توبہ کرنا ثابت ہو گیا۔ تب کل غیر مقلدین کو بھی توبہ کرنا واجب ہو گیا کہ  
 اپنے مام و پیشوا کا اقتدا واجب ہے اور برابر کر کے آیا اسوقت نہ کرنا کیا۔  
 سوائے اسکے میں پوچھتا ہوں کہ میانصاحب نے ضلالت سے توبہ کی  
 یا ہدایت سے۔ اگر ضلالت سے توبہ کی۔ تب کل انکے مریدین کو بھی چاہیے

حج نہ کر کے۔ خواہ سخواہ مکہ معظمہ میں جا کر شریف مکہ (جسکو اپنے پلید کہ قرار دیا ہے)  
 کے جس میں مجبوس ہو کر توبہ نامہ لکھ دینا کیا تھا۔ ایک ہی بڑی خطا ہوئی۔ انکو  
 انکے توبہ سے توبہ کروائیے۔ اور بڑے دارالحرب سے حج کروالائے۔ کیونکہ  
 آپ ہی نے انکو لوگوں سے بچایا۔ اور مقلد سے غیر مقلدین بنوایا۔ اتنا ہی  
 کروالچے۔ پھر آنے لکھا۔ وہ جھوٹ محض ثابت ہوا۔ ان فی زماننا سچ کا نام  
 جھوٹ اور جھوٹ کا نام سچ قرار لیا ہے۔ لقول النبی ص قال رسول صلحہ  
 سیاتی علی الناس سنوات خدات یصدق فیہا الکاذب  
 ویکذب فیہا الصادق اخراج ابن ماجہ۔ اجمی صاحب اگر اس خبر کو (ع)  
 ہزاروں دلاکھوں حاجی وغیر ہم کی زبانی ثابت ہو گئی۔ اور اب تک تدارک  
 اسکا ممکن ہے کہ لوگ ہر بیٹے میں سر میں شریفین سے آمد و رفت کرتے ہیں  
 اور اسکی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں (جسکو کہیں گے۔ لہذا اخبار احاد صحاح کو جو چند راولپنڈ  
 کی زبانی دو ڈھالی ہیں بعد ثابت ہو گیا کہیں گے۔ کیونکہ صحاح کو صحاح کہیں گے۔  
 اور امتین احادیث نبوی اکبر مانیں گے۔ ذرا بتلا تو دیکھے۔ نہیں تو احکام شریعت  
 سے ہاتھ دھویے۔ پھر اپنے لکھا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ سبحان اللہ  
 ما اعظم شانہ کہ کاذب کی زبان سے کاذب پر لعنت بھیجتا ہے۔ پھر اپنے لکھا۔ اپنا  
 نامہ اعمال اور نیر قلب کو سیاہ کرتے ہیں۔ کیا خوب اپنے گناہ کی سزا دوسرے  
 پر دھرتے ہیں۔ کیا اپنے ابھی شریف مکہ کو پلید مکہ اور حریم شریفین کو دارالحرب  
 اور سچ کو جھوٹ لکھنے اپنے دل کو سیاہ نہ کیا۔ پھر اپنے لکھا۔ خدا و رسول بھی  
 کچھ چیز ہیں۔ اٹلا چڑھ گتوالے ڈانٹے۔ آپ لوگ اگر خدا کو خدا جانتے اور رسول کو

حامداً ومصلياً أما بعد فإن العاجز السيد محمد نذیر حسین  
متبع السنّة والجماعة عقيدةً وفعلًا وأنا أعلم ان خلافها  
من المذاهب كلها سوء سواء كان من الرافضیة والخارجیة  
والوهابیة وان افق موافقاً للمذهب الخفّی وأنا خفّی المذهب  
وتبت ما اخطأت وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه  
اجمعين +

الواقم السيد محمد نذیر حسین بقلمه +

ترجمة ما كتب المؤلف الحاج سليمان الجوناكدي +  
الحاج سليمان بن الحاج اسحاق الخفّی المذهب لأن تبت  
ما اخطأت واقول ان مذهب الوهابیة باطل الفسقة  
وانا على مذهب الخفّی الامام الاعظم وبالله التوفيق وبوالفقی  
صحیح الحاج سليمان جوناكدي

نقل تحریر مولوی نذیر حسین دهلوی

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً ومصلياً أما بعد عاجز سيد محمد نذیر حسین متبع  
سنّة والجماعة عقيدةً وفعلًا اوراوسكے خلاف جتنے  
مذاهب ہیں خواہ رافضی خواہ خارجی خواہ ولبابی سبکو  
برا سمجھتا ہوں اور موافق مذہب خفّی کے فتویٰ دیتا ہوں

ضلالت سے توبہ کریں۔ اور اگر ہدایت سے توبہ کی تو خسر الدنیا والآخرہ  
کا مصداق بنے۔ تو سب کو چاہیے انکی اتباع سے سنجھ موثرین۔ اور جو کتابیں  
انکی عدم تقلید شخصی میں تالیف و تصنیف ہو کر شائع ہوئیں کل کو جلاوین۔  
بھول کر بھی اسکی محبت مقلدین کے مقابلہ میں نہ لاوین۔ وہ توبہ نامہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فان السید  
المولوی محمد نذیر حسین الدهلوی والحاج المولوی  
سلیمان بن الحاج اسحاق الجوناکی من مرشدی الفرقة  
الضالة الوهابية من غیر المقلدین وصلوا الی مکة المکرمه فلما  
ظہرا لهما أخضر فی المحکمة العلیة وأُسْتَشِیَا فتابعن  
العقیدة الضالة الجدیدة والطریقة الجبیشه الوهابية  
بین یدی حضرتہ المشیر المفتح والدستور المکرم والوزیر <sup>المعظم</sup>  
والی ولاية الحجاز دولتلو السید عثمان نوری باسٹالازالت  
شمس جلالدین من اقول الاقبال بانرغہ وکتباً بقلمهما ما  
ترحمته هذا وكذلك كل من كان عقیدته کعقیدتهما من  
رفقا لهما ومن اقام بکلمة المکرمه وذلك في السادس  
والعشرین من ذی الحججة من عام ۱۳۰۰۔

ترجمتہ ما کتب المولوی نذیر حسین الدهلوی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مچا کر گڈ بستان اجبار و نہیں چاہتا + اور کو لعنة الله على الكاذبين کا  
 مصداق بنا پڑا و جوہر و م و ایل میں اس توبہ نامہ کا تخطیبہ یوں ہوتا تھا کہ ابغز  
 اور میان صاحب ایسی ہیج عبارت کیا لکھینگے + ایک جاہل ہی نہیں لکھے گا + یعنی  
 اسکی عدم فصاحت و بلاغت ظاہر ہوتی آتی + اب اسکی فصاحت و بلاغت نکلتی  
 ہے کہ اعتبار کیجئے ذرا بتلا تو دیجئے + جوہر سوم عرب کے آنکھوں میں خاک  
 ڈالکر ایک شکل آنا کہنے سے اپنے آنکھوں میں اک ڈالنا اور ایسا سننے کا تہہ ہو  
 پاک شکل آنا ثابت ہو گیا + کہ پہلے تم لوگوں کے آنکھوں میں ہی خاک پڑی تھی تب  
 ہی توبہ کی فصاحت و بلاغت نہ دیکھی + مر جعفر بیبر الاخیہ فقد وقع  
 فیہا و وسر اتمار ایسا فصاحت اس آیت کا مصداق بنا توبہ تعاد اذ القوا  
 الذین امنوا قالوا امنا و اذ اخطوا الى الشیاطینہم قالوا انما معکم  
 اتماخ و سبہ فون + حضرت یہ طریقہ منافقوں کا ہی کیا آپ اپنے میان صاحب کو  
 منافق بنا نا چاہتے ہیں لاجون الماقون و جوہر چہارم کسی نے انکی عبارت کو معنی  
 سمجھا + حضرت اس سے تو پہلے ہماری جہالت ثابت ہوتی ہے کہ تم نے ہی  
 پہلے سبجیگر تخطیبہ کیا تھا + المقربون خذ باقران ع تم جکو ہی کہتے ہو کہ  
 اپنی بھی خبر ہے + جوہر پنجم میان صاحب نے توبہ کہان کی کہنے سے فصاحت  
 ظاہر ہو گیا کہ تمہاری آنکھ پہنچی ہی نہیں تو تکتے ہما خطات پر نظر پڑتی + +  
 و جوہر ششم ان لوگ کہ تعظیہ کے ملزم شریف میں توبہ کرتے ہیں اور اسکو  
 خانہ خدا سمجھتے ہیں لیکن آپ کے میان صاحب شاید خانہ خدا سے بیزار ہو کر اس سے  
 اعراض کر کے حضرت دو لعلو سید عثمان ثوری پاشا خانہ کو توبہ خانہ سمجھ کر و

اور حنفی المذہب بہرے و تثبت مما اخطات و صلوات  
 تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علیہ و آلہ و اصحابہ  
 الراقم محمد زید حستین بقلم خود

نقل تحریر مولوی حاجی سلیمان بوناگڑی

حاجی سلیمان ولد حاجی اسحاق حنفی المذہب اچھے خطا تو  
 ازو توبہ بہت مذہب و باہنی باطل ست الف مرۃ مذہب  
 حنفی امام اعظم دارم و باللہ التوفیق و ہونہم الرقیق + فقط  
 صحیح حاجی سلیمان بوناگڑی  
 طبع المطبعة المیریة الكائنة بمكة المحمديہ

اعتراض اجی صاحب میان صاحب فی توبہ کھان کی بلکہ انہوں نے  
 عرب کے انکھوں میں خاک ڈال کر اپنے کو خلاص کر کے نکل آئے  
 کسی نے ان کی عبارت کو نہیں سمجھا کہ کیا لوگ حج میں توبہ کر سکیں  
 نہیں جاتے ہیں ویسا ہی جا کر توبہ کر آئے اس سے غیر مقلدیت سے  
 توبہ کرنا اور سنت جماعت کے اتباع سے مقلدیت کیوں کثابت ہو  
 بلکہ انہوں نے توکل مذہب کو سو دیکھا اور انا حنفی المذہب کو تقیتا لکھا کہ  
 اپنے کو بند سے خلاص کیا جواب اسکا کئی وجوہوں سے دیا ہوں  
 و جا قول پہلے تم کو تو اس توبہ نامہ سے انکار تھا احمد  
 اب اقرار ہوا لیکن اس سے نتیجہ نکلا کہ جن منکرین نے قبل از مدگ و او ایلا

نہیں تو کیا + اگر آپکو عبارت سمجھنے کی قدرت نہیں تو میا نصاب پوچ  
 لیجئے وہ تو خود موجود ہیں اپنی عبارت کو خوب سمجھتے ہیں + ضرور وہ ہی سہ  
 و سابق سے عبارت کے جو مطلب نکلے وہی کہیں گے نہ آپکی طرح بظلمے مطلب اور  
 لے ویں گے + اگر لیویں ہی تو کون اعتبار کریں گے + سوای اسکے بالاتفاق  
 اتباع مذاہب اربعہ کا نام اتباع سنت و جماعت ہی کیونکہ اتباع سنت و جماعت  
 سو اس چار مذہب کے متحقق نہیں حکماء کی دلیلہ وجہ ہم ان افتی موقفا  
 للمذہب احنف وانا حنفی المذہب کو کیا کیجیگا + کسچہ اس کو ببتان  
 بوجہ دہرا جاگا اگر یہ میا نصاب ظاہر داری کی + اور بیاض جھوٹ لکھا تو  
 وہ بخوبی لعنة الله على الكاذبین کا مصداق بنے نہیں تو آپ حضرت  
 کیون خواہ سزاہ میا نصاب کو آیت واذ القوا الذین انجی مذکور کا مصداق  
 بنائے ہیں وجہ وہ ہم تقیہ کی بات جو آپ نے لکھی وہ تو قابل سماعت ہی  
 نہیں اس وجہ سے کہ وہ فعل رافضیو نکالے اور آپکے میا نصاب نے  
 رافضیت سے صاف تو بکلیا + پھر کیوں بیچارہ تائب کو رافضی بناتی ہو  
 گیا آپ حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له کو بولتے ہیں ع  
 صاحب کا کچھ دوس نہیں عملہ گڑبڑ کرتے ہیں + معصدا + اگر کہیں اس  
 عبارت کو تقیہ پر حمل کیجئے + تو انکو مستبہین سے حدیث و قرآن کے نکال دیجئے کیونکہ  
 یہ تو مشرکین کفار کے جس میں مجھوں نہیں ہوتے + جسمیں اجرائی کلمہ کفر  
 میں متجرب ہو کر تبرک عزیمت خصت کو (جس کو آپ نے تقیہ قرار دے رکھا ہی ا  
 اختیار کرنا درست ہوتا + یہاں تو انہما حق کے واسطے مؤمنین مشرکین واسطے

جا کر توبہ کیا + نعوذ باللہ منہ + اسی صاحب یہ تو گڑھے سے نکل کر کٹوے میں  
 گرنے کی نقل ہے + اس تلواریات سے غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکا اقرار کرنا اچھا  
 جس سے خسر الدنیا والآخرۃ سے نجات پاتا + کیوں نہ ہو حال مضلین کا یہ ہے  
 وہ راست ہدایت کو چھو کر راہ کج ضلالت چلتے ہیں اور اپنی ضلالت سے سننا حق  
 حق تصور کر لیتے ہیں + کیا کر کے عبات پیشانی کی جو کچھ ہی سوچیں آئی + التقدیر کا  
 ع تعلیم جو سو وچون تقدیر سیا تو بہت + وجہ ہضم غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکا  
 انہما کرنا عیدیم فہمی عبات پر اقرار کرنا ہے کیونکہ اس توبہ نامہ کی پہلی عبات میں  
 فلما ظہر حال هذا حضر في المحكمة العالیة واستتیباً فتأباً (تا)  
 وکتبا بقیہا ما ترجمہ ہذا ہے + وکوا وراپکے میا نصاب وغیرہ کی عباتوں  
 تطبیق دینے سے سوا غیر مقلدیت سے توبہ کرنیکی اور کچھ تاویل کی گنجائش  
 نہیں ہو سکتی ہے بلکہ اسکی ہی تصدیق ہوتی ہے + اسکو تقنو آموونکی  
 سجدہ بھی خطا نہ تھی + کیونکہ استتیباً (تا) عن العقیدۃ الضالۃ الجاہلۃ  
 والطریقۃ الخبیثۃ الوہابیۃ کے جواب میں میا نصاب نے بت وغیرہ  
 لکھا + وجہ شتم متبع السنۃ والجماعۃ عقیدۃ وفعلا سے غیر  
 اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بہت ہی جمالت وبلادت ہے + کیونکہ جب  
 آپکے میا نصاب نے ان مذاہب کلاہا سو کی تفسیر کو بقید من الرافضیۃ والنجاویۃ  
 والوہابیۃ مقید کر دیا + تب مضمون تخصیص الشیء بالذکر بدل عدل  
 نفی ما عدل نکذا ذکرہ الاما والسرخسی نے + مذاہب اربعہ لفظ سنہ  
 میں شامل نہ ہے + معہذا اس سے غیر اتباع مذاہب اربعہ کا مراد لینا بلادت



عمل بالحدیث و القرآن کے تحکیم پر گمراہ کرنے کی لیاقت تھی اور وہ ان کلمہ  
 معظمہ میں علماء دین سے مناظرہ کیسا ایشیت و لیاقت جاتی رہی ہے  
 اجتہاد کا دعویٰ کیسا اور عمل بالنص پر دم بہرنا کیسا لا حول و لا قوۃ

الآب اللہ العلیٰ العظیم +

تذیل و بعض فتاویٰ کی بوقت اختتام طبع این کتاب

یہ وقوع آمدہ بنظر نفع عام الحاشیہ کردہ شدہ +

این فتویٰ بجواب استفتائی مستفتی بمبیر حاجی صاحب

رضان علی غفرلہ الباری جناب مولوی عبدالحق صاحب

چمپروی ادام مجدہ العلیٰ نوشتہ شدہ +

## اطلاعی

چون دلائل این فتویٰ باہم مشترک اند بنا بران حجت

ہر سوال جو پیش ندادہ این را یکجا جمع کردہ شدہ

لہذا بظاہر عدم تطبیق مفہوم گشتہ و حقیقت

انطباق کُلی یافتہ شدہ

حجاز (جس کی اہمیت اور ثقیت بآیت و منکائنا اولیاء ان اولیاء  
 الا الملتقون ثابت ہے) کہ جس میں مجوس ہوئے تھے بخوبی ظہار  
 حق کر سکتے ہیں نکلیا اور کیوں بعضیوں کو قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم  
 بما انزل للہ فاُولٰئک ہوا الکفرون اور قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم  
 بما انزل للہ فاسقون اور قولہ تعالیٰ ومن لم یحکم (تا) ہم الظالمون  
 کافر و فاسق و ظالم بنا اور اگر ملامت کا خیال تھا تو قولہ تعالیٰ ولا  
 یخافون لومة لائم کے دفعیہ کے لئے کافی تھا اور اگر ڈکا خیال  
 تھا تو قولہ تعالیٰ ولا تخشوا الناس اخشون الہ کے اڑا کر وسط  
 شافی تھا منہی عنہ پر عمل کرنا کیا تھا بلکہ حدیث الصدق ابنی والکذب  
 یہلک پر اعتقاد کرنا تھا کیوں نہ ہو اگر ایمان کامل رکھتے تو قولہ تعالیٰ  
 اللہ احق ان تجشوا انکم تمومہ میں پر عمل کرتے اور بعضیوں  
 اللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کا غوامق منین خدا ورسول  
 کی خوشنودی کو اولیٰ جانتے اور اگر اتباع قرآن سنت کا کرتے تو  
 قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ الہ کا اتباع ضرور کرتے اور اگر اولیٰ کے  
 زعم میں تقلید شخصی باطل تھی باوجود اسکے انہوں نے اسکی حقیقت کا اقرار  
 کیا تو بخوبی قولہ تعالیٰ تبارک اسم الحق بالباطل و تکلمون احق و انتم  
 تعلمون کا مصداق بنا اور اگر فقط حدیث پر ہی عمل کرتے تو بھی  
 بعضیوں حدیث الساکت عن الحق شیطان اخرس بنتے بلکہ ظہار  
 حق پر کمر باندھتے کیا امین کو فقط ہندوستان کے عوام کا لبہائے الانعام

ولعنها كفر و لما في العالم كيري والخاصة والبزانتية ان <sup>فرض</sup> اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما عياذ بالله فهو كافر. اين  
اقوال محقق الشيخين ايضا في الاشباه الكفر شيئا عظيم  
فلا اجعل المؤمن كافر امتي وجدت رواية انه لا يكفر  
ايضا فيه ولا يكفر احد من اصل القبلة الا بوجود ما دخله  
(تا) وفيه بعض اختلاف في كرا لا يفتي بما فيه اختلاف و  
رد المحتار لا يفتي بكفر مسلوب الايمان كرا ما على محل حسن  
ايضا فينية فعلم ان ما ذكره في الخلاصة من ان كرا فتوى ضعيف  
مخالف للمتون والشرع بل هو مخالف لاجماع الفقهاء كما سمعت  
الف العلامة ملا على القاري في رسالته في الرد على الخلاصة وبهذا  
نعلم قطعا ما عرني الى الجوهرة من الكفر مع عدم قبول التوبة  
على فرض جودة في الجوهرة باطل الاصل له ولا يجوز العمل به وقد  
مرانه اذا كان في المسئلة خلاف ولو رواية ضعيفة فعلى المفتي  
ان يميل الى عدم التكفير فكيف يميل هنا الى التكفير مخالف  
لاجماع فضلا عن ميله الى قتله وان تاب قدمه ان كان المذنب  
توبة سابت الرسول صاهم فكيف سابت الشيخين والعجب من صاحب  
البحر حيث تساهل غاية التساهل في الافتاء بقتله مع قوله وقد  
الزمت نفسي ان لا افق بشئ من الفاظ التكفير المذكورة في كتب  
الفتاوى نعم شك في تكفيره قد في السيلة عما يشتره او اكر

## مَا قَوْلِهِمْ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى

اندرینکه اگر کسی صحابه بر رضی عنہم را باعث باہم مشاجرات و منازعات  
آنان سب و شتم نماید، یا حدیث اعلیٰ شریف اللہ و جہ را بشیخین بعضی تفصیل  
و یا بر حضرت معاویہ رضی عنہ لعن طعن کند، یا کسی سب کننده را از سب  
و شتم صحابه بر توبہ کردن گوید و او بچوایش گوید کہ من چه کرده ام کہ توبہ  
بکنم، پس آن کس کافر خواهد شد یا فاسق یا ضال یا مبتدع یا فاعل گناہ کبیرہ  
و بریحین کس سلام کردن رو بہت یا نہ، و او را تعزیر کردہ خواهد شد یا نہ،  
و شہادتش مقبول خواهد شد یا مردود، و اگر توبہ کند توبہ اش مقبول خواهد شد یا

## بَيْنُوا وَ تَوَجَّرُوا

الجواب سب و شتم کننده رضی اللہ عنہم را کافر محضت سب است  
مختلف فینہ اما در فاسق و ضال مبتدع و گنہگار گناہ کبیرہ بودنش  
و شبہ نیست و سلام بریحین کس درست نیست، و او را تعزیر  
کردہ خواهد شد و با نکار توبہ کافر خواهد شد، و اگر توبہ کند  
بندیب مختار بدلیل تعمیم مضمون قولہ تعالیٰ هو الذی یقبل التوبہ  
عن عباده توبہ اش مقبول خواهد شد و شہادتش مردود لما فی  
و المختار من سب الشیخین او طعن فی ہما  
کفر و لا تقبل توبہ و بہ اخذ الدجوسی و ابو اللیث و  
ہو المختار للفتوے و لما فی الاشباہ و النظائر سب الشیخین

وان كان يفضل عليا كرم الله وجهه على ابي بكر فلا يكون كافرا الا  
 انه مبتدع الخ ولما في القنية <sup>١٤٥</sup> ولا يسلم على الشيخ المازح ...  
 والنزاد والكذاب او اللادغ ومن سب الناس الخ ولما في القارة  
 ان سب الصحبة حرام وراى بالفوا حش من مذهبنا وذهب  
 الخ ان يعزروا وقال بعض المالكية يقتل وقال القاضى عياض  
 سب احدهم بالكبراء وقد صرح بعض علمائنا بانّه يقتل  
 من سب الشيخين وفي الاشباة والنظائر كل كافرا بفتوته مقبولة  
 في الدنيا والاخرة الا الكافر بسب النبي صلعم او سب الشيخين او احد  
 ولما في ح المختار <sup>١٤٩</sup> عن كل مرتكب منكرا ومنه في مسلم  
 بغير حق بقول او فعل ولما في الحمادية <sup>١٥١</sup> ومن كشف الغوا <sup>١٥٢</sup>  
 الاصل في وجوب التعزير ان كل من ارتكب منكرا كبيرا ليس له حد  
 المقدر في الشرع او اذى مسلما بقوله او بفعله فانه يجب التعزير  
 عليه (تا) وكل جنائية ليس فيها حد مقدرا للتعزير فيها واجب  
 ولما في العالم <sup>١٥٦</sup> كثير من رجل ارتكب شيئا من الصغائر  
 فقبلت له الى الله فقال من يكرهه ام تاتوا بكم يكرهه ويكرهه  
 (تا) ولو ان رجلين تشاجرا فقال احدهما لاول ولا فوق فقال ل  
 بكاريت الخ يكفر فقط + هكذا حكوا الكتاب الله تعالى اعلم  
 بالصدق والصواب + عبد الحكيم مدرس اول مدرس  
 ابو الطر ولا ور حسين بن مدرس اول مدرس محسنه محسنه بويكلى

صحبة الصديق منه واعتقد الألوهية في عليّ وأوان جبرئيل غلط  
 في الوحي أو نحو ذلك من البكفر الصريح المخالف للقران ولكن لو  
 تاب تقبل توبة **وايضاً فيه** <sup>٢٠٣</sup> وسب احد من الصحابة وبغضه  
 لا يكون كفراً لكن **يضل** <sup>٢٠٤</sup> **وايضاً فيه** لا ينبغي للعالم ان يبادر  
 بتكفير اهل الإسلام **وايضاً فيه** <sup>٢٠٥</sup> وترد شهادة من يظهر سب  
 السلف لانه يكون ظاهراً للفسق (تأ) او يظهر سب السلف **يعني الصالحين**  
 منهم وهم الصحابة والتابعون **ولما في نصاب الاحتساب**  
 واما ما يتعلق بالفتى والقائل يجب ان يعلم انه اذا كان في المسئلة  
 وجوه وجه يجب التكفير ووجه يمنع التكفير فعلى المفتي ان يميل  
 الى الوجه الذي يمنع التكفير تحسباً للظن بالمسلم ثم ان كان نية القائل  
 الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم وان كان يريد الوجه الذي يوجب  
 التكفير لا ينعفه فيفتي بالمفتي ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وتجدد  
 النكاح بينه وبين امرأته + ومن آت بلفظة الكفر مع علم انها  
 لفظ الكفر ولكن آت بهما عن اعتقاده فقد كفر + وان لم يعتقد  
 ولم يعلم انها لفظ الكفر ولكن آت بهما عن اختيار فقد كفر عند  
 العلماء لا يبعد بالجهل وان لم يكن قابضاً في ذلك **ولما في**  
**الأكبر** ولا تذكر الصحابة في الأخبار ولا تكفر مسلماً بذن من الذنوب  
 وان كانت كبيرة اذا لم يستحلها ولا تجزئ عنه اسم الايمان **ولما في**  
**عقائد النسخ** <sup>٢٠٦</sup> وتكفر عن ذكر الصحابة في الأخبار **ولما في** <sup>٢٠٧</sup> **العالم الكبير**

۱۲۹۲ هـ  
عبد العفی عنہ

حرفی پروفیسر مولانا علی گانج

محمد (ص) (ع)  
محمد (ص) (ع)

چهارم مدرسہ مدرسہ مولانا علی گانج

محمد

محمد علی

محمد علی

فبعضی انہم + ومن اذہم فقد اذانی ومن اذانی  
فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ یوشک ان یاخذہ  
هذا حدیث حسن لا نعرفہ الا من هذا الوجه  
الترمذی حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة اللہ  
علیٰ شکرہم + اخرجہ الترمذی حدیث قال رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم ان یشتم الرجل والدیة  
قالوا وهل یشتم الرجل والدیة قال نعم یسب الرجل  
ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ اخرجہ  
الخمسۃ للنساء کذا فی التیسیر <sup>۲۳۳</sup> تنبیہ اربعین شہ  
سب صحابہ رضوانہ علیہم اشد من سب اللہ ورسول اللہ  
واذیت صحابہ اذیت رسول اللہ ورسول اللہ اذیت  
خدا واذیت خدا ماخوذ شدن + وپر شکر کنندگان  
لعنت کردن + و سب را از کبار ثابت شدن + بخوبی  
ثابت و تحقق گشت + و علی وجه الکمال بصورت جمال حق  
بر مرکز قرار گرفت و در نوآوری تحت باب تحریم سب  
الصحابہ رضوانہ علیہم عبارت نوشته و اعلم ان سب  
الصحابہ نضحرام مرفوعا حثیل المحرمات سواء من

# تخریر واعطانه و تقه پیرنپانه درین باب از مستخرج

## محمد عبد القادر عظیمی است

این همه که نوشتم - حسب دستور فوقی بدان اهل کتب فقهه نوشتم - حال آنکه  
 میدانم که چند حدیث نیز در نیاب بیارم و پیش نظر ناظران بگویم تا بنیند  
 و سب و شتم کنندگان را بفهمانند و از مضامین احادیث ایشان را  
 تیرسانند تا ایشان نیز سب شتم را معنی عنده و انت و بار دیگر بخندند  
 نکنند و هر چه کرده اند از آنها تو به سازند و در شایعات و تنازعات صحابه  
 چه اعتقاد باید داشت معلوم کنند حدیث قال رسول الله صلی الله

علیه وسلم لا تسبوا اصحابی لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیده لو

ان احدکم انفق مثل احد ذهاب ما ادرك مد

احدهم ولا نصيفه (تا) قال كان بين خالد بن الوليد

وبين عبدالرحمان بن عوف شیه فسيه خالد فقا

رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسبوا احدا من اصحابی و ان احدکم

لو انفق مثل احد ذهاب ما ادرك مد احدهم ولا

نصيفه اخرجه مسلم حدیث قال رسول الله صلی الله

لا تسبوا اصحابی انما اخرجه ابوداؤد حدیث

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسبوا اصحابی لا تسبوا اصحابی

غرضاً بعد که فرجه هم فیجیئ احبهم و مرا بغضهم

عبد الرؤف عظیمی

عبد السلام عظیمی

من اجاب قد اننا

ابو اسحاق

محمد الزراق

مدرس علوم دینی



واعلم ان سبب تلك الحروب ان القضايا كانت  
 مشتبهة فاشد اشتباهاً اختلف اجتهادهم  
 وصاروا ثلاثة اقسام قسم ظهر لهم بالاجتهاد  
 ان الحق في هذا الطرف وان مخالف باغ فوجب  
 عليهم نصرته وقتال الباغي عليه فيما اعتقدوا  
 ففعلوا ذلك ولو يكن يحل من هذه صفة التاخر  
 عن مساعدة امام العدل في قتال البغاة في اعتقاده  
 وقسم عكس هؤلاء ظهر لهم بالاجتهاد ان الحق  
 في الطرف الاخر فوجب عليهم مساعده وقتال الباغي  
 عليه وقسم ثالث اشبهت عليهم القضية وتخيروا  
 فيها ولو يظهر لهم ترجيح احد الطرفين فاعتزلوا الفريقين  
 وكان هذا الاعتزال هو الواجب في حقهم لانه  
 لا يحل الاقدام على قتل مسلم حتى يظهر ارتبه  
 مستحق لذلك ولو ظهر لهؤلاء رجحان احد الطرفين وان  
 الحق اليه لما جاز لهم التاخر عن نصرته في قتال البغاة  
 عليه فكلمهم معذرون بنصرته وهذا اتفق  
 اهل الحق ومن يعتد به في الاجماع على قبول  
 شهادتهم ورواياتهم وكما عد التهم  
 رضي الله تعالى عنهم اجمعين واختلفات صحابته

ابو محمد الحكيمة

عبد العلي عن

المعتمد بن عرفة

عظيم الدين بن عرفة

محمد بن عيسى بن عرفة

سلطان بن حسن

عبد الرزاق

لأبس الفتن منهم أو غير ذلك لأنهم مجتهدون في تلك الحرب ومناوولون  
 رتاً قال القاضي سباً حدهم بالمعاصي الكبار ومذهبنا  
 مذهب الجمهور فإنه يعزَّر ولا يقتل وقال بعض المالكية يقتل المخ  
 وأيضاً فيه <sup>منه</sup> رت تحت كتاب الفتن وأعلم أن الدماء التي جرت بين الصيغ  
 عنهم ليست بداخلتني هذا الوعيد ومذهب أهل السنة والمحقق أحسان الفتن  
 بهر والامسك عما شجر بينهم وتاويل قتالهم وإنهم مجتهدون ومناوولون  
 لو قصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق أنه الحق و  
 مخالف باغ فوجب عليه قتاله ليرجع إلى أمر الله وكان بعضهم مصيباً  
 وبعضهم مخطئاً معذوراً من الخطأ لأنه مجتهد والمجتهد إذا اخطأ لاثم  
 عليه وكان على كره الله وجهه هو الحق المصيب في ذلك الحروب هذا  
 مذهب أهل السنة وكانت القضايا مشتبهة حتى اجتمع من الصيغ  
 تخير وافتروا الطائفتان ولم يقتلوا ولو يتقنوا الصواب لم يتأخر  
 من بسا عدة أيضاً فيه تحت باب فضائل الصحابة رضي الله عنهم  
 أمّا معوية فهو الجرد والفضل والصحابة النجباء وأمّا  
 الحروب التي جرت فكانت بكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب  
 انفسها بسبها وكلهم عدو لم يفر ومناوولون في حروبهم وغيرها  
 ولو خرج شيعي من ذلك أحد منهم من الهداية لانه مجتهدون  
 اختلفوا في مسائل من محل الاجتهاد كما يختلف المجتهدون  
 بعدهم في مسائل من الدماء وغيرها ولا يلزم من ذلك نقص أحد منهم

انما من غزوة

عبد عبد

سئل علي من اهل الجمل قال قيل مشركون هو قال  
 من الشرك فرح اوتين منافقون هم قال ان المنافقين  
 لا يذكرهم الله الا قليلا قيل فما هو قال اخواننا  
 بغوا علينا وقال علي اني لا رجوان تكون كالذين  
 قال الله عز وجل فرغنا مما في صمد وهم من غيل  
 اخواننا على سررتنا بلدين + اخراجهم الى الكوفة  
 الانزال + ونيزورين . روايت حضرت علي بن ابي طالب  
 وتفريط كندگمان ودر حضرت علي رضي بوضوح بيوت  
 وشك تشكيان بخوني سذوق گشت حديث  
 عن علي بن ابي طالب عانى سهول الله صلعم فقال ابي علي  
 ان فيك من عيسى عم مثلا ابغضته اليهود  
 حتى بهتوا امهوا واحسبته النصارى حتى انزلوا  
 بالمنزلة التي ليس لها قال قال علي لا واثنا  
 يهلك في محب مطري بما ليس في ومبغض مفتري  
 يحمله شتمنا على ان يبهتنى الا واني لست بنبي ولا  
 يوحى الي ولكنى اعمل بكتاب الله وسنة نبيه  
 صلعم بما استطعت فيما امرتكم به مطاعة الله  
 فحق علىكم طاعتي فما احببتم او كرهتم وما امرتكم  
 بمعصيته الا وقره طاعة لاحد في معصية الله عز وجل

لا يفيه  
كيقبا داخل عن

محمد اسي ائيل  
غفر له الجليل

محمد مصداق  
غفر له الحق

عبد العظيم  
غفر عنه

رضی اللہ عنہم حسب کثرت الہیست و ان کسے راحر  
 زون نباید + لما فی المشکوۃ عن عبد بنہ قال  
 رسول اللہ صلیہ یقولہ سئلت رزی عن اختلاف  
 اصحابی من بعدی فادعی الی یا محمد ان اصحابک  
 عندک بمنزلة الخوم فی السماء بعضهم اقوی من بعض  
 لكل نزل فمن اخذ بشیء مما هم علیہ من اختلافهم  
 فهو عندی علی ہذا قال قال رسول اللہ صلیہ  
 انما الخوم فباہم اقتدیوا ہتدیتم رواہ زرین + و  
 لقول النبی صلیہ اذا ذکرتم اصحابی فاسکتوا

اجاد من جانب واقاد  
 من اصحاب محمد <sup>رضی عنہ</sup>  
 سابق و در س اول ہوگی

الجیب مصیب  
 غلام سنا عباسی  
 در س و دوم در س اولی

محمد  
 عبد الجلیل

فایم مقام در س و م  
 کا بیج اسلوب ہوگی

اللہ  
 عبد العزیز عفا

قاسم  
 عبد العزیز

کذا فی الخلفاء + وقوله تعالى تلك امة قد دخلت  
 لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما  
 كانوا يعملون + سویدین بقال وقوله تعالى والله  
 خالقكم وما تعلمون + سوکد این حال و نیز روایت  
 ابی نصر + قال کر و اعلیاً و عثمان و طلح و زبیر  
 عند ابی سعید فقال سبقت لهم سوابق و  
 اصابتهم فنته فترج و امرهم الى الله اخرجہ  
 ابو بکر هكذا فلا تزال مصدق ابی قیس و قال  
 و نیز ازین روایت ابو بکر ہی حال بل اجل بوجہ حسن  
 منکشف خواہ شد حدیث عن ابی بکر الختزی قال

رافضی نشان امی سلمان نفاق از ایشان عبرت و خیرت گیرید و بنید  
 نصیحت پذیرید که رسول الله صلعم بقوله اکرموا اصحابنا فانهم خیارکم  
 ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظہر لکم الذب حتی ان  
 الرجل یحلف ولا یتخلف انہ کذا فی المشکوٰۃ + تعظیم و تکریم و ثوق  
 صحابه بعد از ابرار واجب فرموده اند که صیغه اکرموا امر است و موجب امر  
 و جوب پس عاشقین بر ما واجب است + و نیز بلفظ ثم یظہر الذب ان بعد  
 عبور مان بمشربان بخیر + و طهور مان بمشربان بشر بر کل تالیفات شر القرونی +  
 اعتماد کلی نمودن را هدایت نموده اند پس کچه طور بر تالیفات شر القرونی  
 که کذبش منطوق بالنص است اعتماد کلی نموده و وثوق قلبی کرده برخلاف  
 امر اکرموا اصحابی انہ و نهی + لا تسبوا اصحابی انہ بر صحابه  
 لفظش امی تعظیم است و خصوصیت را در آن داخل نیست (سب و تم کنید  
 و نفاق بدل دارید این نیست مگر تالیفات شر القرونی را کالوحی السواء  
 فهمید و بخیر رسول را رسول تصور بدین است با وجود شر خود راستی  
 اگر انیدید + و با وصف مخالفت بنی خود را بر زمره امت بنی صلعم شمارید  
 لا حول و لا قوه امی مومنان همچنین مبتدعان را در مجالست و مکالمات توفیر  
 و تکریم کنید + بلکه بدلیل حدیث قال رسول الله صلعم من  
 وقع صحابا حید عتق داعان علی هدایة الاسلام رواه الیهقی +  
 کذا فی المشکوٰۃ + توفیر ایشان را موجب هدایة اسلام دانید + هذکار  
 کفایتی لرب الدلالتیه +

انما الطاعة في المعروف واخرجه الحاكم **ببرهان برهان اهل عرب**  
 حديث قال رسول الله صلعم من برح هو ان قره شرا ما ناله الله رواه  
 الترمذي <sup>۲۵۲۵</sup> حديث عن سلمان قال قال رسول الله صلعم لا تبغضني فقفاق  
 دينك قلت يا رسول الله صلعم كيف ابغضك وبك مدانا الله قال  
 تبغض العرب فتبغضني اخرج الترمذي <sup>۲۵۲۶</sup> حديث قال رسول الله  
 صلعم من غش العرب لم يدخل في شفاعتي ولم تنله موتي رواه الترمذي <sup>۲۵۲۷</sup>  
 واروگرو وپس برهان همان صحابه کرام که قوله تعالى والسابتون اولون  
 من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا  
 عنه واعدا لهم جنت تجري من تحتها الانهار خالد بن فيما ابدا فلما نزلت  
 بچطور سب و شتم مني عنه نباشد و سب کننده از شفاعت خارج نگردد و محبت  
 رسول او را در گيرد و در عذاب جهنم معذب نشود و چون بدليل حديث  
 لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الي ما قدموا اخرج البخاري وابود  
 والنسائي كذا في التيسير حديث لا تسبوا الاموات فتذوا الاحياء <sup>۲۲۲۲</sup> اخرج  
 الترمذي كذا في التيسير <sup>۲۲۲۳</sup> حديث بر سلق مرده سب و شتم درست نباشد  
 مني عنه گردد پس بچطور بر عجز بزرگان مرخوان که افضل العرب اند و با فضيحت اشيا  
 که رسيدن تو ايند همچنين سب و شتم و فواحش که بقوله تعالى انما حرم الله الفواحش  
 حرامست مني عنه نباشد آري همچنين حرکت از ستميان صادر شدن گويي  
 رافضيان را خوش گردانست و رافضيان اعداي ستميان اند و اعدا را خوش گردان  
 بقوله تعالى لا تشمتوا بالاعلاء مني عنه است **تسبيه ابي ستميان**

فریب خورده راه جهنم گیرد و زیرا که بر صحت صحابیت حضرت معاویه رضی الله عنه و فریقین  
 مؤمنین و مخالفین اتفاق است که در آن کفره و فحشه را هم خلافت است علی نه خفی نه جزئی  
 پس صحابی شدن حضرت معاویه بنا بر مستقطع یقینی و صد و قیاس از ان معزز  
 الیه حکایتست غیر یقینی که اکثر مورخین یا محدثین بر من تصدق نفاست و عدوت  
 مریض شده نسخه های نوشته رفتند و بعضی تقلید همان بتعصبین و غیر هم مقلد شده رساله  
 نگاشتنند و بعضی باعث بعد از ان بر اقوال معاندین فریب خورده امتیاز حق و باطل  
 گردن نتوانند روایتها و حکایتها نوشتند و لیک اجل کردند چنانچه اینهمه کوفیه و اظهار  
 و تذکره المذاهب و احسن الادلّه القویله فی احوال الوبایه نوشته ام و دلیل شده  
 و بر بیان کافی آورده ام پس اینها نیست مگر امور را غیر یقینی ظنیست ازین باب  
 علی القاری در شرح فقه اکبر از احیاء العلوم امام غزالی مع این عبارت نوشته +  
 فان نیل هل تجوز لعن یزید لكونه قاتل الحسین و امر ایه قلنا هذا ما لم  
 یثبت اصلاً فلا یجوز ان یقال انه قتل او امر به فضلاً عن لعنه و لانه  
 لا یجوز نسبه مسلم الی کبیره من غیر تحقیق بل لا یجوز ان یقال ان ابن  
 ملبم قتل علیاً و لا ابولؤلؤ قتل عرفان ذلك لم یثبت متواتراً + +  
 و بر چنین امورات ظنیه تکیه کرده ام یقینی قطعی را (که عبارت از صحابیت است) ترک  
 ساختن و بر مخالفتش عمل کردن و بر آن اصرار نمودن کارنا امان و بلیدان و جاهلان  
 و امتحان نیست چیست و فعل فاسقان و فاجران و مبتدعان خالان نیست چیست که  
 و قذف و بدگویی بجز نریض نیست و در دعا بغیر نفع ضرر نیست بلکه در سکوت  
 از لعن شیطان هم خطر نیست لهذا دفعه اکبر مذکور از احیای مذکور همین عبارت

علاوه بر این جواب استفتائی ضی الله عنه گفتن بنام  
حضرت معاویه به دست سب است یا نه تحریر کرد و دیگر و تقریر  
آخر نوشته ام بر آن معاویه همچنان نقلش می کنم و بنویسند

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدة المرسلين  
وعلى آله الطيبين واصحابه الطاهرين والائمة المجتهدين اجمعين  
اما بعد فقير حقير سراپا تقصير خادم هر بنا و پسر و كل صغير و كبير محمد عبد القادر  
غفر له انجيزه گوید که اگر کسی از ماستیان بترکیه اخبار و آثار محدثین بخواهد  
و بر نوشته علمای متقدمین و فضلاهی متاخرین که در باب مشاجرات و مناقبات  
صحابه مقبولین ضی الله تعالی عنهم اجمعین است و آنها بشیت رب العالمین بوقوع  
آمده و ظاهر گشته است بر آنان لعن و طعن و اذیت نماید و عداوت نهانی بدل آورد  
خصوصاً در کسر شان حضرت معاویه به چیزهای ناملائم ذکر کند البته بمضایر  
احادیث که در عصیت سب صحابه به وارد است معذب و فاسق و ضال  
شود و مبنغوض خدا و رسول گردد و بر خلاف مأموریه فاسکقا که در حدیث  
اذا ذکرتم اصحابی فاسکقوا و منه عنده لا شتوا الصحابة عمل  
کردن لازم شود و باعث جمالت و بلاوت یا بسبب ضلالت و بغاوت  
امر خطئی غیر یقینی را بر امر قطعی یقینی ترجیح دادن بر خود التزام کند اصلاً  
در میان حق و باطل امتیاز نمی سازد خواه نخواهد بر نوشته متعصبین بنویسند



تطهیر حدیث یا اهل کساء محقق شدن نمی تواند بلکه همان حدیث کسانی بر عدم  
 شمول اهل کسانی بآیت تطهیر دلالت کند اما بفهم این معنی عقل کامل باید و فهم شامل شایسته  
 چرا که اگر اهل کساء بآیت تطهیر شامل بودند بر آئینه هرگز رسول خدا صلعم بر دعای  
 اللَّهُمَّ هَوِّاْ إِلَيْهِ اِهْلَ الْبَيْتِ تَخْصِيصًا مِّنْ نَّفْسِهِ مَوْذُوْنًا لِّسَيِّئَاتِهِمْ سَبَاقًا وَبِقَدَمِهِمْ  
 سابقه و لاحق آیت تطهیر یعنی يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ  
 اِنَّ اتَّقِيْنَ (ثا) وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ  
 الْاُولٰٓئِ وَآقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَآتَيْنَ الزَّكٰوةَ وَاطعن الله ورسوله انما  
 يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ  
 تَطْهِيرًا وَاذْكُرْنَ مَا يُبَلِّغُنَّكُمْ فِيْ بَيْتِكُمْ لِيَكُنَّ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ  
 اٰمَنُوْا وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّهٗ جَمِيْدٌ مِّنْ اٰيٰتِ اللهِ وَالْحَكِيْمُ  
 وگرایت کریمه خطابا بساره علیهما السلام اتعجبین من امر الله ویکتبه  
 علیکم اهل البیت انه حمید مجید که مفسر و بسین آیت تطهیر است  
 بر تخصیص از واج مطهرات دل بود بنا بر آن از رسول خدا صلعم همچنین دعا بود  
 و در حاجت دعا چه بود و نیز حضرت ام سلمه که این آیت تطهیر بخانه اش سفار شده  
 بود یا اهل کساء شامل نفرموبلکه بلحاظ تخصیص حاصل بجواب سوال حضرت ام سلمه  
 اَنْتِ عَلٰی خَيْرٍ وَاَنْتِ عَلٰی مَكَانِكَ فَمَوْذُوْنًا لِّعَنْ اٰیَةِ تَطْهِیرِمْ وَشَامِلِمْ  
 لهذا در جلالین در تحت یا اهل البیت امی نساء البیت مسطور و در عباسی یا اهل بیت  
 النبوة مذکور و در بیضاوی لان التخصیص لهم لا یناسب ما قبل الایة و ما بعد و الحدیث  
 یقتضی انهم اهل البیت لان الایة غیرهم موزون فایر التخصیص کیف العمل بخلاف هذا  
 التخصیص علاوه بر آن علی هذا القیاس لفظ عترت هم که در حدیث مذکور یا اهل بیت مخصوص

مسطور است ولا خطر في السكوت عن لعن ابلدليس فضلا عن غير بطر و دیگر  
 می گویم که اگر باعث بغاوت حضرت معاویه بنی نبی حضرت علی کرم الله وجهه مستحق  
 لفظ رضی الله عنه نباشد پس حضرت زید شهید رضی الله عنه که با برادر و امام وقت بغاوت کرده  
 بر او خروج نموده بود بطریق اول مستحق لفظ رضی الله عنه نباشد بلکه از آن منتهی است  
 که در حدیث ثقلین، کورست نقصان پذیرد نه حضرت حسن باعث مصالحت با حضرت  
 معاویه مستحق شدن تواند نه حضرت عائشه صدیقه و طلحه و زبیر و غیر جم  
 بسبب خروج بر حضرت علی رضی الله عنه مستحق باشند و نه حضرت داود عم باعث قتل کنانیدن  
 حضرت اوی را یا رضی الله عنه برای گرفتن زوجه اش مستحق علیه السلام گردود نه بلادران حضرت  
 یوسف علیه السلام بسبب انان بر حضرت یوسف عم قابل علیه السلام شدن  
 تواند نه حضرت آدم عم باعث نافرمانی و گندم خوری مستحق علیه السلام باشد طرفه  
 بر آن این است که لفظ رضی الله عنه کلمه قطع و قضی اند با وجودش با این کلان  
 مداوت داشتن ممنوع شرعی است + و بغاوت حضرت معاویه بنی نبی مستحق  
 غیر یقین + یا طرد شدن بسبب تطای اجتهادی باشد + کما مر ذکره و آن معقول بعقوبی  
 الهی گردود بلکه دلیل حدیث قال رسول الله صلعم اذا اجتهدت الحق فاصاب فله اجر  
 وان اجتهدت فاطا فله اجر + اخرجہ الشيخان ابوداؤد و کذا فی التیسیر + ثاب  
 باشد چرا مستحق لفظ رضی الله عنه نباشد + و اگر کسی از سنیان را رضی الله عنه نشان  
 بدین دلایل سنیان کوشیده با استدلال + اسده را فضیان است گشته بآیت تطهیر  
 بحدیث ثقلین تنسک جوید و برویت لفظ اهل بیت و عترت آیت و حدیث را تحمیم  
 و ضلالت پذیرد همانا تحفه اثنا عشریه هدایتی است که کفایت باشد که فی الحقیقت آیت

فتویٰ ہے \* لما فی العالم کیری الفتویٰ زماننا بقول  
 محمد ؑ حتی یحکم من سکر من الاشریۃ المتخذة من الخبث والمسل  
 والابن والتین لان الفساق یجتمعون علی هذه الاشریۃ ویقصدون  
 السکر والالہود بشرھا کذا فی التبین \* ایضاً فیہ وعند محمد رح  
 حرام شربہ قال الفقیہ وبہ ناخذ کذا فی التخصیص ولما فی توفیر  
 الابصار وحررہا محمد مطلقاً وبہ یفتی ولما فی الدر المختار  
 والکل حرام عند محمد وبہ یفتی \* ولما فی رد المحتار (قولہ وبہ یفتی)  
 ای تجزیہ کل الاشریۃ وایضاً فیہ (قولہ وبہ یفتی) ای بقول محمد  
 وبہ قول الائمة الثلاثة ایضاً فیہ (قولہ وغیرہ) کصاحب الملتف  
 والمواہب الکفایۃ والنہایۃ والمعراج وشرح المجمع وشرح در البحار  
 والقہستہ والعینی حیث قالوا الفتویٰ زماننا بقول محمد لغلبة الفساد وکل  
 بعضهم بقولہ لان الفساق یجتمعون علی هذه الاشریۃ ویقصدون الالہود  
 والشرب بشرھا ولما فی النہایۃ والفتوٰ علی قول محمد کذا ذکرہ الامام  
 المحبتی \* ولما فی الکفایۃ والشیخ الخسری رح ذکر فی الفتاویٰ الفتویٰ  
 علی قول محمد \* ولما فی الجامع الرموز وحاصلہ ان شربہ (ہا) حرام  
 عند محمد یغ فیحد ویقع کما فی الکافی وعلیہ الفتویٰ تنبیہ \* \* \*  
 دیکھوان کتابونے یعنی عالمگیری اور نور الابصار اور در المختار اور رد المحتار  
 اور ملقی اور مواہب اور کفایہ اور نہایہ اور معراج اور شرح المجمع اور شرح در البحار  
 اور فتاویٰ اور عینی سے شربہ غیر منصوصہ میں امام محمد رح کے قول پر فتویٰ ہونا

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

شرن نمی تواند که کل این است بقول شیعه هم مندی نبود بلکه بعضی از آنان با عقاید فاضل  
 مرد و باغی گشتند العباد بالله پس منعمون عترتی علی وجه الکمال سوش اجماع بر این است صادق  
 نه آیه الاحمال نقصان پیروی چنان مع ذرا خود نشاند و چون رسول خدا صلعم در شان حضرت  
 عباس نیز یارت هذاعمی و صنوابی و هؤلاء اهل بدیتی که فرمود و خصوصیت برت  
 دیت رو نمود اما منع دخول غیر نمون نشد پس منعمون هم من که حدیث من سبک علی طرف  
 دوستی فیه و اولادی و الی و عنونی (علی الاختلاف است قیام گرفت و وزیر قوله تعالی  
 یا نوح ان الله کتبک الله عمل غیر صحیح است که صد گویم گشت بنا بر این این مثل  
 بندگی باید پیروی کی منعمون است به شهرت گرفت اما ان اکثر ان فضلیت این پنجتن بزرگان  
 قایل مستم و اعتقادش بر این دارم که گزیده فاضل افضل و مفضول امثل و انان مساوی نمیکند بلکه منعمون  
 اکثر است و فضلنا بعضهم بعضا در بعضی در بعضی تفاوت دارند و ما نزد حق با برید فضلیت افضل  
 انما کونیم بلکه بر شان کل منعمون متقدمین و بر جمیع سبب این است (دنا اغفر لنا و لاخواننا الذین  
 سبقونا بالايمان فکفتمانی قلوبنا غلاما للذین امنوا بهنالك لوف الوهم را تلاوت کنم فقط هذین  
 لمن اعتاد و تبعه لمن استبص این نوشته تا کاسر را یا انکسار بلکه از نوشته خود در مساجد و محراب  
 نغمه بغمه است التمسار است علماء دین و مفتیان شرح متین کیا و ما بین این مسلمانان که  
 غیر منعمون نوشته که حلال و حرام است ما دینی شیخین قول بر فتوی یا امام محمد قول بر مسأله  
 انگیزی شراب دین بر طجن بر غیره یعنی جو شرابین گویو جو آری سبب شهد بخیر و غیر ذلک  
 من الحبوبات و غیره سے بنتی ہیں اور تا حسی سبب سبب مختار امام محمد کے حرام ہے  
 یا حلال بر تقدیر ثبوت حرمت اشربہ یا کوره کے جسکا اکثر حرام ہی اوسکا قلیل بھی حرام  
 ہی یا نہیں تمینوا و تجربوا و جواب سئلہ اول غیر منعمون اشربہ میں امام محمد کے قول پر

تنبیہ دیکھو اس سے امام محمدؒ کا اثر نہ مذکورہ کو حرام فرمانا  
 بخوبی ثابت ہے + **جواب مسئلہ سوم**۔ ہاں جب کا کثیر  
 حرام ہے اسکا قلیل بھی حرام ہی لہذا فی الذل المختار و قال محمد  
 ما اسکر کثیر فقلیلہ حرام ایضاً فیہ (وحرہما محمد) ای  
 الاشرہ المتخذة (تا) قلیلها و کثیرها۔ و لما فی قاضیان  
 یحرم القلاح المسکرمہ و هو الذی یعلم یقیناً او بغالب الراۓ اتہ  
 یسکر و علی قول محمد و الشافعی لا یحل شربہ (تا) محمد و الشافعی  
 قولہ علی السلام کل مسکر حرام و قولہ علی السلام ما اسکر کثیر  
 فقلیلہ حرام و لما فی القلاح ای و لہذا اثبات الحکمۃ قولہ علی السلام  
 کل مسکر خمر و قولہ علی السلام ما اسکر کثیر فقلیلہ حرام و برؤعہ  
 علیہ السلام ما اسکر الخمر منہ فالجرعۃ منہ حرام و لا یسکر  
 یفسد العقل فیکون حراماً قلیلہ و کثیرہ کالخمر + **تنبیہ** +  
 جب ان دلائل و براہین سے غیر منصوصاً شربہ میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ  
 دینا متفق علیہ ہے اور امام محمدؒ کا اثر نہ مذکورہ کو حرام فرمانا  
 اور جب کا کثیر حرام ہے اس کے قلیل کو حرام کہنا حتی کہ جب تک ایک ہٹا بیٹے  
 سے نشہ ہوتا ہی اس کے ایک چاہ پی نے کو حرام فرمانا ثابت و متحقق ہوا ہے کیونکہ  
 ان اثر نہ مذکور کی حالت کا فتویٰ دینا صحیح ہو + **فما تلوا** + ما جاز محمد ص ۱۰۰  
 ہدایت اللہ علی اللعین

السبب فی حرمہ  
وہی ان الشرع

القاضیان  
الذین

الجرعۃ

سبب

عبد العزیز بنی و فیہ کلام



لامی تہی ہذا المسئلۃ  
محمد عبدالقادر غفرلہ



انہن الاجاب علیہا  
صحیحۃ لولیت فیہا  
فیہ عبدالقادر بنی

اچھی طرح سے ثابت ہی اور اوس کے ضمن میں حُرمت بھی ثابت ہوئی + +  
 جواب مسئلہ دوم۔ انگریزی شرابیں۔ پورٹ۔ جن۔ بیز  
 یعنی جو جو شرابیں۔ جو۔ گیہون۔ جوار۔ سیب۔ شہد۔  
 شیر۔ انجیر۔ وغیرہ ذلک سن الجوبات وغیرہ سے بنتی ہیں اور تازی  
 حسب مذہب مختار امام محمد ع کے حرام ہے **لما فی الدر المختار +**  
 (وحرہا محمد) ای الاشریۃ المتخذة من العسل والتین ونحوہما  
 قالہ المصنف (مطلقاً قلیلها وکثیرها) (وبیفتی) ذکرہ الزیلع وغیرہ  
 واختار شارح الوہابیۃ و ذکر انہ مروی عن البکل ونظمہ فقال  
**شعر** و فی عصرنا فاختیج حدوا وقعوا + طلاقاً لمن مین مسکر  
 الحب یسکر + وعن کلہ یروی وافتی محمد + بتحریر ما قد قل وہو  
 المحر + **ولما فی العالمگیری** اما الاشریۃ المتخذة من الشعیر  
 او الذرة او التفاح او العسل اذا اشتد وهو مطبوخ او غیرہ  
 مطبوخ فانه یجوز بشرہ ما دون السكر عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف  
 وعند محمد ع حرام بشریۃ قال الفقیہ وبہ ناخذ کذا فی الخلاصۃ +  
 فان سکرہ من ذرة الاشریۃ فالسکر والقدح المسکر حرام بالجماع  
**ولما فی الہدایۃ** وما یتخذ من الجنطۃ والشعیر والعسل والذرة حال  
 عند ابی حنیفۃ ع (تا) وعن محمد ع انه حرام ویجد شاربہ اذا  
 سکر منه ویقع طلاقہ اذا سکر منه كما فی سائل الاشریۃ المحرۃ  
**وایضاً فیہا** وعند محمد والشافعی ع حرام + + + +

اگر فقط امام محمدؑ کے قول پر فتویٰ ہے تو کیا شیخین کا یہ قول مردود ہے؟  
 الشراب الرابع (تا) واذا غلب واشتد يجل شرابه في قول ابي حنيفة  
 وابي سفيان في قول الاخر لا ستر الطعام والتدخين والتقوى لطاعة الله تعالى  
 دون الله واللعب السكران في قاضينها والعالم كير في  
 وغيره جواب اسکا کئی طرح پر ہے اولاً شیخین کا قول صحیح  
 و مقبول و مقصود مردود نہیں ہے، اما زمانہ خیر القرون کے ساتھ مخصوص مہود تھا، آ  
 انقلاب دوران و اختلاف زمان کے سبب بظاہر مردود ہو گیا، کیونکہ  
 زمانہ سابق کے لوگوں کی قوت ایسا تھا حال کجیہ اور تھا، اب زمانہ حال کا حال  
 کجیہ اور ہو گیا، حتیٰ کہ لوگ شراب کو شربت کے نام سے پینے لگے،  
 کیونکہ نور رسول خدا صلعم نے اس بات کی خبر آگے ہی سے دی ہے،  
 حدیث عربیہ صحیحہ صلعم قال يشرب ناس من امتي الخمر يسوونها  
 بغیر اسمها اخرجہ للنسائی اخرجہ ابن ماجہ صریح روایت پادین گے  
 تب تو علامہ نیکو پیکر نیگے، اسلئے علماء کجیہ و فضلاء نیکو پیکر نے حسب حال انسانہ  
 کے بالاتفاق امام محمدؑ کے قول پر فتویٰ دیا، اور شیخین کے قول کو  
 اشد بخیر خصوصاً کے باب میں بظاہر مردود ٹھرایا تاکہ لوگ اسکے ٹیک پر افراط  
 و تفريط نہ کریں، تاہم غایتہ ما فی الباب یہ ہے کہ شیخین کے قول سے قدر  
 غیر سکر کی اباحت ثابت ہوتی ہے، وہ بھی معتد بقیود و مشروط بشرط ہے  
 لیکن امام محمدؑ کے قول سے حرمت ثابت ہوتی ہے، اور ناظرین  
 کہ جہان کھین حرمت و اباحت میں تعارض واقع ہووے وہاں حرمت کی ترجیح

مستخرج محمد عبدالقادر نے بحديث الدین النصیحہ خیر خواہ  
سے کچھ عرض کرتا ہے اور طرفین کے قول کی تطبیق بتاتا ہے

مومنو تازی خوری اور پورٹ نوشی کو چھوڑ دو اور ظاہر داری کو دین داری خیال  
مست کرو + کیونکہ ایمان داروں کی ایمانداری + اور دینداروں کی دینداری کا ٹہنگ  
کچھ اور ہے + اور ظاہر داروں کی ظاہر داری اور حیلہ جو بیونکی حیلہ جو بی کارنگ کچھ اور  
ہی + کیونکہ دیندار لوگ اپنی دینداری اور نقاوت کی وجہ سے افراط و تفریط  
بوشکوکات و اختلافات سے احتراز و احتیاط کرتے رہتے ہیں + اور ظاہر دار  
لوگ باطن خج اہش نفسانی پر عمل کرتے پرتے ہیں + اما بظاہر جن جن کر اوں بوا تیکو  
جو ان کے خواہش نفس کے مطابق سمجھتے ہیں اپنے عمل کی دلیل گردانتے ہیں  
جسمین گو نہیں ہتھم نووین + یہ کچھ دینداری و خدا پرستی نہیں + بلکہ سراسر  
بندہ پرستی و ریاکاری و شر العبادی ہے + اسلے ابن حجر عسقلانی نے  
اپنے تخریج احادیث الرافعی میں بروایت عبدالرزاق یون لکھا ہے کہ اگر  
کوئی بقول اہل دینہ سرودے اور وطی نے و بر النساء کر نیکو اخذ کرے + اور  
بقول اہل مکہ متعہ اور روف پر عمل کرے + اور بقول اہل کوفہ نشہ پینے کو  
اختیار کرے + وہ بدترین خلائق اور شر العباد ہے + چنانچہ اسکی  
دلیل ہمارے تذکرۃ المذاہب کے (۳۸۱) صفحہ میں پائینگے اگر نظر کریں گے  
اور جو لوگ ہر مذہب سے مباح کو تلاش کر کے اختیار کرتے ہیں + +  
وہ فاسق و فاجر بنتے ہیں + اسکی دلیل بھی اسی صفحہ میں ملیگی + اعتراض



فساد زمانہ اسپر موافقت کی + یعنی حرمت پر حکم کیا + اور صاحبان  
 صحاح وغیرہم نے بھی اسباب میں بہت سی حدیثوں کو جمع کیا +  
 حدیث کل شراب اسکر فہو حرام + اخرجہ الترمذی  
 حدیث کل مسکر حرام اخرجہ الترمذی حدیث ما اسکر  
 کثیر فقہیلہ حرام + اخرجہ الترمذی واحمد وابوداؤد وطحاوی  
 وابن حبان حدیث قال رسول اللہ صلعم کل مسکر حرام ما اسکر  
 الفرق منہ فلاح الکف منہ حرام اخرجہ الترمذی حدیث  
 قال رسول صلعم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ووربات وپو  
 یشرب الخمر منہا لم یشکلہا فی الاخرق + اخرجہ ابوداؤد حدیث  
 عن النبی صلعم قال کل خمر خمر وکل مسکر حرام ووربات وپو  
 مسکر ابحت صلواتہم علیہم صلیحاً اخرجہ ابوداؤد حدیث  
 عرب یلم الخمری قال سئلت النبی صلعم فقالت یا رسول صلعم  
 انا باضر بارحۃ نعالج فیہا علامہ شدیداً وانا نتخذ شراباً من ہذا  
 الفخ نقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا قال صلعم  
 قلت نعم قال صلعم فاجتنبوہ فقلت فان النامر غیر تارکیہ قال فان  
 لم یتزکوہ فقالتوہم + اخرجہ ابوداؤد + اور اسیطرح پر بخاری و مسلم  
 وابن ماجہ والنسائی وموطا وغیرہ میں بھی ہے دیکھئے راہبعا  
 اگر سیچ پوچھیے تو امام محمدؒ کا قول عین امام اعظمؒ کا قول ہونا ثابت  
 کیونکہ امام اعظمؒ کے کسی شاگرد نے کسی نامیہ میں امام صاحب کی گفت

ہوتی ہے۔ تاہم پر ہی حسرت کی ترجیح ہوگی چنانچہ **اشباہ میں** ہے  
 اذا تعارضت ادلیان احدهما يقتضی التحریم والاخر الاباحة قدم التحريم  
 بلکہ اس اصول کی کتاب میں اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام کا قاعدہ  
 معروف و مشہور ہے پھر بیان پر کیوں غلبہ نہ ہو۔ اور **سنن** امام محمد سے کا  
 قول محبوب و مقبول ہونے کی دلیل حضرت عثمان غنی کے اس قول سے ثابت  
 و توثیق ہے۔ قال عثمان غنی اسئل عن الجمع بین الاختین بملک الیمن  
 احکمھما ایتہ و سرہما ایتہ و التحریم احب الینا کذا فی **الاشباہ** +  
 مثالاً اگر غور و فکر کر کے دیکھئے تو امام محمد سے اور شیخین کے قول میں منافات  
 کا یہ تصور نہیں کیونکہ صورت سکر و تلی و غیرہ میں دو نون قول کا نتیجہ متحد ہی  
 دینے والا اتفاق حرام ہے + مان عدم سکر و غیرہ کی صورت میں کس قدر منافات  
 جزئیہ باطل نہ تحقیق ہے + لیکن وہ منافات جزئیہ بھی اسی ویت کے قیود و شرط  
 سے از خود سبب دفع و سلب ہی کہ فی زمانہ لوگ قوت عبادت و غیرہ کے  
 لئے نہیں پیتے ہیں بلکہ نشہ و سرور کے غرض سے پیتے ہیں لیکن اپنی مافی الضمیر کو  
 مخفی کر کے بظاہر شیخین کے قول پر عمل کرتے ہیں + کہتے ہیں چنانچہ سب سے  
 رد المحتار کی اس عبارت نے شہادت دی و الناکس من زماننا شرب  
 للنجوس و التلہی جب نشہ اور سرور غرض ہے + تب شیخین کے قول مطابق ہی  
 حسرت آگئی + پھر منافات کہاں رہی + چونکہ فقہاء نے نشہ خورون کی  
 یہ دل کی بات دریافت کر لی + اسلئے احتیاطاً امام محمد سے کے قول پر قیود  
 دیا + حتی کہ امام مالک سے اور امام شافعی اور امام احمد جن سے وغیرہم نے باعتماداً

فرمایا تب قوله تعالى يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا اثْمٌ عَظِيمٌ  
 وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ نازل ہوا + اسوقت بعض لوگون نے شراب پینے کو  
 ترک کیا + اور بعضوں نے یہ تاویل کی کہ جب خداوند تعالیٰ نے دو امر کو  
 بیان کیا گناہ و نفع - تو نفع میں ہمارا حصہ باقی رہا + پھر حضرت عمرؓ نے  
 اللهم زدنا في البيان فرمایا + تب قوله تعالى لا تقربوا الصلوة وانتم مسكرين  
 نازل ہوا + اسوقت میں بعضوں نے لاخبر لنا فيما يمنعون الصلوة  
 کہ شراب نوشی چھوڑ دی اور بعضوں نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب  
 سفید قبرت صلوٰۃ کیا + تب غیر وقت نماز میں درست رہا + اسلئے حضرت  
 عمرؓ نے ہر اللهم زدنا في البيان فرمایا - تب قوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
 إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ  
 فَاجْتَنِبُوا كَمَا كُنتُمْ تَفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ  
 الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ  
 فَهَلْ أَنتُمْ مُنْتَهُونَ نازل ہوا + جب ہی سے شرابی حرمت قطع ثابت ہوئی  
 اور کل لوگون نے بالکل ترک کر دیا + کیونکہ اللہ جل شانہ نے بڑے زجر و  
 توبیخ فرماد اور وعید و تخذیر شدیدی سے اپنے کلام کے مضمون جملہ کو ایما  
 کے ساتھ سوکھ دیا + اور خمر پر جو مبتدا ہے میسر انصاب و اذلام کو عطف  
 کر کے حکم ہر چہار کا متساوی بتایا + پھر ان کی خبر رِجْسٌ وَا لَا پھر رِجْسٌ کا  
 بیان مَرِ الشَّيْطَانِ کیا پھر بقوله فَاجْتَنِبُوا اجتناب اسکا کل خلائیق پر  
 واجب کیا + پھر لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ سے فلاح کو اسکے اجتناب کے اوسر کیا

نہیں کی + بلکہ اس عدم مخالفت کو حلقاً اظہار کیا + ہاں امام صاحب  
 ہی کے اقوال میں سے بعض قول نیزوردیگر حسبِ مناسب حال و  
 اقتضای مقال کے اختیار کیا اور اس اختیار کے سبب کجا زاوہ قول  
 ان کے شاگردوں کیطریق منسوب ہو گیا + کیونکہ اضافت بادی فی الملأ بست  
 ہے جیسا ہم نے اب باتکوما احسن اللادله القویہ لرفع الحیل الوہابیہ کے (۹۲)  
 صفحہ میں لکھا + ورنہ کل شاگردوں کے اقوال استاذ ہی کے قول میں چنانچہ  
 اس بحث کو میں نے تذکرۃ المذاہب کے ۱۰ صفحہ میں لکھا - + اور اپنے دعویٰ پر  
 دلیل شافی اور یرمان کافی لایا اعترض ارض اگر دونوں قول امام صاحب  
 ہی کا ہونا ثابت ہو تو تناقض لازم آوے جو اب تناقض معنوی نہیں +  
 بل ان بظاہر سب کے تناقض ہے + وہ تناقض عدم فہمی بھی حیثیت اعتبار کے قیود سے  
 مندرج ہے + کیونکہ امام صاحب کے اقوال حدیث و اعتبار زمان و مکان و مورد  
 و ماخذ و منزل کے ساتھ متعلق ہے + سب لوگوں کے سمجھ میں نہیں آتے  
 ہیں + اس لئے تناقض ہی سمجھتے ہیں + دو رکیوں جاؤ فقط اس لئے ہیں  
 غور و تفکر کے دیکھو تو کل حال اس سئلہ کے قیل و قال سے اچھی طرح سن کر کشف  
 ہو جائیگا + وہ غور متعلق بالتمہید ہے اور وہ تمہید یہ ہے کہ بعد از بعثت رسول  
 کریم صلعم کے بھی حسبِ ستور ایام جاہلیت کے شراب نوشی جاری تھی اس لئے  
 حضرت عمرؓ نے رسول کریمؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ شراب تو مملکت  
 مال اور مزین عقل ہے + آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے تاکہ شراب کج حال سے  
 ہٹو خبر دیو + تب رسول اللہ صلعم نے اللہم ہیبتنا فی الخمر بیانا شافیا

ٹرسکین + یعنی حسبِ مناسبِ حال و مقتضائاً مقال استنباطات میں  
 قیل و قال کرنے کی طاقت پابین + اور تفسیق اور صحابیوں کی (جنہوں  
 نے مع رعایتِ شروط و قیود و جوہود و عمدہ مذکورہ کے بقدر غیر مکر  
 پنیاتنا) لازم نہ آوے + اسلئے قاضیخان میں یہ عبارت مرقوم  
 ہے عن ابی حنیفہؒ کہ انہ قال مرشد ایلط السنۃ والجماعۃ ان لایحرم  
 النبذ الجمران فی تحریمہ تفسیق کبار الصحابۃ نہ وعنہ انہ قال  
 لا حرم النبذ الشدید یا نثہ ولا اشربہ مرقۃ اجمع کبار  
 الصحابۃ نہ علی اباحۃ النبذ و احتاطوا فرشد بہ لاجل الاختلاف  
**وفی رد المحتار** روئے ان الامام قال لبعض تلامذتہ ان مرادہ  
 شرائط السنۃ والجماعۃ ان لایحرم نبذ الجمرہ **وفی المعراج** قال ابو حنیفہؒ  
 لو اعطیت الدنیا بجزا فیہا لا افی بحرمۃہ لان فیہ تفسیق بعض  
 الصحابۃ ولو اعطیت الدنیا لشر بہا لا اشربہا لانہ لا ضرر و فہیہ و ہذا  
 غایتہ تقولہ اور جو کوئی ان شرائط میں اور قیودوں کا لحاظ نہ کرے + بلکہ  
 تلہی اور لہو و لعب اور سکر کا ارادہ رکھے تو ان کے لئے بالاجماع حرام ہے  
**لما فی رد المحتار** اما عند قصد التلہی فحرام اجماعاً ایضاً فیہ  
 ولو لہو لا یحل اجماعاً حقیقاً ایضاً فیہ فلا شرب لہو و نقلہ  
 و کثیر حرام و **لما فی شرح العینی علی الکنز** و ہذا  
 الاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہی وان قصد بہ  
 التلہی فہو حرام بالاجماع و **لما فی الطحطاوی** اذا شرب لہو

بعد اسکے اسکے مفسدون سے یعنی شیطان کے عداوت ڈالنے سے اور  
 نماز اور ذکر خدا کے باز رکھنے سے خبر دی + **پہر فہل انتہم مذتوقون** +  
 سے بہت ہی غمگین ہو رہا یا + کہ اس قسم کے مقاموں کے استغناء کے معنی  
 امر کے معنی میں مستقل ہوتا ہے اسلئے حضرت عمرؓ نے اس آیت کے جوہر  
 انتھینا ربنا انتھینا ربنا فرمایا + **کہ اذنی النسائی و ابوداؤد** +  
**و البیضاوی و الکفایہ و العنایہ و غیر ذلک** + لیکن جب یہ حکم  
 اشرہ بتعارفہ منصوص کے ساتھ مخصوص تھا + اسلئے اکثروں نے اشرہ غیر  
 منصوص کو پینے لگے + جب حدیث کل مسکو حرام + حدیث کل مسکو  
 خمر و کل مسکو حرام اخرجہ المسلم وغیرہ کا مضمون دریافت کیا + تب صحابیوں کے  
 درمیان دو فرقے ہو گئے + ایک فرقے نے تو قدر غیر کر کو مباح جانکر بغیر  
 لہو و لعنہ کر کے بلکہ بقصد تداوی و تقوی کے پینا شروع کیا + اور دوسرے  
 فرقے نے احتیاطاً چھوڑ ہی دیا + جب اس پر ایک زمانہ گذرا پہر لوگوں نے بہت کچھ  
 افراط و تفریط کرنا شروع کر دیا + حتیٰ کہ امام صاحب کا زمانہ آن پڑا + تب  
 امام صاحب تمام کو ایف و لطایف کو دریافت کر کے ان مسائل فقہیہ کو قرآن  
 و حدیث و فعل صحابہ رضی اللہ عنہم سے استنباط کیا + اور انہیں خیر القرون و شر القرون  
 کے لحاظ سے اور زمانہ مورد و منزل و ماخذ و خیر یا کے اعتبار سے قیود و شرط  
 لگا کر قول مذکور کو بطور قاعدہ کلیہ بنا دیا + جس سے اون کے بعد مجتہدین  
 منتہین جیسے امام ابو یوسف ع و امام محمد ع و امام زفر ع وغیر جم حسب  
 انقلاب نیت مردمان اور موافق اختلاف زمان کے اس قاعدی پر مسائل استخراج

قول سے تو ثبوتِ اِباحَت کا عیان ہے حاجتِ بیانِ نَحسین، کہ شرط و وجوہ  
 مذکورہ و قیودِ عدلیہ مزبورہ اس میں بحسن و بجزوبی ثابت و تحقق ہے، امام  
 محمدؑ کے قول سے بھی اسکی اِباحَت ثابت ہی اِسوجہ سے کہ انگلی یہی علت  
 حرمتِ اِشْرِبْ غَيْرِ مَنصُوعِہ کی اس مضمون کے ساتھ مختص ہے (کہ فی زمانہ کو  
 فسق و فجور کی نیت سے اور لہو و لعاب اور سکر کے قصد سے پیتے ہیں)  
 حالانکہ وہ خصوصیتِ روٹی بیکٹ میں اصلاً پانی نَحسین جاتی ہے بالکل مشغ  
 ہی، لیکن محتاموں کے لئے احتیاطاً ترک کرنا اولیٰ ہے اس سبب سے کہ اکثر  
 صحابہ کبار نے بھی باوجودِ سباحِ جان سے قدرِ غیرِ سکر کو احتیاطاً ترک کیا، کما مَر  
 ذِکْرہ، اس لئے امامِ اعظم نے یہ فرمایا کہ اگر ساری دنیا اس کے حرمت کے  
 فتویٰ دینے پر مجھے ملے تب بھی میں اس کے حرمت کا فتویٰ نہ دوں، اور اگر  
 ساری دنیا اس کے پینے کے عوض میں مجھے ملے ہرگز نہیں پیوگا، کما  
 مَر ذِکْرہ، کیونکہ بہت سے ایسے مباح ہیں جس پر عمل کرنا ضرور نَحسین ہے  
 چنانچہ اسکی دلیل اس حدیث سے بھی مستنبط ہی حدیثِ قَالَتْ سَوَاءٌ  
 صَلَّحْتُ اَكْثَرَ جَنَدِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْاَرْضِ لِحَرَامِ الْاَكْلِ وَالْاِحْمِمْ،  
 لَذَانِي عَقُوْدِ الْبُحُوْبِ رُفِعَ وَخُلِ اِذَا كَوْنِي كَسَمَ، کہ اس سلسلہ میں شیخین  
 ایک طرف اور امام محمدؑ ایک طرف اور حجام کھین یا واقع ہوتا ہے  
 وہاں شیخین کے قول پر فتویٰ ہوتا ہے جیسا قاضیان وغیرہ میں ہے  
 تب شیخین کے قول پر فتویٰ نہ ہو کر فقط امام محمدؑ کے قول پر کیونکہ فتویٰ ہونا  
 صحیح ہوا جواب اسکا کسی طرح پر ہے اولاً یہاں پر باعتبار شرط و قیود

فقلیدہ وکثیرین حرام اتفاقاً ولما فی رد المحتار عربی سنو  
 لو ارجح السكر فقلیدہ وکثیرین حرام وقعوا لذلک حرام ومشیہ الیہم  
 ببصورتی وغیرہ من بالاجماع حرمت ثابت ہوئی تب بدلیل والناس  
 فی زماننا یشربون للنجوا والتلی کذا فی رد المحتار + وایضاً فیہ  
 وفي العالم کبری لان الفساد یجتمع علی ہذا الاشیاء  
 ویقصدون اللہو والسكر یشربونها لو گوئی کہ نہایت تلی وغیرہ پینا تھا  
 ہوا + تب ہی امام محمدؒ نے اپنے اسناد کے قول کو خوب سمجھا دیا اور یہاں تاں تفسیر میں لکھ  
 دیا کہ اگر لوگوں کی نیت کا حال معلوم کر کے اپنے اسناد کے قاعدہ پر مطلقاً حرام فرمایا + اب یہ کہ امام محمدؒ کا قول  
 عین امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کا قول ہونا ثابت ہو گیا یا نہیں + عبرت اور عبرت پکڑو + اور امام شافعیؒ کے قول کو  
 محاکمہ و جسدین کہ یہی ایسا بوجہ شیعین کے قول کے موافق تاثری اور پورٹ وغیر ذلک  
 بقدر غیر سکر حلال ہے + سوائے اسکے اور سنو کہ جب  
 شیعین نے اباحت و حالت کو بشرط وجود یہ وعدیہ مذکورہ مشروط کیا  
 تو بقاعدہ اذا فاعل الشرط فاعل الشرط فوت الشرط سے (کہ عبارت  
 از قیود و شرط ست) فوت الشرط (کہ عبارت از اباحت) لازم آیا جب  
 یہ ثابت ہوا تب دونوں قول کا متحد ہونا ہی ثابت ہو گیا تفریح +  
 ان تقریرات مسطورہ اور تحریرات ضربورہ سے یہ کیفیت کہلی +  
 بلکہ حسب مضمون حدیث اختلاف فاصحتی رحمت کے اس اختلاف  
 مذکورہ سے یہ رحمت نکلی + کہ تاثری کی روٹی ٹبکٹ کی اباحت بخوبی طرفین  
 کے قول سے ثابت ہو گئی کہ حرمت کی علت گئی گزری + کیونکہ شیعین



تقارير بلا غت مضمون علمای نامدار و یار  
و تقاریر فصاحت مشیون فضلا ابرار بمصار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لمن خلق الانسان من ماء مهين فجعله سميعا  
بصيرا + ثم هداة السبيل اما شاكرا واما كفورا + ووعد  
المؤمنين جنة و حورا و حريا + واعتدا للمنفقين سلاسا  
وانعلا و سعيرا + واصلى على نبيه محمد الذي ارسل الينا بالحق شيئا  
ونذيرا + وعلى الواصية تابعيهم واتباعهم الذين شيدوا اركان الاسلام  
وارفعوا في طريقه سلا و منارا + اللهم اجعلنا لهدي وهداهم  
متبعين + وافعنا بمحبته و بمحبتهم اجمعين + انك على كل  
شيء قدير + وبلا جابة قدير + اما بعد لا يخفى على اولي  
الاباب و ذوى البصائر و الارباب ان في هذ العصر و الزمان +  
قد انعم فيه اثر الصديق و الايمان + حتى حل في قلب الناس اللسان البغض  
والزير البهتان + و تطول اعناق اهل الفساد و الاطغيان و في نفس  
الشناعة و الشنان + فعسى ان الاضرتخسف خسفا + و تزلزل زلزلا

مذکورہ قولین کے درمیان تناقض مستحق نہیں کہما مژ ذکرہ پر کیونکہ ایک طرف شیخین اور ایک طرف امام محمدؒ کے کنا صحیح ہوا ثانیاً وہ قاعدہ فقہیہ اس صورت کے ساتھ مختص ہے جس صورت میں کسی طرف علیہ الفتویٰ وغیر ذلک مستقیمین کے طرف سے مندرج نہ ہو و بان البتہ مفتی کو وجہ ترجیح کے لئے اس قاعدی کے کماط سے فتویٰ دینا چاہیے یہاں وہ بات مستحق ہی نہیں بلکہ مستقیمین مفتیوں نے خود آگے سے فتویٰ دی رکھا ہے + پھر اس قاعدے کی طرف متاخرین مفتیوں کو محتاج ہونا کونسی ضرورت ہے + ثالثاً اس قاعدے کو جن لوگوں نے ایجاد کیا ان لوگوں نے قبل ایجاد اسکے امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ دیا + ہاں اس قاعدے کو بنانے کا یہاں تک کہ جس سلسلہ مختلفہ میں مستقیمین کی طرف سے انفضال نہیں پایا گیا یعنی علیہ الفتویٰ وغیر ذلک نہیں کہا گیا ہو و بان مفتی اس قاعدی کے کماط سے فتویٰ دیوے فقط . + . + . + . + . + . + .

خذ هذا فان غاية البيان + مما العا في قلب المستعان

فنعمة هو الميان + فارجعوا اليها ايها الاخوان . + . + . + .

عبد القادر  
سب

لكن خست تجارهم وما ظفرت به أيديهم كيف لافتهم  
 حيناً يأمرون بتسليح الخيالات + عسى ان يفوق تسليح الأتومات  
 العياذ بالله + ومرة يجنون القطار لم يطبق الصيام + ومرة  
 ينهون عن التزاور والقيام + وتارة يأمرون النساء للخروج  
 الى الأعياد مع الرجال المسلمين + بزعمهم بثينة وهيثم حوا  
 العين + وطوراً يحدثون الحديث بسوء الفهم وقلة التدبر  
 بالتبادر حتى لا يعلمون فيه اية موضوع وايه متواتر ولا يخف  
 عليكم راياتها الخلدن + اتهم يتلوون بأقواب الغي والعناد  
 تلوا الغيلان + حتى ان جاء احداهم المقلد بن + يقولون خيفة  
 على نفسه انا وابائنا متبعون الاثمة المجردين + واذا خلا  
 الى اعيانته يفوق اني ضاحك على المقلدين + هكذا شانهم كثير  
 وفيزر الذي لا يحيط البيان في سلك التفرع ولا في سبط التفرع  
**نظم** تباه من جادع مذاق + اصفر خي وجميخ كالباق  
 مع هذا يزعمون انهم محمديون + الا انهم هم المفسدون ولكن  
 يشعرون + ويوما يقولون ان التقليد الكلي والجزئي بدعة  
 وضلالة + اقول هذا فرية بلا حجة + ولا فيلزم على قولهم  
 السواد الاعظم من الاممة المحمدية + اجتمعوا على البدعة  
 والضلالة + وان ما استلوف منهم من العلماء العظام  
 والاولياء الكرام + وغير المحصورين من الصالحاء الفخام +

رجفا + فلما اضمحلت كواكب السلطنة الإسلامية + وكادت ان  
 تخفق النجوم الإسلامية + وانطفئ النبرس من فحول الكبار + وانكسر الهند  
 على عكس البهار + هتت آهيتها على ما فات + ويحك ويحك على ما أت + قد سلف  
 السلفون + وغبر الغابون + فخرج قوم ليسوا بمقلدين بل بالتقليد اشدهم الفكر  
 لأعقلهم ولادين + وانهم كانوا في ايام السلفين + شريفة من  
 الرافضين + فلما خرصوا في بحر الضلالة والنمأ هي + وصاروا  
 كالغنم ليس له الراعي + ظهروا بصور المؤمنين + لكنهم ابغض  
 قوم مضلين + ودرجوا كرات تصرفهم العناد بصوب ان النفاق  
 كيف شأوا + وجروا في الارض حريان الخيول للعلف حيث راوا +  
 وجعلوا جهالتهم في الدين شعارا واثارا + حتى سوادهم في  
 حق المجتهدين معروفا ومشهورا فيفسدون في الارض بانواع  
 الحيل + ويشيرون غبا للفتنة والجهل + ويوسوسون في صدور  
 الناس + كما يوسوس الشيطان الخناس + فيسجون فمخ المكارم  
 بحيلتهم ليصطادوا بها الخلائق مركبيهم + ويدبون في سرك البلدان  
 دبيب السم في عروق الابدان + ويدلون الطريق المنحوس ليدبحوا  
 الدين والفلسف ويبيئوا معنى الحديث خلافا له ثم يقيمونه دليلا  
 ليشتروا به ثمنا قليلا + وينطقون طبق هو في انفسهم  
 الخائثة + ولا يعرفون بالمسائل الاجماعية والقياسية ويقالون  
 معنى الحديث بالبيان + ويضلون الجاهل من الهداية الى الطغيان +

الذي يلون الفياضها الاخون قوا انفسكم واولادكم وجاركم واخوانكم  
من كيد تلك الدعا والخون شعر + تنزه عن مصادقة الالباب  
والسم بالكرام وبني الكرام + فاهم يضلون الناس عن النجاة الى الدعوة  
طريقة الخناس الذين يشتركون الضلالة بالهدى ولم يخافوا من عذاب  
دار الاخرى + ويفهمون انهم مصالحون + الا انهم هم المفسدون  
وكن لا يعلمون + فلما شاهدنا علماء هذا الفساد والطغيان اسعدوا  
للباطل زخرفا فاهم بنان اللسان + لاسيما منهم مولانا الاعظم سيدنا  
الافخم + فريد الدهر + وحيد العصر + شمس تلك العلوم + بدر  
سماء العلوم + شيخ المحققين والمدققين + صاحب تذكرة المذا  
الذي رد فيه بادلته سنينة كتب رئيس المضلين المولود نذير حسين  
والمولود محمد حسين وابطل مدعى المخالفين بالبراهين القاطعا  
واثبت مطلوبنا بالحق الساطعات مولانا الحاج المولود محمد عبد القادر  
المدرس الاول في كالج الهكلى بمجاوز الله عن نب الجلي والخف  
صنف كتابا ايقفا + ومختار شيقا مشتلا على حكايات الطيغ والروايات  
التظيف + ولله مثل العجيب + والبراهين الغريبة + يعتبر عاين من الله  
نظر في عواقب الامور + ويتعظ بهم وعظته من يخاف يوم النشور +  
فكان هذا الكتاب بعون الملك العلام + حاويا لجميع الاحكام +  
كاملا لا لزام الخصار + شاملا لمنافع الامم + فكاد ان يزيد في الوسا  
الذي شاع به الوهابيون من الخواص والعوام اللهم لا تضى

الذين اتفقت كلمة جمهور اهل السنة والجماعة على اعظم احترامهم  
 وصداباتهم وجلالتهم في امر الدين \* كانوا اهل لبدع والضالين \*  
 كما شانه ان يكون كذلك \* كيف ذلك وقد قال النبي صلى الله  
 عليه وسلم ان الله يحب من امتي اوقال مائة فمجد على الضلالة ويدين الله على  
 الجماعة من شدة شدة النار \* وروي الترمذي اتبعوا السوء الاكبر  
 فانه من شدة شدة في النار فيوما يقولون ان ابا حنيفة ما فاز في  
 جميع عمره الا سبعة عشر حديثا \* ويزعمون انه مخالف للقران  
 والحديث ويشنعون عليه شنعاء فاحشا وخبيثا \* ويل كل من يشر على  
 امامنا الاعظم الذي على فضائله مناقبه اجتمعت العز والجم الى  
 يومنا بغير تكبير منكرو ما عدا هؤلاء الجهال لصوم \* وبشر ايضا  
 بحامد خيل لبرية \* في الحديث الذي في اخرجه ابو نعيم في الحلية  
 لو كان العلم معلقا بالسم يا لتناول رجل من ابناء فارس \* وهكذا  
 من الاحاديث رويت عن ابن مسعود وابي هريرة وقيس وافق عليه  
 جمهور من العلماء للشيعة الغراء \* لا شك فيه لانه لم يبلغ احد من ابناء  
 فارس مبلغا في العلم وفي الطريقة الكنفية البيضاء \* وقد روي  
 عن خلف بن ايوب انه قال صار العلم اربابا لله تعالى الى محمد صلى الله  
 عليه وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى التابعين ثم صار الى  
 ابني حنيفة ثم ثناء فلا يرضون من ثناء فليسخط الله على \* وقد قال  
 النبي صلى الله عليه وسلم خيرا امتي القرن الذي بعثت فيه ثم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ

الحمد لله الذي خلق لكل فرعون مؤسساً  
 وجعل من عبادة لكل مبطل محقاً + وجعل بقدرته  
 وتوفيقه عبده قادراً على دفع الحيل الواهية  
 الوهابية + بأحسن الأدلة القوية + والصلوة على  
 خير البرية الذي أوجز بقوله أولياء أممتي  
 كانبيا بني اسرائيل وعلى اله واصحابه الذين  
 هدموا بنيان الضلال كما بابل اصحاب الفيل +  
 أمّا بعد فيقول العبد الضعيف احقر الطلبة السيد  
 مسير الله عفا الله عنه لله دلاً لمولف رحمة الله  
 حيث اتى بالجواب جواب التركي بالتركي واسحرني بيانه  
 بالبرهان الالهي واللي وادع فيه الرمز الخفي والجد

مُدْرِسِ مَدْرَسَةِ جَامِعِ كَامِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ

هذا تقریظ من العبد الجاني المحمود الشيخ لاني  
 السعد عبد الوود اصلح الله شأنه ورفع في اللذات

عظمتك السابغ + ولا تجعله مضغاً للماضغ + شعر  
يا اهل ذالمجد وقتتم شراً + ولا تقبتم ما يقيد ضمراً + والله  
المستول ان يوفقني للصواب + ان الله كريم رحيم وهاب + . + .

الذوق الملائم

كَيْقَبَا الْجَمَلِ لَسِيكَ مَرَايِي غَفِرَ لِقَا

وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ يَا أَيُّهَا أَمِينِ أَمِينِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
كَيْقَبَا لَسِيكَ  
خود  
دستخط لعل



ذو الهداية + ان ينمو الا مذمبين اهل الغواية + مر الافساد  
 في الدين ومنع التقليد بالتبعين فيجب على القادرين المؤمنين  
 من الناس ان يضرخواهم بالنعال والمكناش ويخرجواهم من  
 الحارات ويبعدواهم من القرى والبلدات + فلا يجالسوهم  
 ولا يؤاكلوهم ولا يجالطوهم ولا يؤنسوهم بل على العاجزين  
 من المؤمنين ذوى النجدة + ان يهاجرواهم بجرانها لا وصل  
 بعد + وصلى الله على سيدنا محمد المختار + وعلى آله وصحبه  
 الاخيار +  
 + مدرس اول مدرسته شهر چاڭام +

بسمه تعالى شانه وعم نواله + به دل المجيب الاجيب + حيث جهد  
 غاية الوسع الطاقة في تهذيب هذا المكتوب الغريب قد انضح به  
 الفرة الوهابية واسكتهم + والزمهم الزاماً شديداً وبكبرهم + ولعمري  
 لا يكاد يحصى محاسن هذا التحرير البديع ولا يعد تكات تعارض هذا  
 الثمر الواسع كيف لا وهو شئ لا يظفر عليه بصرف الداهم واللدسر + لان طرز جلد

واسلوب نذيرا + كتب العبد المعيوب + محمد يعقوب غفرله  
 غفار الذنوب الذي يدرس في الجماعة الثانية من مدرسته چاڭام  
 اذما الله تعالى يوم القيام + بحرمة سيدنا خير الانام +

ه تحمد ونصلى على رسوله الكريم + نحمدك يا مبدئى الى الدين  
 القويم + وارسلت لهدايتي صاحب لواء الكرم + ونشكرك يا مبدئى  
 شربة التوحيد + نراشبعتنى بنعمة التقليد + ونصلى على ابيك الذم

مكانه أمّا بعد فذلّ رسالة متبركة بهية  
 حين نقيه \* كأنها صار مرتار \* لقطع اعناق اللا  
 مذهبين الاشرار \* او نشاب قتال هلاك الوهنا  
 البطال \* وكانها روضة من رياض الهداية ناهية  
 وصياص بجنودها الى زحف المردة عادية  
 حجة باسودها ما شيه \* الما فتراس الضالين  
 زاربه \* وهي لغير منصرف الضلالة كفاية  
 ولعل الغباوق شافيه وظلام البدعات نوال الاثوار  
 ولعمران بلد الشقاوة منار العار \* اولام طر البطالة  
 بداية وانزال الضلالة هداية \* اولدفع  
 شر الاشرار كفاية \* ولرفع ضير النجاسة  
 نعم العناية \* وانه لفقها الخفية فتح القدي  
 وشرح آيت المفسدين تفسير كبير \* \*  
 مثل نورها كمشكوة فيها مصباح المصباح في  
 زجاجه وحده \* الزجاجه كأنها كوكب  
 دري من شجرة زيتونه لا شرقية ولا  
 غربية \* يكاد زيتها يظيئ ولو عصسه  
 نار \* نور على نور يهدك الله لنور من تبيء ويختار  
 ثم ليعلم الذين انكروا فرض كفاية \* فيجب على عامة المسلمين

محمودة لا تنس حاجان + مراهل الانقياد والايان وانها تلذ على المصنف  
 فاق على البديع والاقران + بل سبق على سبحان وحسان + وبرهانها  
 دل على انه سلطان مهتر في المعقول + ومسائلها على انه امام ائمة  
 المنقول + والفاظها تشهد بانه مالك ازمة المعاني والبيان + و  
 مفادها يخبر بانه مؤيد مذهب النعمان + ويتمنى قلبي بان اسبح بحورا وضا  
 تلك الرسالة وصاحبها لزيدة على ما سبحت + لكر قبا لرحيشتي قاصرة  
 عنها فقصرت فجمت الى ساحل القصور + داعيا لتلك الرسالة وصاحبها  
 المبرور + بان يجعلها الله تعالى خالصة لذاته القدسية + وان  
 يجعلها مقبولة في العوالم البرية + وان يفرض بها تلك الاشرار القبا  
 وان يعمت بها هؤلاء الفجار في العوالم البرية والمجرية + وان يعطى  
 صاحبها الاجر الكثير + في ذلك اليوم الذي لا ريب في وقوعه ولا  
 تنكير + وان يجعله مؤيدا لمذهب سراج الامة + ويبعد دائما من  
 الاخران والغمة + راقم هذه العبارة التفرقة + عديم البضاعة  
 والحيشية + بل لا شئ في ذاته والحقيقة + محمد فيض الله  
 الاسلام يا رب غفر له ولوالديه الغفور الهادي پروفيسر نظام الاسكندرية  
 بسم الله الرحمن الرحيم + محمد ونصير على سوله الكريم +  
 ما بعد فقد طالعت هذا الكتاب فوجدته مطابقا لهذا  
 اصل الحق والصواب فما احسن ادلت القوية + ووجوه الموجهة  
 البهية + فكانها عجت انوف المتعصبين مراهل هؤلاء المتعسفين

امطر علينا غمام الهداية والعرفان + وافاض علينا سحاب العناية والاتقان  
 وعلى الله الذين بذلوا جهدهم لاجراء الاسلام + وانه مرضي في حضرة  
 خلدق الانام + حيث قال رضيت لكم الاسلام ديناً + فامطريه سماء  
 الالام علينا + وعلى اصحابه الذين باءوا العلم وانفسهم فاجروا + وقاسوا  
 لاعلام قول الشهادة ما قاسوا + ثم على صاحب اجتهاد + الذين اقرقوا  
 بحقيتهم اهل البلاد والعباد + وما انكروا بهم الا اهل الهوى واصحاب  
 النار وطلخ امابعد عليكم يا اهل التقى + وماحب الصدق  
 والصفاء + برويته شمس طلعت علينا + وبنظير يد اشرق علينا + اي  
 رسالة وصلت النيام جصرة شيخنا + للمولى الحاج التقي ابو عبد الله  
 جعل الله نجم فضله ساطعاً الى الدهر + فرأيت فيها ما رأيت من الادب  
 والبرهان + في اسكات من مذهب لاهل الطغيان + واقول سمعاً  
 وطاعة انها كما سماها حقيقة ما احسن اجد له القوية + فدفع الحيل التوهم  
 بل هي كافية وحدها لرفع امكار الفرقة الغوية + وما ادراك همتي +  
 لعل فرعون <sup>سيد</sup> موسى + وعلى انها كالعصا + وموافها لصاحبها + بمصداق  
 ذلك القال والقييل + علماء امتي كانبيا بنى اسرائيل + فلقد كنت <sup>ل</sup>  
 الامكار + التي صدرت من بؤساء الاشرار + قالان حصص الحق +  
 بين الناس والنخاق + واشهد بانها في الفصاحة والبلاغة كما ترى +  
 معدن امر محرج بل سكر لا يدري + ودلائله مسلمة الثبوت + ومطالبتها  
 مقبولة العالم الملكوت + وعباراتها تحفة الازهان + ومفاهيمها

بما احسن الادلة القوية . لدفع الحيل الوهابية . من مبولغات الشيخ  
 العلامة . العالم النحرير الفخام . الفاضل اللوذعي الماهر . الحاج  
 المدرس السديق المحقق ابو عبد القادر . فوجدت فيه  
 ما خلت عنه الدفاتر . ورأيت ما لم يخطر في قلوب الاكابر والاصناف  
 فكرفيه من قول دقيق . ومعنى لطيف . اصغر من البرحيق . و  
 كانه لمعات بدرية . وواشعة قمرية . وواشمس طالعتر في نصف النهار  
 مشرق بين الديار والامصار . ومضامينه محللة بحمل المواعظ و  
 النصائح . وشميم الخلد من ابوابها فاتح . وصفحاته كصفحات  
 خواطر الابرار . ووجنات تجرى من تحتها الانهار . وينبغي ان  
 يقال انه سراج الحق واليقين . له داية المتعصبين المضلين من  
 الوهابيين . فلما بد ان يسلك مسلك الصواب والامر الوسيط  
 مجتنباً عن الاطر والتفريط . فعلم ان يطالع هذه الرسالة <sup>الشيخة</sup> اللجينية  
 والنسخة الغربية البهية . فانه للفوز الى الصلاح خير الرسائل  
 ومسائله موشحة بمجلى البراهين واللائل . ونسئل الله تعالى  
 ان يجعل سعي المصنف مشكولاً . وعلمه مبروراً . ومضاعف حسناً  
 وفاض على العالمين بركاته . ثمرة الحقيير الفقير . الى رحمة ربه  
 القدي . اشرى فعلى الاسلام ابادى صانه الله تعالى  
 عن الشر الخف والمجل . \* مدلس تدرسه جاسم

عن الرشيد والهدى ولا يبعد ان يقال انها صابرة متنازعة لقطع اعناق  
 المفسدين في الديار. والمفريقين جمعية اهل السنة والجماعة رحمته الله  
 عليهم والرضوان والطاغين في ما مر الائمة سراج الامة ابو حنيفة  
 النعمان + فجزى الله مصنفه خيرا الجزاء + واحسن اليه واسبغ  
 عليه الآلاء + ولا ريب انه لو بال جهده في هذا الجهاد + نجاء بحمد الله  
 من ظفراً ومنصوراً + وما طعن طريق التقليد كل شوكة القاها اهل الضلالة  
 والفساد + فكان سعيداً مشكوراً + فمن اراد ان يتنبه على كيد هؤلاء النفسا  
 ويصون نفسه عن خديعة اولئك المعاندين + فعليه ان يطالع تزكية  
 المذاهب ما احسن الادلة القوية + في دفع الحيل الوهابية + لهذا الفاضل  
 الباهي البهي + والعالو الخريزني التقي + معين اهل الحق مجاهد الدين  
 الباهر المولى المدقق المحقق الشيخ ابو عبد القادر + + +  
 وفقه الله لما يحب ويرضاه + وجعل آخرته خيراً من اولاه + صلى الله  
 على سيدنا سيّدنا سيّدنا المسلمين وعلى آله واصحابه واهل بيته وذرياتهم  
 اجمعين + كتبه احقر العباد اقل الافراد عبد العزيز الاسلام  
 آبادي مدرس مدرس الرئيس الاعظم المولوي  
 الشيخ محمد حميد الله خان تغمده الله تعالى بالمغفرة والرضوان

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وحده + والصلاة على من  
 لا نبي بعده اماً بعد فقد وقفت على هذا الكتاب المستطاب المسمّى

وحمد الله الذي اظهر موكنا به وسنة رسوله باجتهاد  
 المجتهدين وامنض سنة بتقليد امة بامام من الائمة الاربعة  
 الى يوم الدين + الصلوة والسلام على سوله محمد واله واصحابه  
 اجمعين + اما بعد فقد ظهر في هذا العصر طائفة من  
 مقدمة جيوثر للنبايين + ينكرون التقليد ويسبون العلماء  
 المجتهدين + ويدعون انهم هم المحقون المصلحون + وفي الواقع هم  
 المبطون المفسدون + ويشيعون اباطيها بصيغة الاخبار +  
 ويزيعون عقائدهم الفاسدة في القرى والامصار + فيضلون سفهاء  
 الحقاء + ويحسبونهم كابي علي سينا + فالف مولانا عبد القادر  
 المدرس مختصر آشافيا كافيا + ووجيزا عجزيا وافيا + في شرح تشكيلا  
 الواهية الضعيفة واجوبة اعتراضاتهم الباطلة الراكبة بفسادكم  
 وبكتمت كانه شدخ رؤسهم بالمقامع من الحديد + وكسر قلوبهم  
 بالمقارع + التهجيد + فلا يقدر على تحريك اعناقهم  
 عند المناظرة والمطارحة + ولا يتكلم من اجابة خواطرهم في ردة  
 وقت المقابلة والمجادلة + كيف وهو عالم كامل مكمل  
 وشمع وجين بوشاح الكتاب والسنة السننية + ومثل  
 بالتفردات العقلية والتقليد + ها انا قاصر في وصفه وتحسين جزية  
 فالان اخذت بالدعاء الخبير + اللهم اجعل سعيه مشكورا + وولاء  
 نصرتة منصولا + آمين + يارب العالمين + بحمزة النبي واله واصحابه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ حامداً للحمى الذي قلد العالين  
 بقلاده تـ ۝ ومصلياً للرسول الذي رحمت مقاليد الخلق بذريعته  
 وعلى له واصحابه الذين قلدوا منا هج شريعته وعلى تلاوته  
 الذين كانوا حنفاء لله غير مشركين به يوماً بعد فقد طالعت  
 ما في هذه القراطيس يعيون الأفاكير ولا خطت ما في هذه الأوراق  
 بما وبق الأناظر ۝ فالغيتها سيقاً مسالوة على قرب الكفراً  
 الهداية للمتهددين ۝ وشموساً بانزعة لأحراق أباد الأضلاء الحاد  
 الضالين ۝ وإيات بيتات لطلاب الرشد والنجاة ۝ وعرائس  
 متبركة لم يطمنهن انس قبلهم ولا جان ۝ كيف لا وهي من نتائج انكسار  
 إمام المنكسرين ۝ ومرمق تيسات انظار رئيس المناظرين ۝ محي  
 السنة والدين ۝ قامع البدعة والغاوين ۝ الذي فاضت سبحان  
 فيضه على الماضي والغابر ۝ اعنى الحاج المولوي محمد عبدالقادر  
 لان الت شمس بركاته طالعت في الواجر ۝ وانا العبد المفقير الى الله  
 المنان ۝ المدعو بعبد السبحان اللهم افض علينا شأئ يب  
 الرحمة والرضوان ۝ وعلى الذين سبقتونا بالايان ۝ ولا تجعل في  
 قلوبنا غلا للذين اصنوا ربنا انك عرف رحيم واخر دعوانا ان  
 الحمد لله رب العالمين ۝ والصلوة على سيد المرسلين ۝ وعلى اله واصف  
 اجمعين ۝ برحمتك يا ارحم الراحمين ۝ فقط  
 لله در ائمنف لانه قد اصافها الجا ۝ عبدالعزیز عفا عنه بر فیسی وکالی



من العلماء الرثانيه + مغتربين فرصة الشتره في هذه الايام التي تعب  
 على المسلمين انواع الرزنيه والبليه ليضاهوهم عن سبيل الله السوي + و  
 يحو انوره المتمر المضبي في الجهات الغربيه والشرقيه ويهدمو البنيان  
 الموصوم المشيد بنصره الله تعالى الى الدرره العليه + ويقطعو  
 من وجه الارض حبل الاخوة الدينيه + خذلهم الله تعالى وسود وجوه  
 وشتت جموعهم الطاغية + اسئل الله تعالى ان يتلق بشرف القبول  
 هذه الرساله الانيقه الشرعيه + ويعطي المضمرها اجر آخر ولا يشكره  
 ساعيد بالعنايه الالهيه + . + عن يروني يبيدو كل كالج  
 الله در المصنف

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام  
 على خاتم المرسلين وآله واصحابهم جميعين أما بعد فاعلموا ايها  
 الخلاص + انه في هذا الزمان + خرج قوم مالبفسدين + لاعلم لهم  
 دين + يقولون نحن فرقة ناجيه + وشر ذمته هاديه + نسلك الطريق  
 الحق المتين + وهذا كالعالم اليقين + واعمالنا توافق الكتاب السنه  
 السنيه + كسفاء الضالته الحنفيه + وينكرون الاجماع والقياس +  
 ويتكلمون ان الامم كاحد نام الناس + لما يجب تقليد هم + وكيف  
 يكون من الهدايه اتباعهم ولما دون ائمة الحديث + كتب الاخذ  
 فنظر الى كتبهم + ونخرج المسائل من صحاحهم وان ابا حنيفه لا يعلم  
 الا حديثا معدودا + وعده ابن خلدون انه سبعة عشر حديثا

جميعين + المجر العبد الضعيف المتوكل  
 محمد راشد عفا عنه وعن والديه المجيب الواحد +  
 جل جلاله وعم نواله + + مدلس أول مدرسه محسنة  
 له الحمد لله الذي انقذنا من ظلمات الاوهام الشيطانية + بالستر  
 المنير ودلائل البهيم ورفع درجاتنا على الامم الباقية + حيث خاطبتنا  
 وكنتم خير امة بايت السنني + الصلوة والسلام على النبي العربي  
 المبعوث الى كافة الانام بالصفا المضية + الذي امر باقتداء السواد اعظم  
 امة المحجومة الحنفية + وعلى الواصحا بلدين هم اركان الدين  
 المتين ونجوم الملة المصطفوية + اما بعد فيقول العبد المذنب  
 الراجي برحمة الله السجدي **عبد العلي الاسلام آبادي**  
 تغمد الله تعالى بغيرناه وابويه واخوته الذين ان الفاضل التقى  
 النقى الحاوي للفنون الفروعية والاصولية والفائز بالفضائل العرفية  
 والمعنوية المولى **محمد عبد القادر الموصوف** بالكمالات  
 الذكيرة + من علي بارسال كتاب صنفه وسماه ما احسن الادلة  
 القوية + لرفع الخيل الوهابية + فطالعتة حقا حقا بالاشواق الطيبة +  
 فوجدته كوكبا منجيا من ضلالات الفيلان الانسية + شهابا  
 ناقبا لرجمردة الشياطين الجنية + الذين يصوتون في القبيح  
 السفلية + باصوات الانس العالية + يدعون عباد الله المعتصمين  
 بعروة المحكمة القوية + للتفرقة والتخلف عما سلك الصالحاء

لما قال النووي في التقريب انتهى علم الصحابة الى الستة وليس فيه  
مرشك وشبهة. ثم انتهى علم الستة الى علي وعبد الله بن مسعود  
فتفكر ايها الرجل نشدك بالله الودود. ان امامنا الاعظم بن علي  
عليه السلام عبد الله. الذي به صاحب رسول الله. واخذ العلم عن  
عليه وحماة. فلا يتكر فضلها الا الذي يريد الفساد. وادرك  
الامام اصحاب الكرام. ليس يدنا علي الف الصلوة والسلام.  
فلم يجعل هذه المراتب من هؤلاء الائمة العظام. كل واحد في  
بالله العلام. اما قرع سمعكم. ان مالك بع قلنا امام الاعظم  
حيث جعل لمصنفاته كتباً وابواباً. وهذا يقين جلد. وقال  
الشافعي الناس عيال ابو حنيفة في الفقه وهو تلميذ محمد بن حسن  
الشيبياني فحفظ هذا ايها الرجل الحجج. ومن تلميذ الامام ابن المبارك  
وهو شيبان بن جابر. فاعلم هذا ولا تطل الكلام وتخرج. فلما ثبت  
افضلية الامام علي الائمة الثلاثة. فلزوم منه افضلية علي اصحاب الصحاح  
السنة لان افضل الافضل. من غير ريب يكون افضل. فلا يتكره  
الاحققاء. ولا اغبياء ولا اشقياء. واما قولك ان ابا حنيفة لا يعلم  
الحديث. فاسمع جواب ايها الحديث. قال الذهبي وخير ان الامام  
الاعظم الكوفي كان حافظاً للحديث وله اربعة آلاف شيخ من كبار  
التابعين. وروى عنه علماء كبار مرتجع التابعين. الذين اختلف بينهم  
سيد المرسلين. وكيف يصح قول ابن خلدون انه بلغت روايته

واجتهد بالارادة الباطلة: خلافاً للسننة السنية وان الفقير الباطل  
 لما فيه من القلابة والقييل: وان ابا حنيفة الكوفي: ومالك الانصاري  
 والامام الشافعي وواحد الحنابلة مهم: وما مقلاهم: بجنب  
 الامام البخاري ومسلم النيشابوري: وابي داود والترمذي: وابن  
 ماجه والنسائي: وقال بعضهم ان الزكوة ليست بواجبة في مال  
 التجار: وهذا قول القرامطان الغسل ليس بفرض من الجنابة  
 ويترك بعضهم صلوة الظهر والمغرب عمداً للاجتماع الوقتين: وينعون  
 انهم عاموا السننة من غير كذب ولا مين: هذا المخرج من اقوليلهم  
 الباطل: فالان اذكر بعض جوابهم بالزيادة ولا تطويل: اعلموا ايها  
 الناس ان الامام الشافعي واحمد ومالك الانصاري رحمهم الله تعالى  
 واسكنهم في اعلى عليين: ويزيد درجاتهم اليوم الدين: افضل  
 واوسع واعلموا انهم من البخاري ومسلم: وابي داود والترمذي  
 ومن غيرهم: وذلك لانهم واساتذتهم: واساتذة اساتذهم:  
 قدوا وبعض هؤلاء الائمة: وهذا باهر كالشمس البارزة: اما علمتم  
 ان هؤلاء الاصحاب: وتلاميذهم العظام وصل الحديث الى الامام  
 البخاري والمسلم: وهذا عند جميع الناس المسلم: وكان الائمة  
 الحديث حفظ الروايات: فكيف يكونوا مساويين لمن له حفظ الله  
 واعلم ان الامام الاعظم: فيما بينهم: كالشمس بين النجوم لا ينكره  
 الاجمبول وظلوع: هو سراج الائمة اوسع واعلموا انهم افضل الائمة

وقال المزني في ابى يوسف في اتبعهم للحديث + اما راحة المفسد الخبيث  
 وقال الخطيب في تاريخه مع حسد ابى يوسف افقوا هل عصروا + وكان  
 النهاية في العلم + هذا من تلميذ الامام الاعظم + فانظروا كان تلميذ  
 الامام هكذا فكيف حال الامام ايها الحاسد + لعل الله ختم على  
 قلوبكم بزعمكم الفاسد + ويثبت العلم وفضل الامام + مرجع  
 النبي خير الانام + صلى الله عليه واولاده وسلم ملاح الجديد ان  
 اثبت هذا وعلى الله التكلان + ما لم يثبت لاحد مثل الذي  
 ختم هذا فلله دين + في رواية مسلم عن ابى هريرة لو كان الايمان  
 عند الثريا لذهب به رجل من ابناء فارس حتى يتناولوه + وفي رواية  
 الشيخين عن ابى هريرة والذي نفسى بيده لو كان الدين معلقا  
 بالثريا لتناولوه رجل من فارس وهذا حديث صحيح رواهما  
 الشيخان + فانظر الى كتابهما انشداك بالله المنان + وقال الحافظ  
 السيوطي هذا الحديث اصل صحيح يعتقد عليه في الاشارة لانه  
 حنيفة وهو متفق على صحته وقال العلامة الشافعي ما جزمه شيخنا  
 من ان ابا حنيفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شك في لانه  
 لم يبلغ من ابناء فارس في العلم مبلغ احد فثبت المدعى من الشافعي  
 العادلين + مرغيب كذب ولا مئين + وكيف يكون الفقه من  
 الاباطيل والضلالات لان الفقه سقاء علقه وعبد الله بسبعون  
 قد زرعه اما تعلق ان عبد الله مرجوعا عليه + وما ذكره

سبعة عشر حديثاً + مع رويتنا ورويتكم ان روايته كثيرة جداً  
فان قال احدان الامام البخاري + ومسلم النيشابوري + لا يعلم  
الا حديثاً واحداً فهل يعتبره احد من الناس + فافهم  
هذا الايوسوسك الخناس + ويمكن ان يقال ان من رواية  
الامام بلغت ابن خلدون سبعة عشر حديثاً لقصود علمه +  
كما يعرف قصور علم من كتب المتبحر وغيره + وان سئل كثر  
المحال ان الامام روى سبعة عشر حديثاً فلا يثبت منه عدم  
علم الامام ذي الاجلال + ايها الرجل لكوار المحتمل لان  
عدم الرواية لا يستلزم عدم علم العالم + وهذا كما لا يخفى  
الاكبر الاعظم + كان هو اعلم الصحابة + وهذا معروف  
بين اهل السنة والجماعة + فمع هذا ما بلغت روايته كما  
بلغت رواية اصغر الصحابة + رضوان الله تعالى عليهم الى  
يوم القيامة + وان يعتبر قول ابن خلدون ومن هو وما  
مقدار بجنب ابى حنيفة واصحاب العلماء المتبحرين + و  
مقلد يبر المجدثين والمتكلمين + والفقهاء المجتهدين + و  
العلماء المفسرين + لان الازواج الشامي + قال في صحاح بن  
حسن الشيباني + لما رآه سيرا كبيرا لولا ضمنه من الاحاديث  
لقلت انه يجمع العلم ايها الخلدون + وقال ايضا صادق  
الله تعالى فوق كل ذي علم عليهم فحق هذا الامام عظيم الشأن

عبد القادر الكنفي من الدليل والبرهان الجلي كافي بجواب  
 الشق الباعث + مرعي المقلد لمفسد الطاغى + والله دمره  
 فلا جاد + قد اتيد مذهب النعمان وافاد + فانه تعالى بحرية +  
 خير الجراء في الدنيا والدين + بحمق رسول رب العالمين + .

غلام سيما وعباسي عنده + مذكر قوم من خمسة

١٣ بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي حلينا بحلية السنة  
 والجماعة + وقد ناعقود تقليدا حد المذهب الحق الاربعة + هي  
 حق يجمع الرجال + ولا ريب في حقها ولا قيل وقال + فاذا بعد الحق  
 الا الضلال + ونجينا عن خباثة التفرقة + واعواء الشياطين والزينة  
 وابتدنا عن التامين بالجمهر والقراءة خلف الامام + وكل ذلك من  
 المخدرات والاثام + واصلم واسلم على من بُعث بالدليل + فيه  
 شفاء لكل عليل + وعلى الرُواصحاب الذين هم جاهلون في  
 سبيل الله الذين القويم + وهذا الضمان الى الصراط المستقيم +  
 بدليل ساطع وبرهان قاطع + امر بعد فلا يخفى على من له  
 ذوق سليم + وطبع مستقيم + ان في هذه الايام خبت انوار الدين  
 وخرت نار اليقين + لقلة العلماء الراسخين + وكثرة الجهلاء والسفهاء  
 الفاسقين + سيما في هذا الزمان + قد خرجت فرقة كلادين لهم  
 ولا ايمان + يقال لهم الامهذهيون الضالون + الفاسقون المبتدعون

وما فهمه + واعلموا ان علقمة اخذ العلم عن ابن مسعود <sup>رضي</sup> وعلي وعمر  
 ابي الدرداء وعائشة رضي الله تعالى عنهم انكار هذا الرجل مضلاً  
 بقولهم + فمن يكون هادياً + لعل الذي هرب من مكة هرباً + وتاب  
 من التوبة + وان يذهب مرة اخرى <sup>الى</sup> مكة + او الذي يقول ان  
 مكة المشركة والمدينة الطيبة + دار الحرب العدوان + اسمعوا كيف  
 هذا القول بها الخلان + اولدني كان عروجه بامرته + فاحفظوا  
 نفوسكم ايها الاحباء من بشرة وكيد + هذا الرجل باطني كان جده  
 الراضى + فرجع الى اصل واقام الفتنة على ساق + في المشرق والمغرب و  
 الافاق + لما حسدتم وتوكلتم + اما من الاعظم + <sup>ين</sup> يتكلم بعض <sup>من</sup> احبائه  
 فيه من الاقران + فما اعتبار ايها الخلان + ان اعتبرت هذا فارتك  
 البخاري + ومسلم النشابوري + اما سمعتم ما تكلم الناس فيه بما يدل  
 تكلمت فتر في ابي بكر وعمر فدعما + فكنت تتر علم الفاسد + والى رفض  
 جعل الله سوقكم الكاسد + وتكلمت فتر في اسد الله الغالب +  
 فارتك ايها المغرور من النواصب بل تكلمت فتر في جميع الصحابة +  
 فارتكهم واخرج من اهل السنة والجماعة + بل تكلم قوم في نبيا  
 عليه السلام + لعلك تتركه من قول الاشقياء الليام + بل تكلمت  
 شرخمة في الله العزيز الحكيم + فما فعل ايها المفسد اللعيب +  
 ارتك الله عز وجل + فلا تقع ايها المغرور في الخلل والزلل + فما  
 كتب العالم الفاضل + النخري الكامل + المعنى اللودعي + موكلات الحاح



الفهامة أبو عبد القادر هذا الفساد ووطن انهم بقوا  
 والبلاد + فصنف بحمد الله وسبحان كتابا عجيبا + وجوابا غريبا  
 الذي يسكت الخصام ويهدى لانام + يروق بالنواظر + ويجلوا  
 به البصائر + شعر كتابا لوتامله ضرر + لا صبح وهو ذوا  
 بصر صحيح + ومضامين غريبة وموشحة باللائل والبرهان من  
 الأحاديث والفرقان + بل يوسف مذنب يكفى لقطع اعناق +  
 اللامذهبين المبتدعين الذين هم شريرا لا شراة وانهم هم  
 النارون لقول عليه السلام + **مَنْ شَدَّ شَدَّ فِي النَّارِ وَقَوْلُ تَعَالَى مَنْ  
 يُسَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ  
 الْمُؤْمِنِينَ تَوَلَّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصِّلْ لَهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا** فلا شرا  
 لا تكاثر لتقليد الأئمة انهم من الزنادقين + وجعل الله لهم جهنم  
 مستعرة ومسييرا + وعليكم ايها الخلان + ان تخرجوا من قرى  
 وحاراتكم الشيطان + الذي ياتي عندكم بزي الانسان + ويوسوس  
 في صدور الناس بالليل والنهار والفرقة خصوصا في هذا الزمان + وان تغلقوا  
 وتجدلوا + لقوله عم مرابدا ان يشق عصاكم او يفرق جماعتكم  
 فاقتلوا + فجز الله انما لمصنف المولانا ومرشدنا جزاء موفورا +  
 وجعل سعيه مشكورا + امين اللهم امين + **نمق العبد  
 الجاني المحمود + دليل الرحمن الحنفي الفقير  
 الرحمة الرب المعبود + صانه الله تعالى**

دينهم انكار تقليد الأئمة الأربعة . و شريعتهم التلويح والتلفيق والتفتق  
 ولا يميزون الحق من الباطل لعدم عقولهم وعلومهم . بل ختم الله  
 على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم . الا ترى ان بعضهم يتجرب  
 بالدينه من بضاعه كاسدة . وبعضهم يتفاخر بما عنده من ابراء فاسدة  
 فيوما يفتي بجواز تكاح الخالة وهذا من العجائب . ويوما يفتي باباحة  
 المطلقة الثلثة بتغير التحليل وذو العمن الغرائب . ويجوز الاضطرار لمن  
 يطيق الصيام . وكرة ينهى عن التداوي والقيام . وهكذا من خرافات  
 الكفر ان تحصى . وبلغ لعجم بالشرعية الغراء غاية القصوى . لا سيما  
 بالاحاديث والفرقان . الى ان هلمس جراً الى الرسول والرحمان . فاني  
 فرق بينهم والجماد . هم ايها المؤمنون شر العباد . ومعهم هذا يدعون  
 انهم محمديون . وانهم هم العالمون بالحديث وانهم يفعلون ما  
 يؤمرون . فلما راي العالم العلام . الذي ترقى به مراتب العلوم  
 والاسلام . والذي انتشر به انوار الدين . الاخذية . ونزلت  
 عنه غياهب الغباوق وضلالة السمرديه . والذي تفرج بالعلوم  
 وتوحد بالفنون كالشمس بين النجوم . افقه الفقهاء . واكمل الكلاء  
 فريد الدهر . وحيد العصر . زينة الفصحاء . اسوة البلغاء . وقدوة  
 الصالحاء . امام الاتقياء . الذي تحقق به العلماء ورثة الانبياء  
 استاذ الدنيا علماء الدين . شيخ المحققين والمدققين اعنى الحاج  
 الماهر في العلوم العقلية والنقلية والظاهر . شيخنا مولانا كرامة

والرسابق + يوقعون بين العوام كالانعام التفريق + وان سئلوا  
 عن خروج ابن جعفر + فطالما اجابوا بان جعفر مبتدأ وجاء في خبر  
 نبي اوجيكون لهم بالاثار خبر + وكثير من الاحاديث جوامع العلم +  
 هل تعلمون الحديث بهذا البصر والفهم + فضلا عن اللطائف القرآنية +  
 والتكاملات الفرقانية المخروجة + فلذبح شر شر اشر اولئك القراء للحنان  
 الذي يوسوس في صدور الناس منصف رسالة عجيبة نافعة وشحنة  
 بالدلائل من الحديث والقران + معرضا عن الادلة القهريية لجد  
 بحقية غير الاثر والفرقان + فصفهم بايديهم + وخفض بنو لا  
 الرافعين ايديهم + بعض الادلة الظاهرة + واخفى اولئك الهمم  
 ببض البراهين الباهرة + ونصب بناديق الحج الساطعة المتفق عليها  
 لكسر الرقاب اولئك المغضوب عليها + وضرب الامثال التي يهدى  
 بها كثيرا + ومع ذلك لم يكن احد من هؤلاء اليا ولا غيب لهم  
 خيرا + كلها موجودة في تلك المختصرة وما هي احسن الادلة القوية +  
 لرفع الحيل الوهابية + عايدوا بهية + ونوايدها غيبهم لادنى دراية  
 فله هي كفاية + المصنف الذي له قلب نقاد وقاد الثقة + الثقات  
 المتبحرين + مقدا مرشاهير فحول المحدثين والمفسرين + حاج الوطن  
 المنيفين + الذي مر الزوارين المستفضين مر بوضحة سيد الثقلين  
 الذين هم احقاء بالشفاعة لقول رسول الخافقين + من ارقبني  
 وجبت له شفاعة + اللهم ارضقنا هذا النعم السمردي مولانا

# مرثية الحسوق + درجته فوري النظام فوري

بِسْمِ اللَّهِ  
 اللَّهُمَّ يَا ذَا حِفْظِ الْأَيَادِ  
 الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

هـ شكر آت يا من انعم علينا بالتفقه في الدين + ولو كره بعض  
 الكافرين + والصلوة على من امرنا باتباع سواد الاعظم الاغني  
 الاقوم + وهما ناعا بالوقوع في حفرة الشذوذ الاضعف الا  
 وعلايه واصحاب الذين هم مقدمات الدين + وهؤلاء الكرام  
 فزنا بسعادة المذهب المتين + وعلى التابعين وتبعم الذين  
 جهدوا في الاجتهاد + راغبين عن طرفي الاقتصاد + منهم الائمة  
 المجتهدون المهتدون + الذين ابتغوا رضات الله اعمارهم باذلق  
 كيف وقد اقتدى بهم الاولياء العظام + ولا احتياج في وصولهم  
 للخواص العوام + اللهم اجعل منازلهم في اعلى عليين + متكئين  
 على سري متقابلين + وقد انتشر قولهم بقاء الراسخين عجا وعجا +  
 بل شرقا وغربا + ومن لدن ذلك المهد الى اليوم جاري يوم المسالك  
 المبين + بلا حدة الرادين ومن غير انكار المنكرين + كالشمس الشاققة  
 يستضيء به الشجر واللد + وقد اقره الماضون العارفين وكل النفر +  
 الا ان في هذا الزمان خرجت طائفت من المتعصبين + يطعنون على  
 الائمة المجتهدين + متقوين باثم عاميون بالقران والحديث + ولا  
 يتمكنون من تميز الحديث عن الحديث + ويتماشون الى الاقطار

واخرد کھوئانا ان الحمد لله رب العالمین **تمت**  
**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** **مَجْلِدٌ وَنُصِیْدَةٌ عَلٰی سُوْلِ الْکَرِیْمِ**  
 اما بعد جمیع حضرات اصحاب ایمان و ارباب ایقان کو مشرودہ جانفزا  
 و نوید فرحت افزا سنا تا ہوں اور سائر لائذہبیاں بدسیرتان  
 غریق چاہِ ضلالت و گمراہی و گمراہی جہالت کو ہدایت کا رسمہ  
 بتاتا ہوں کہ اس دور پر شر و فتن میں اکثر جالائذہبوں کی پوش ہی  
 فتنہ و فساد کی شورش ہے تحریر اور تقریر ابچارے عوام کا لانعام کو  
 گمراہ کرتے ہیں جس لفظ خدا کو تباہ کرتے ہیں لہذا ان دنوں ان کے  
 رد میں جناب فضیلت اکتساب عالم باعمل فاضل اکمل قدوة المناظرین  
 و زیدۃ المحققین حضرت حاجی مولانا عبدالقادر صاحب مدرس  
 مدرسہ بدگلی لازالت شمس فیوضہ نے نہایت عمدہ ایک کتاب ہدایت  
 اکتساب مصداق اسم باسمی الموسومہ بہ ما احسن الادلۃ القویۃ لدفع  
 الخیل الوباۃ تہ تحریر فرمایا ہے گمراہوں کو راہِ مستقیم دکھلائی ہے  
 وہ کتاب من اولہ الی آخرہ احقاق حق و ابطال باطل سے مالا مال ہی  
 اسکی صفت میں لفظ ناطق ہے یہ اسکی ادنیٰ صفت ہی ہے  
 ہر حرف از و شکفتہ باعنی فروختہ تر زشب چیراے غیہ + مان اسی  
 لائذہبوں کو کہ اللہ اللہ ذرا بنظر نصاب لابعین الاعتساف اوس  
 کتاب مستطاب ہو تم لوگ دیکھو اور ٹیٹ دہری کی پٹی آنکھوں نشے کہو لو  
 خبردار سید کذاب کے پیروندہ بنورہ ضلالت پر اڑے نہ ہو ورنہ

استاذنا الحاج محي السنة محمد عبد القادر نيدرس في  
مدرسة الحق كلى صانه الله عن الشر والخف والجلد  
الذي مر مشايخ الاسلام آباد قاتل الله حساده وباد اللهم  
بطول حياته وبقائه انفعنا واطلل افضاله على رؤسنا ومر قبل  
الف ذلك الققاء الهام تذكر المذاهب كلها الوجه الكريم وذكر  
فيها الادلة موقيا مفضلا احياء لدين الرؤف الرحيم وهذه العجالة  
بين فيها الدلائل القاطعة كانتها سريجي فتاك هضار تمريقا رؤوس  
هؤلاء الاشرار بالجملة شمس فضل لك العلاء مة طالعة تبصرها  
المبصرون ولولو يرها اولئك الخفاشون قصرت عن اعتقاد  
مكارم المتخائق بالخلق العظيم فبذ اكفيت بهذا البيت المستقيم  
شعر ان الشمس شمس والرياحها الضريخ وان العسل عسل وان  
بجد طم المروية ورماملهم الى عقايد الروافض الفدارين فن  
تشرفضوا الحق الحق وكانواع السنة والجماعت مائلين ولا يبعثان  
تكون بدعة هؤلاء المعاندين هؤلاء من فتن الرجال الكذبا عليه  
اللعن اليوم والقيام فزجوا الله ان يضحوا واطلوع النجم الثاقب السهيل  
اعنى المصنف الانجم جزاءه الله في الدارين بحرمة نبي الاكرم  
سطره السطور العبد المذنب الحقيق خادم الطلبة محمد بن شيرازي  
الاسلام آباد غفر لنا ذنوبنا يا ذا الجلال والاسلام اهدنا الى القويم انك  
تهدي مرتبنا الى الصراط المستقيم واستعملنا بسنة سيد المرسلين

## وَابْتِغُوا لِنَفْسِكُمْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۶ الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين بعد اُس کے جانا چاہیے کہ شہر مکہ معظمہ میں کفر کے دوسرے شہر اور کانون کے فتح ہونے کے بعد نوح نوح ہو کر کفار و غیرہ مسلمان ہو چکے ہیں انحضرت صلی اللہ وسلم اس جہان سے رحلت فرما ہو تب وہ نئے مسلمان ہو کر فرزند ہو گئے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو کر لڑکے بہتوں کو ان میں سے قتل کیا اور بہت لوگ اُسے تاب ہو کر پھر مسلمان ہو گئے لیکن وہ لوگ بظاہر مسلمان ہوئے مگر باطن کفر و نفاق رکھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں درپردہ رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خارجی بن گئے اور انکو قتل کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اشکر بنکبر اور مدعی ہو کر اُسے لڑائی و مجاہدہ کیا آخر انجام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان خارجیوں کے تائید سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کر کے خلافت چھین لینے کو آئے حضرت بڑے امام صاحب صوفی

بروز قیامت پختا و گے اپنے گرو گنشاں کو یاد کر کے یا ویلتی کیستی  
 لَمْ آتِخْتَدُ قَلْبًا نَاخِلِيًّا کہہ کر رو گے چلاؤ گے سن اسخ  
 شرط بلاغ است بانومی گویم + توخواہ از سخنم نذگیر و خواہ ملاں +  
 وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَآئِمَّةِ  
 الْمُجْتَهِدِينَ أَجْمَعِينَ + حَمْدُهُ أَحَقُّ الْعِبَادِ أَصْفَرِ الْاَفْرَادِ مُحَمَّدٌ  
 عَبْدُ الشُّكْرِ الْمُتَّقِصِ مِنْ حَرَمِيَّاتِهِ عَنْهُ سِتُّونَ مَلْأَةً خَلَعَ فِيهِنَّ آبَادًا

+ و ل ه +

زطر سے مرے گزری جب یہ کتاب + میں ای حجاب ہو کے بس شادمان +  
 تھا بامراد بی ساختہ + بیوی خوب تشبیہ بوندھ بان +

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۱۱

مؤید المصنف کہ این رسالہ سنیہ مرضیہ نور علی نور است مرہمتہ  
 دین قویم را و بدایت است مرزا یحییٰ قلوب را بطراط استقیم و اہب  
 العطا یا و ملہم الخطا یا مساعی مصنفش را مشکور کناد و جز پیش و نور

ابو اطہر لاد حسین ای بق مدس ان مدر کحسبہ



في علاته + اما بالخليفة والخليفة + ثم اعتقادي مذهب النعمان  
 ثم اتبع اجتهاده المالك الذي ولد في سنة ٩٥ خمس وتسعين ثم الشافعي  
 الذي ولد في سنة مائة وخمسين ثم الحنبل الذي ولد في مائة واثنتين  
 وستين لكنهم استنبطوا في بعض فروعها استنباطا تفريقا وحققوا فيها  
 تحقيقا + وكان لكل واحد منهم اصحاب احزر واصولهم احراز وطبوا  
 فروعهم احراز + ويعملون على اصولهم مقلدين لهم ويحجونها  
 ترجيحاً + ويصير حونها تسمى فلذلك صارت المذاهب في الاربعة من الله  
 تعالى مرضيا ومحسورا + لانه من استنبط ممن سواهم كان استنباطه  
 مخطورا ومدحورا + لانه كان في الارض منتشرا ومنشورا + فليس  
 في كتاب عجوا وسطورا + فلا حريب ان انحصار المذاهب في الاربعة كان  
 فضلا الهيا + وحكما شرعيا + فلا حظا للاحدان يبدل له تبديلا او  
 يكثره تكثيرا + او يوقله تاويلا + ولا ينبغي لغير المجتهد ان يتبعها  
 تليفيا + لانه كان تلهيا تحقيقا + وكان التلمح حراما + ولا يكون الحكم في الشريعة  
 مراما ثم الف المحدثون في الصحاح من بيع المائتين وغيرهم من بعد ثلاث  
 مائة احاديثا وانارا + فالف كل منهم بطاقتة البشرية تاليفا حيدا اختيارا  
 اختصارا + ليستحقوا ما استنبطوا لامة الاربعة استنباطا محيطا + واستحقوا  
 استخراجا بسيطا + ولان احدهم اراد ان يجد للناس منها مذهباً جديدا  
 وان يتخذوا بمخالفته الامة قولا سديدا + لان كل واحد منهم كان عطارا  
 حريزاً رطباً وابسا + وما كان لباس اجتهاد لا بسا + وما كان في عكسها

لڑائی کو مصلحتِ بھان کرانگو خلافتِ حوالہ کی اور شہید ہو گئے پھر حضرت  
 معاویہ رضی اللہ عنہ کے رحلت کے بعد ان خارجیوں نے یزید کے لشکر  
 کے ساتھی و مددگار ہو کر حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا اور اسکے حکم سے  
 مدینہ منورہ کو لوٹ کر بہت سارے صحابیوں کو قتل عام میں لائے پھر سیرت کے  
 ہلاک ہونیکے بعد مختار نے کوفہ میں خلیفہ ہو کر یزید کے لشکر و مددگاروں کو  
 قتل عام کیا بعد اسکے ایک دوسریکے پیچھے بہت آدمی خلیفہ ہو کر اُس اطراف میں  
 اقسام طرح کے فساد برپا کرتے رہے جسکے باعث ملک عرب وغیرہ میں ظلمتِ فساد  
 فسق و فجور سے اندھیرا ہو گیا پھر دین مغلوب و عاجز ہو گئے دین اسلام میں فتور  
 و فساد سے زاید بڑھ گیا ایسے وقت میں پہلے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ  
 نے مشہور روایت کے رو سے اتنی ہجری میں پیدا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے کتنے یار و اصحاب تابعین سے علم دین حاصل کر کے کمالات و اجتہاد  
 کے درجہ میں پونچھ مسائل احکام شرع کو قرآن شریف و احادیث سے استنباط  
 و نکال کر نثر و نثر شاگردوں کو فیض عام دین کے علم کا پونچھایا اور ابن المبارکؒ  
 مناقب مصنف میں امام اعظم کے کہا ہے کہ کلا ینبغی لاحدان یقتدی  
 مرد و نہ غیراً و اثبت فی مناقبہ ما اثبت و ما ادبر حکم ما اثبت الی ان  
 قال شعراً:

لقد نزلت البلاد و علیها ۛ امام المسلمین ابوحنیفہ ۛ باحکام و انارفتہ  
 کما یات الزبور علی صحیفہ ۛ فافوا للشرقین لہ نظیر ۛ و لا فی المغربین ولا  
 بکوفہ ۛ بیبت مشمر اسہر التیالی ۛ و صام نہان للہ خیفہ ۛ فمکابین خیفہ

۲۰۴  
 اربع وائستین توفی عشره یوم الاصل الحس او ست بقین من حب نبی ابو سنه  
 احی وائستین وائستین + وپرواز امام احمد بن حنبل و دیگر ائمہ اعلام  
 حدیث دارند و چون بخاری در آخر عمر نبی پورا آمد مسلم ملازمت او کرد  
 و استفادہ نمود و رحمتہ اللہ علیہا و اما ابو داؤد و وی نیز شانی عالی دارد  
 در علم حدیث و از صاحبان امام احمد است + ولد سنه ۲۰۲ اثنین و ائستین  
 توفی بالبصره لاربع عشره بقیت من شوال سنه خمس و شبعین و ائستین  
 رحمتہ اللہ علیہ و اما ترمذی نیز یکے از حفاظ اعلام حدیث است و اوراد فقہ  
 نیز بدیوولی است و از محمد بن اسمعیل بخاری اخذ حدیث کرده و ولد  
 ۲۷۹  
 و توفی بترند لیلۃ الاثنین الثالث عشر من جب سنه تسع و سبعین  
 و ائستین + و معنا کہ این مرد با ائمہ اہل قیاس و اجتهاد تعصب بود خصوصاً  
 با امام اعظم ابو حنیفہ کوفی و لهذا ذکر این امام اجل و اصحاب وی در کتاب  
 خود و دیگر اقوال علماء صریحاً بیج جا نکرده + و اما انسانی نام او احمد است و قاتل  
 بکہ سنه ثلث و ثلاث مائتہ وی نیز یکے از علماء حفاظ و فقہاست اخذ کرده  
 حدیث را از ابی داؤد و عبد اللہ بن احمد بن حنبل را ملاقات کرده و طبرانی و حاکم  
 از شاگردان او بند + و در بعضے مواضع کہ ابو داؤد و ترمذی از خارج حدیث  
 کرده اند انسانی از ان اجتناب نماید بلکه از اخراج حدیث از بعضے رجال  
 شیخین نیز تجنب می کند اما سادس نزد بعضے سنن ابن ماجہ است و نزد بعضے مو  
 و مختار صاحب جامع الاصول ہمین است و موطن جمع امام مالک است و مو مقدم  
 است برین مذکورین زمانا و فضلا و برکتا و ولادت امام مالک در سنه خمس و تسعین

کاملاً + و طیباً اذ قاعاً ملاً + بل کان لاحد الامم مقلداً متبعاً سیداً  
 و معتدلاً و معتقداً و مریداً + اما من الف منهم لاحادیت متعصباً لامار  
 الائمة و معانداً فلا تلتفتوا الیه ابداً فالحمد لله الذی جعلنی مقلداً لمن  
 کان ولیکاملاً معاً بذاصاً لخاصاً اذ عارفاً براتقیانقیاً مجتهداً تابعیاً + و  
 کان افضلهم فضلاً + و اعلمهم علماً + و اوعزمهم ورعاً + و اقرهم زماناً +  
 و اعظمهم اماماً + **اور شرح سفر سعادت میں مرقوم ہے**  
 کہ این چهارین از امامان دین و معتدیان ملت اند که ضبط و ربط احادیث  
 و اقوال صحابه و سلف و تطبیق و توفیق بیان آنها نموده و تفسیر و تاویل  
 و بیان ناسخ و منسوخ کرده و غایت بذل مجتهدین باب فرموده  
 استنباط احکام بقیاس و اجتهاد از نصوص کتاب و سنت نموده اند و  
 غیر مجتهدان را جز تابع ایشان بودن چاره و سبیل نیست و شاخ <sup>نفت</sup>  
 و بزرگان ایشان هم برین مذاہب بوده اند یا رب مگر آنها سیکل از ایشان  
 بپایه اجتهاد رسیده موافق یا مخالف ایشان برای خود اجتهادی نموده  
 باشند + و باجمله مذاہب حق و طرق وصول بمنزل مقصود و ابواب آدغان  
 دین این چهارست و هر که راهی ازین سبها می درمی ازین درگاه اختیار نموده  
 بر او دیگر رفتن و در دیگر گرفتن منظور کند عیب و یا وده باشد و کارخانه عمل را  
 از ضبط و ربط بیرون افکندن و از راه مصلحت بیرون افتادن است + +  
 ولدت التجاری یوم الجمعة اثلاث عشرة ليلة غلت من شوال سنة اربع و تسعين  
 و ائمة و توفی ليلة الفطر سنة ست و خمسين و ائمتین و ولدت سلم سنة

یا حوضه یا جدری بود از دریای علم و چشمه فضل و باران رحمت و کسلی است  
 علیه سلم و چون اوقات صحبت مختلف بود و هر یک وقت همیشه در  
 مجالس شریف مجتمع و نیز فعل آنحضرت صلی الله علیه و سلم در نوافل و مستحبات  
 و فضائل اعمال الماد فرایض و واجبات و ایم بر یک نسق بود بجهت و نور شفقت  
 و توسعه رحمت بر امت تا بقره و جوب نرسد و اکثر چنان بود که هر عمل که وی  
 صلی الله علیه و سلم مواظبت نمود واجب گشته و حکم الهی بضرورت و وجوب آن  
 نازل گردید باین سبب که مذکور شد هر کدام از ایشان دید و دریافت آنچه دیگری  
 ندید و دریافت و از اینجا مخالفتی و سنایرتی در علوم صحابه پیدا آمد و بعد از  
 گذشتن آن سرور هر کدام از ایشان با نصیب از فیوض علمی انوار است در بلاد  
 و امصار اسلام متفرق گشتند و نشر علوم و احکام نمودند و جماعه دیگر از عرب و  
 عجم که نه شرف حضور آنحضرت صلی الله علیه و سلم و دریافت زمان نبوت شرف  
 و فایز گشتند بخدمت ایشان بشتافتند و بلازست صحبت ایشان اقتباس انوار  
 علوم نمودند و ایشان را تابعین فرمودند و جماعه که شرف ملازمت صحابه را نیز در دنیا  
 و بلازمت تابعین آمده است فاضله و استفاده نمودند ایشان را تبع تابعین گویند و  
 این هر سه گروه یعنی صحابه تابعین و تبع تابعین مقتدایان دین و بهترین امت  
 اند بحکم حدیث متفق علیه که فرمود عید امتی قرنی الذین انما فهم نخل الذین  
 یلوهن نخل الذین یلوهنهم الحدیث و در تابعین و تبع تابعین بجهت اختلاف  
 علوم و کثرت وقایع و حوادث و اندر احجاب بجهت بعد زمان نبوت در دنیا  
 و حلی جهاد کثرت یافت و اختلاف شایع شد و در حقیقت باعث توسیع امر

ووفات در تسع و سبعین مائت و عمر شریف وی هشتاد و چهار سال و بعضی  
 نو و گفته اند و س امام است در فقه و حدیث اخذ کرده علم را از قدمای تابعین  
 و کبار ایشان و شیخ مشایخ احمد بن حنبل و یحیی بن معین است و یحیی بن سعید  
 القطان گفته است که نیست در قوم اصح حدیثا از مالک و گفته اند اول کسیکه  
 تصنیف کرد در حدیث اوست و لیکن کتاب و جامع است صحیح را و غیر آن را  
 و اول کسیکه تصنیف کرد در صحیح محمد بخاری است و اما ابن ماجه توفی سنه  
 ثلاث و تسعین و مائتین و گفته اند بعضی از رجال احادیث وی مطعون اند و منهم  
 بکذب و زعم احادیث و حکم کرده شده است بر آنها بطلان سقوط و نکارت و آنها  
 که تقدیم کرده اند او را بر موطا و یکی از کتب سه شمرده بجهت کثرت زواید اوست  
 بر کتب خمسہ بخلاف موطا و بعضی گفته اند که کتاب دارجی است و او را شریعت  
 بگردانیدن و سادس کتب زیر که رجال و در ضعف کمتر اند و وجود احادیث  
 منکره و شاذه در وی نادر است اگر چه احادیث مرسله و موقوفه در کتب بیشتر از  
 کتاب ابن ماجه است توفی یوم الزوئیه و دفن فی یوم عرفه سنه خمس و خمسين  
 و مائتین + بیان منشاء اختلاف مجتهدین و ذکر ائمه اربع و بیان حکم و اتباع  
 ایشان + بدانکه صحابه رضی اللہ عنہم بر کتب صحبت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم و نورانیت باطن و صفاتی عقیدت اختلافی داشتند با همی در میان  
 نبود و بجهت سطوع انوار کتاب و سنت و حضور نور نبوت و شهود موارد  
 وحی و تنزیل حاجت بقیاس و اجتهاد نه مگر در مسئله پنجم که بعد از رحلت آن  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف گونه پیدا آمد هر کدام از ایشان مثل نهری

جدا ساختند و در علم حدیث کتب تصنیف کردند و مجتهدان امت بسیار بودند  
 و آنچه قریب است و باقی ماند از مذاهب اهل سنت و جماعت چهار مذاهب مشهور  
 است که در اعتقاد و اصول دین با هم یکی بوده اند و در فقه و فروع در بعضی  
 مواضع مختلف اقدام و سبق ایشان امام اعظم ابوحنیفه نغان بن ثابت  
 ثقفی است و ولادت وی در ششمه ثمانین و فاتش در یازده و خمسین و جماعه را  
 اختلاف در آنکه وی از تابعین است یا تبع تابعین با اتفاق بر آنکه در روزگار  
 وی چندین از صحابه بوده اند انس بن مالک بصره و عبداللہ بن ابوفی در  
 کوفه و سهل بن سعد الساعدی بدینہ و ابوالطفیل عامر بن واثق که آخر صحابه  
 رسول اللہ اند در وفات بکاه و بعضی جز این چهار تن را نیز شمرده اند صاحب  
 جامع الاموال گوید که ملاقات ابوحنیفه با آنها و اخذ حدیث از ایشان نیز از باب  
 نقل مشبهت نرسیده و اصحابی سیگویند که وی جماعه از صحابه را دریافته و از  
 ایشان روایت کرده است و ویراستند نسبت که احادیث را در روزگار صحابه  
 مذکورین روایت کرده است گفت بنده مسکین عبدالحق بن سیف الدین  
 خدایتند بزرگوار عالم و یقین و در واقع از حساب عقل منی دور نماید که صحابه  
 رسول اللہ در روزگار وی باشند و وی قصد ملاقات ایشان نکند و ایشان را  
 در نیابد بآنکه در وقت دومی او درین بلاد که ایشان بوده اند ثابت شده و مدت  
 بست سال زندگانی کرده چه وجود صحابه تا آخر اتمه بصحت رسیده است مانا که  
 حق با صحاب است که گویند جماعه صحابه را دریافته است و اللہ اعلم و جماعه کثیر را  
 از قبایع تابعین دریافته و در فتاوی و اجتهادات با ایشان مزاحمت کرده

وسعت دائره رحمت حق گشتند و لابد چون مجتهد را اطلاع بر معانی قرآن  
 و احادیث و اقوال سلف و معرفت ناسخ و منسوخ شرط است ایشان هم  
 فقیه باشند و هم محدث تا آورده اند که نزد امام اعظم ابوحنیفه صحابند و قضا  
 بود از صحایف حدیث و لیکن اشتغال و کویاران و کرمه الله علیه در جانب  
 فقه و وضع مسائل استقیاب اصول و فروع آن غالب افتاد و سلسله روایت  
 احادیث از ایشان کمتر برپا شد نه آنکه متسک و استدلالات ایشان با حدیث  
 نبود حاشا و بعضی گویند غالباً مذہب ایشان عدم صحیح نقل بالمعنی است و اکثر احادیث  
 اینچنین منقول مروی اند پس از جهت عدم احتیاط درین شان کمتر روایت  
 کردند و این سخن مدخول است با آنکه اگر نقل بالمعنی نزد ایشان جائز نبودی متسک  
 با آنها نیز نگرددند یارب مگر فرقی نهند در روایت و متسک فتدبر و جماعه دیگر  
 بر او اویل و اجتهاد کمتر رفتند و بعین نظر او هر حدیثی که گفتا کردند و ایشان را صحاح  
 ظواهر خوانند چنانکه دیگران را صحاب الرأسی گویند و تمامه مجتهدان اصحاب الرأسی  
 خصوصیت با ابوحنیفه و اصحاب می نذر و یارب مگر خصوصیت این اسم با ایشان از  
 جهت شیوع و کثرت باشد و در آخر زمان تبع تابعین و اتباع تبع و من بعدهم  
 سلسله علم حدیث قوت دیگر گرفت و شیوع پذیرفت و در واجی تازه در وسعت  
 بی اندازه یافت و چون در آخر زمان صحابه و اوایل تابعین دعوت خروج و اعتزال  
 پیدا شده بود و حکم تعصب و خیانت بقصد ترویج مذہب مبتدع مستحذ و وضع  
 افترا با حدیث راه یافته پس آنکه حدیث و اساطین کلمت در مقام تصحیح و تنقیح  
 احادیث آمده و تبعیح و تفضیح اهل بدعت نموده حق را از باطل و قوی را از ضعیف



بكتاب الله ثم بسنته رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم بأحاديث ابن عمر  
 وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم (وفي رواية) أخرى عنه ما جاءنا  
 عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بأنه هو الذي فعل الراس العين  
 وليس لنا مخالفة وما جاء عن الصحابة تخذينا وما جاءنا عن غيرهم  
 فهم رجال ونحن رجال (وروي) عن أبي مطيع البجلي قال دخل سفيان الثوري  
 وحامد بن بسلمة ومقابل بن حبان وجعفر بن محمد وغيرهم على الإمام  
 أي حنيفة فقالوا بلغنا عنك أنك تكثر من القياس في الدين وأول من  
 قاس ابليس فناظرهم الإمام يوم الجمعة في جامع الكوفة وعرض عليهم  
 مذهبهم وقال لهم اني اقد العلم بالكتاب ثم بالسنة ثم انظر بعد  
 ذلك في افضلية الصحابة فاذا اختلفوا ولم يتفقوا على شيءي تست حينئذ  
 فقبولوا عليهم بدينه وقالوا انت سيد العلماء زاد في رواية فاعف عنا ما مضى  
 فقال عفا الله عنا وعنكم (وكتب) ابو جعفر المنصور اليه قبل ان يجتمع  
 به بلغه عنك أنك تقدم القياس على الحديث فقال ابو حنيفة ليس الامر كما  
 زعم من بلغك عن ذلك اذا جاؤك فاعلمم ايها الخليفة اني اسأل كتاب  
 عز وجل ثم بسنته رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم بافضلية الصحابة ثم  
 اقبس بعد ذلك وليس بين الله تعالى وبين خلقه قرابة فهذا تصريح  
 من الامام بانته كان يقدم الاثر على القياس فضلا عن الحديث النبوي  
 وانه كان لا يقبل الا بعد ان لا يجد ذلك الامر في الكتاب والسنة  
 ولا في افضلية الصحابة (وقال) علي بن المدني ابو حنيفة روي عن النبي

ان يحتاج به عند كثير من المحدثين وهذا النوع يوجد كثيرا في غير  
 مذهبه كما يعرفه من ما ريس الفن (فاعلم) ان مذاهب الائمة الاربعية  
 رحمة الله عليهم اجمعين + منسوجة من الشريعة المطهرة سدا لها ومحتمها  
 لاسيما مذهب الامنا الاعظم لكر ووجه استنباطه تدق عن ادراك  
 غالب عقول طلبة العلم وما يوجد في بعضها مما يخالف ظاهر الاحاديث  
 فزوبا بالنسبة الى ملة اربك انها منا والاصح عند من قوله صلى الله عليه  
 سلم او فعل او من اثار الصحبة ما قام عنده بمقام اليقين وجعله حجة شر  
 ايتن بالنظر فيه ولا استكشافا لما يعارضه ويخالفه اذ لا يقول عاقل  
 ان الامام مريد في مسألة نصا عن الشارع ويخالفه بقياسه او راي حيا  
 من رايه او قياس يخالفان الشريعة والذي اجمع عليه اهل مذهبنا يراخذ  
 بخبر النبي صلى الله عليه وسلم ما جاء به فان اختلف خبران وكان لاحدهما  
 وجه في التاويل يوافق به الخبر الاخر الذي ليس له الا وجه واحد في الظاهر  
 وفق بينهما فان لم يجد خبرا عن النبي صلى الله عليه وسلم اخذ من اثار الصحابة  
 ما كان اقرب الى كتاب الله وستة نبيه ويسمى ذلك اجتهادا (وروي)  
 ابو جعفر الشيرماذي بسندك الى الامام انه كان يقول نحو لا نقبسين في مسألة الا  
 عند الضرورة وذلك اذ الخجد دليلا في الكتاب والسنة ولا في افضة الصحابة  
 (وفي رواية) اخرى عنها انه قال ناناخذ الا بالاكثب ثورا السنة ثم باقوية  
 الصحابة فنعمل بما تتفق عليه الصحابة فان اختلفوا قسنا حكموا على حكم اذا اشركا  
 في العلة الجماعية بينهما حتى توضح المعنى (وفي رواية) اخرى عنها انقل

مسلمان لوگ عمل کے چلے آتی ہیں امام منان کی تقلید و تسلیم زرارہ و اوی شیوا جہان ہو پس تعصب کی رو سے  
ایسے امام موصوف سے ضد و عداوت و بغض و مخالفت و عناد رکھنا اور  
تقلید و پیروی انکی نکرنا بڑی بے انصافی و حق تلفی و بی ادبی و گمراہی ہے  
مشکوٰۃ مصباح والے شافعی ابن حجر شافعی بہیقی شافعی نسائی شافعی  
غیر ہم بہت محدثین نے تعصب کی راہ سے اپنے امام کی طرفداری اور  
اپنے اپنے استادوں کے پیار و کیرف اخذ احادیث ضعیفہ وغیرہ  
کے منسوب کئے اور یہ فکر و خیال نکلیا کہ امام اعظم مع اصیل پیرو استادن  
صحابہ اور تابعین کہاں سے علم دین کا حاصل کرتا بعدین سے ہو کر اصل استاد ہو  
اور سب اماموں و محدثین ان کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد  
جہاں تک نیچے جاو چنانچہ امام مالک مع نبی امام صاحب موصو کی ملاقات  
و ملازمت حاصل کی اور ان کے اجتہاد کا اتباع کیا اور بہت سے تابعین  
بھی علم حاصل کیا مجتہد ہو کر جدا امام ہو گئے اور ابو یوسف مع اور زفر مع اور  
محمد مع امام ابو حنیفہ کے شاگردوں سے علم حاصل کر کے امام مجتہد ہو کر اپنے استاد  
کی تقلید و تبعاری میں قائم و مستقیم رہے پس امام مالک و امام ابو یوسف مع  
و امام زفر و امام محمد مع علیہم تسبیح تابعین سے ہوئے اور شافعی مع امام محمد مع کی  
تقلید و شاگردی سے علم حاصل کر کے امام مجتہد ہوئے اور ان کے گھر میں طفلی  
وقت سے پرورش پا کر ان کے پیرو بنے ہوئے کیونکہ امام محمد مع جب وہی طفل  
ان کے ماکو اپنے نکاح میں لائے تو امام شافعی مع امام ابو حنیفہ مع کے  
شاگرد کے شاگرد ہوئے پھر امام مالک مع کے شاگرد بھی ہوئے اور ان سے بھی

و ابن المبارک و محمد بن زید و ہشیر و وکیع بن الجراح و عباد بن العوام و جعفر  
 بن عون و ہوثقہ ابانسیہ و لذک قولہ امام الشافعی فیہ الناس حکم علیہم علیہم  
 فی الفقہ (قلت) اما الجواب عن الراوی القیاس فقد تقدم ویکفینا فی ذلک قول معاذ بن عبد  
 حین ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الین مسئلہ یوحکم قال حکم بکما انزل اللہ قال ان لم یجد  
 قال اجتہد برائی کذا الوفا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حینئذ الحدیث اللہ الذی وفق رسول  
 رسولہ و هذا الحدیث صحیح ثابت و الکتاب فخرج علی الامام یحییٰ فی استمالاتہ  
 و القیاس فقد طوع علی معاذ بن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد راينا ما هذا جماعہ من کلام  
 فی یحییٰ قد ذهبت و اصبحت مذهب یحییٰ باقی الی یوم القیامہ و کما انتم ازاد  
 نوک و برکتہ و الناس لا یطبقون علی ان اصحاب السننہ و الجماعۃ اهل المذاہب بل یقتبعون  
 ایحییٰ و مالک و الشافعی و احمد و کل من تکلم فی مذهب ایحییٰ حنیفہ در سن مذهب احنہ  
 لا یرف مذهب ایحییٰ حنیفہ باقی ملاحی الارض شرعھا و غیرھا و اکثر الناس علی  
 اول اسبیل الخ امام صاحب موصوف کے مناقب و اوصاف و مختار و رد المحتار کی شرح و المصنف  
 بزارون حدیث و فقہ کی کتابوں میں قوم میں الغرض امام اعظم کے اوصاف و اذکار  
 کما شک بیان ہو سار جہان میں ان کے مناقب و اوصاف و فتاویٰ و احکام مسائل  
 ہزاروں کتاب و رسالوں میں مذکور و مشہور و معروف ہیں ان کتابوں میں دیکھیے یہ  
 بیانی کھلی گئی وی اصل امتداد و پیشوا اسرار امامت و ستادوں کے ہیں  
 پر میر گاری و پارسائی و علم و دینداری میں اور امامت و محدثوں سے ہمہ صورت  
 توقیت و سبقت رکھنے والے ہیں اور اصحاب تابعین و تبع تابعین کے زماں سے  
 آج تک تقلید و اقتداء پیروی ایک دوسری کی جیسے متوکر کے ساری جہان کے

و ابن المبارک و محمد بن زید و ہشیر و وکیع بن الجراح و عباد بن العوام و جعفر  
 بن عون و ہوثقہ ابانسیہ و لذک قولہ امام الشافعی فیہ الناس حکم علیہم علیہم  
 فی الفقہ (قلت) اما الجواب عن الراوی القیاس فقد تقدم ویکفینا فی ذلک قول معاذ بن عبد  
 حین ارسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الین مسئلہ یوحکم قال حکم بکما انزل اللہ قال ان لم یجد  
 قال اجتہد برائی کذا الوفا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حینئذ الحدیث اللہ الذی وفق رسول  
 رسولہ و هذا الحدیث صحیح ثابت و الکتاب فخرج علی الامام یحییٰ فی استمالاتہ  
 و القیاس فقد طوع علی معاذ بن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد راينا ما هذا جماعہ من کلام  
 فی یحییٰ قد ذهبت و اصبحت مذهب یحییٰ باقی الی یوم القیامہ و کما انتم ازاد  
 نوک و برکتہ و الناس لا یطبقون علی ان اصحاب السننہ و الجماعۃ اهل المذاہب بل یقتبعون  
 ایحییٰ و مالک و الشافعی و احمد و کل من تکلم فی مذهب ایحییٰ حنیفہ در سن مذهب احنہ  
 لا یرف مذهب ایحییٰ حنیفہ باقی ملاحی الارض شرعھا و غیرھا و اکثر الناس علی  
 اول اسبیل الخ امام صاحب موصوف کے مناقب و اوصاف و مختار و رد المحتار کی شرح و المصنف  
 بزارون حدیث و فقہ کی کتابوں میں قوم میں الغرض امام اعظم کے اوصاف و اذکار  
 کما شک بیان ہو سار جہان میں ان کے مناقب و اوصاف و فتاویٰ و احکام مسائل  
 ہزاروں کتاب و رسالوں میں مذکور و مشہور و معروف ہیں ان کتابوں میں دیکھیے یہ  
 بیانی کھلی گئی وی اصل امتداد و پیشوا اسرار امامت و ستادوں کے ہیں  
 پر میر گاری و پارسائی و علم و دینداری میں اور امامت و محدثوں سے ہمہ صورت  
 توقیت و سبقت رکھنے والے ہیں اور اصحاب تابعین و تبع تابعین کے زماں سے  
 آج تک تقلید و اقتداء پیروی ایک دوسری کی جیسے متوکر کے ساری جہان کے

کر کے ہزاروں لاکھوں آدمی صراطِ مستقیم پر قائم و مستقیم ہوئے۔ حدیث  
 گزیر بنید بر وزر شپہ چشمہ چشمہ آفتاب را چہ گناہ اگر گننے محدثین نقشب  
 و نفسانیت کی راہ سے امام اعظم کی مخالفت و معاندت کرے تو اس سے  
 امام صاحب سے سو ف کا کیا نقصان ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ محدثوں نے  
 اپنے امام کے فتاویٰ و مسائل و احکام کو ترجیح دینے کے لئے امام  
 اعظم کے فتاویٰ و مسائل و احکام کا خلاف کیا اور ان کے فتاویٰ  
 و مسائل کے دلیل کو اپنی کتابوں میں کم نقل کیا اور ان خارجیوں کے سنا بعد نسلا  
 کے اولاد و اولاد کے اولاد جھانک پیچھے جاو کہ جنہوں نے مسلمانوں میں  
 فتنہ و فساد ڈالنے کے لئے وضع احادیث و نقل بالمعنی تبدیلیات و تغیرات کے مع  
 بتلا نا کیا اخذ احادیث کرنے لگے اس شر القرون میں بہت شرار الناس پیدا  
 ہوئے بہت موضوع حدیثیں منع کیں نئے نئے استخراج کئے اس صورت  
 میں طباطبائی نسخ و منسوخ قوی و ضعیف مرفوع و موضوع وغیرہ ہر قسم کے  
 سب جمع ہو گئے ایک دوسرے کے رجال و راویوں کو غیر اعتبار و طعن کرنے لگے  
 چنانچہ نسائی نے بعض مواضع میں ابوداؤد و ترمذی کے اخراج حدیث  
 سے اجتناب کرتے ہیں بلکہ بخاری و مسلم کے رجال سے کہ ائسے اخراج  
 حدیث کا کیا ہے بچھ کر لئے ہیں اور ابن ماجہ کے بعض رجال تو مطعون  
 و مشتم ساتھ جھوٹ بولنے و چوری احادیث کے ہیں اس طرح حدیث کی  
 کتابوں میں بہت سے خلاف و اختلاف ہیں انہیں تہذیب و امتیاز صحیح و غیر  
 صحیح وغیرہ کا کرنا بہت مشکل ہے پس ان کتابوں کے راویوں کا اعتبار

کچھ علم حاصل کیا پس امام شافعیؒ بھر صورت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد کے  
 شاگرد ہو لیکن وہ اپنے استاد کی طرح مجتہد ہو کر امام ابوحنیفہؒ کی  
 تقلید و تابعداری میں موافقت نہ کر کے بہت فروع مسائل میں امام صاحب  
 مصروف سے اختلاف کیا اور امام مالکؒ سے فی امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ  
 اصول و فروع مسائل میں اکثر موافق ہیں مگر کئی فروع مسائل میں فرق  
 کیا ہے امام مالکؒ سے امام احمد بن حنبل کے شیخوں کے شیخ ہیں اور امام  
 شافعیؒ کے شاگرد ہی سے ہی علم حاصل کر کے امام مجتہد ہو کر امام ابوحنیفہؒ  
 کے ساتھ اصول و فروع مسائل میں اکثر موافقت رہی مگر کئی فروع مسائل میں  
 فرق کیا پس امام شافعیؒ اتباع تبع تابعین ہوئے اور امام احمد بن حنبل اتباع  
 تبع تابعین سے بھی صحیحی محدث اور مسلم محدث، امام احمد بن حنبل سے علم  
 حاصل اور دوسرے لوگوں سے بھی اور یہی سلم نے بخاری کی ملازمت پا کر استفادہ  
 حاصل کیا اور ابو داؤد محدث بھی مصاحب بنے امام احمدؒ کے ہیں اور ترمذی  
 محدث بخاری محدث کے بیٹے محمد سے اخذ حدیث کا کیا اور امام احمدؒ کے بیٹے عبد  
 سے بھی ملاقات کی سیطرح اور محدثین بھی ایک دوسرے کے شاگرد و نسل ہیں  
 غرض کہ تمام امام مجتہدین تمام محدثین وغیرہ ابوحنیفہؒ کے عیال میں داخل ہیں  
 اب چاہے کوئی اس بات کو مانے یا نہ مانے اصل حقیقت و نو علم امام ابوحنیفہؒ  
 چاندسار روشن ہو رہا ہے اگر کوئی اندھی کو یہ نہ سوسنے اور بنیائی ہو تو  
 کوئی کیا کرے گا یہ ارون لاکھوں آدمی ان سے فیضیاب ہو سارے جہاں میں ہزاروں  
 لاکھوں آدمیوں کی آنکھیں ان سے کھل گئیں اور ان سے نسل بعد نسل آدمیکہ علم کامل حاصل

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين ؓ اما بعد ناظرين رساله ہذا کی ضمیر محترم نویر پر روشن و ہویدا ہو کہ چند روزوں سے بعض اشخاص گم کردہ راہ نے اپنے زعم باطل اور خیال خام میں سمعت آباد دین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنر بانِ ہمیشہ تحقیق و شیرانِ معرکہ تفتیق سے خالی تصور کر کے اغواء و اضلالِ عوام کا لانعام شروع کیا یعنی آیاتِ فرقانِ حمیدہ اور اخبارِ سید المرسلین میں بانواعِ حیل و ایلات لاطائل پیدا کر کے نقیض و خلاف میں آئمہ ہدیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے الخصوص امام الائمہ سراج الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بیڑا اوٹھایا اور ان کے اجتہاد و تحقیق کو عکس کتاب و شکر کرتی الوسع سواد اعظم سے بچکر من شذ شد فی النار کا مصداق بنایا لیکن اس سے بیخبر کہ اجتہاد آئمہ ہدیٰ نور ہے اور کتاب و سنت اشعہ شمس و قمر حسب طرح شعاعِ شمس و قمر سے بلا نور و بصیرت کو گرفتار نور سے معذور ہے اس طرح بلا و ساطتہ تقلید ثمہ موصوفہ منزل مقصود تک پونچھا معلوم اسلئے کہ تقلید مذکور عین اتباع شریعت نبوی صلعم ہے اور اس سے انحراف سرسضلالت و گمراہی ہے جو ان کے وجہ اجتہاد کے پونچنے پر اجماع اکثرین امت ہے اور ایسی جماعت عظیم کا اجماع علی التبارخلاف قیاس اہل بصیرت ہے جو چونکہ فی الحال متبعان کتابان عبد الوہب

کر کے امام صاحب موصوف کے فتاویٰ کی کتابوں کو رد کرنا اور اعتبار کرنا  
 بلکہ اُنہیں اعراض و انکار کرنا امر حق سے دور پڑنا اور صراطِ مستقیم سے  
 بہکنا و بہتک جانا ہے العیاذ باللہ منہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سب مسلمانوں کو  
 اس سے بچا دے اب اس آخر زمانے میں واقف اسرارِ فروع و اصول  
 عارفِ اخبارِ معقول منقول عالمِ محقق فاضل معقوت جناب مولوی عبدالقادر مدظل  
 رحمۃ اللہ نے اس امر پر پیش میں عوامِ مومنین کے افہام اور لاندہیوں کے  
 مکر و فریب و شک کے دوری کے لئے بہت کوشش کر کے تذکرۃ اللذائب  
 اور احسن الادب القویہ یہ دونوں معقول و مقبول کتابیں جو تصنیف کیں ہیں  
 بس اللہ تعالیٰ کے درگاہ میں انکی کوشش مشکور ہو جاوے اس سے زیادہ بیان کونسی  
 لچہ حاجت نہیں جنکی آنکھیں بنیانی کہلی نہ لگی + البتہ ان باتوں سے کہل  
 جاوین گی پس اب مومنوں کو چاہیے کہ ان لاندہیوں کے اغوا و دغا باغ  
 و مکر و فریب و چیلہ سازی سے دور بہا گین اور انکی چکنی چکنی باتوں سے  
 بہک و بہتک و گمراہ نہو جاوین + واللہ یدہدکم قیضاء الی صراطِ المستقیم

## تتمت شد

فقیر حقیر ہدایت اللہ پیر پرانی عفا اللہ عنہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الله الله ما اعظم شأنه وما احسن شأنه سبحانه سبحانه في  
 وصفه عي عقول + هو الذي ارسل رسوله يهدك الى الصراط المستقيم  
 ويهدك الى الدين القويم والصلوة والتحيات عليه وعلى اله الطيبين  
 الطاهرين واصحابه المخاضين الراشدين وائمة المجتهدين الراسخين  
 سيما اولهم واولهم مرتبة وازمنة امامنا ولقمتنا الامام الاعظم  
 النعمان + ابر الثابت الكوفي شكر الله سعيره في احياء كلماته واستنباط  
 احكامه من الكتب والسنة والاجماع والقياس اما بعد فقد التفت  
 الى كتاب كريم وما ادريك ما الكتاب هو كتاب عزيز لا ياتي به الباطل  
 من بين ايديه ولا من خلفه اما هو كتاب يكشف السوء عن وجوه المتردين  
 وها هو خطاب ينزاع السواد عن قلوب الزائعين وفاظنك انه سيف  
 مساو على عنق الوهاية الخبيثة وسهم مسموم في الياح الخديرة النجسة  
 الذي اعلى بضاعتهم الطعن في ائمة الدين واقتضى صناعتهم القدرح في الالام  
 المتقدمين على قلوبهم اكنة لا يفقهون حريشا ويجسدون الناس على ما  
 اتهموا به من الله قضاة عظيماء علمهم اسد بدله وابعدهم من فضائلهم  
 على سبيل الكمال فوجدته صحيحا مقرونا بالحق والصواب ويتلقى بالقبول  
 لدي اولى الالباب ابوابه مقاصدا لها اية كائنا من مرصد الدراية واياته  
 مروية عن الثقات العدل كاسناده مصححة من الروايات القبول تمامه

نجدی خصوصاً میان نذیر حسین صاحب نے تمام ہمت کو اس امر میں صرف  
 کرنا شروع کیا کہ کس طرح حضرات ائمہ بدیعی سے لوگوں کو بدظن کر کے زمرہ  
 ید اللہ علی الجماعہ سے خارج کر دیں بناءً علیہ عالم نبیل فاضل جلیل عدیم  
 فقید المثنیٰ بقیۃ السلف حجۃ الخائف جناب مولانا عبدالقادر صاحب ام  
 فیضم نے محض بنظر اظہار حق و خیر خواہی مسلمین رسالہ ما احسن الادلۃ القویۃ  
 لدفع الجیل الوہابیہ باوجود قلت فرست و کثرت شغل عرصہ قلیل میں ایسا  
 تالیف کیا کہ ہر موافق اور مخالف کے زبان سے وجاہ الحق و زبوق الباطل  
 ان الباطل کان زبوقا ہے اختیار نہ ہو ہوا، مقلد و نکو چاہیے کہ  
 اس کو حزر ایمان سمجھ کر دلیں جگہ دین اور ہرگز غیر مقلدوں کے طرف  
 مائل نہ ہوں تاکہ صراط مستقیم و سواد عظیم سے منزل مقصود کو پوچھیں  
 ایسا نہ کہ قافلہ سے بچلا راہ میں سرگردانی پریشان ہو کر متاع ایمان کو بیہیز

وَعَالِيْنَا اَللّٰهُ اَلْبَارِكُ الْعَمِيْنُ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حرف محمد حسین کن لکھنؤ میں ضلع کجرات پنجاب

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تزیین کلام ایزدست و توشیح نظم شنای یزدانی + ابتدای امور در بیداری  
 ابروی حیران و سرگردان + تا آنکه رهنای محبت دستش بگیرد و کار بکشد  
 ذوبال در تیره سوانی و بیکرتی سرساید و پریشان تا آنکه قائم تائیش بمنزل مقصود  
 نرساند + صلوة که رفیق راه حمدست در بند و بهر امر خطیر بحدی که نهایتش چون عدد  
 لاینتهی الی الامد و در و ده انجامش چون انات غیر المنتهی الی احد است برستید  
 بشیر عدیم الذلیل متنع العلیل المثل محمدن الهادی الی سواء البین المبیط  
 الجبرئیل و برال نبیل واصحاب جلیل او فائز باد + مطفی نوا سرفتن بخبره و ماحی  
 رسوم محدثه و با بیه رساله ما احسن الادلة القویه لرفع الجبل الوهابیه که اوله  
 کامله اش چون بنیان مرصوص + بر این قطعیه اش معقول و منصوص اظهار حق  
 از هر نکته اش پیدا + انتصار سلام از هر لفظش هویدا + نقوض دارده اش بر فرعون  
 خصم ارتفاعش از طوق بشر خارج اجوبه ساطعش از شبهات و ابیه معاندش سیف  
 علی سست برگردن خوارج + ما بران علوم شرعیه واقفان فمؤن عقلیه که  
 ثروت نگهان تحقیق و باریک بنیان تدقیق اند + اگر بر تو از جمال آبکار  
 افکارش و شعله از حسن عرائس انظارش برایشان تابد جان و دل مرهون نگاهش  
 سازند و عقل و بهوش باخته مشا هده اش گردانند + چرا نباشد که مطرح اشعه  
 نیز اعظم مطرح انظار و جمع آب زلال افکار بر عذب اعن جناب محی مسم حلت  
 رافع اعلام سنت بادی گم گشتگان تیره ضلالت است یاجوج طغیان و تکیه لغزیه

برعات الاستقلال على المهمات النبالة وتقاربه بسهولة المجال محل  
 عقدا لاضلال دلالة شقيقة المرام وبرهنية انيقة النظائر اشكاله  
 بشكل الجسطي معضلة الانحلال و لوانع كوانع الفلسفة متعسر الزوال  
 ما من يدع الاروعى وما من بيان الاودع فيه كيف لا وقد صنفه  
 الفاضل العلامة وصفه التحريف الفها مته صدر الافاضل فخر الامثال  
 عالم الفروع والاصول ما هو المعقول والمنقول مولانا اللوحى اللامعى  
 ذو المجد الجاه + مولوى محمد عبدالقادر هو كوى +  
 لازل علم ارشاده واذا تدمرت فعا في مضمار العالم وما برح قلم اصدت  
 وافلاحة ناسخا على صفائح المعالم فله ديرة وعلى الله اجره ولعمري  
 ان مولانا جد قد جهد غائاة الجهد في تبصيرهم وبذل قصوى الهمة  
 في تزعيمهم عند فساد الزمان في الاتباع والتقليد وخلا كل العناد في  
 النبوة التوحيد واندر اسرانا الشريعة المحنفة السمحة البيضاء  
 والتباس سوم الفقة المتفجرة المنقحة العراء وشيوع مسائل اهل البدع  
 ولا بهواء وذلولوع مسائل الخدع والارداء فهم اضلوا وضلوا عن  
 سواء السبيل والله يهدي كل غوي وضليل فهدا تذكرة  
 منه للطالبين المسترشدين وموعظة للمتقين المهتدين  
 شعر فامات مرجيه واصل + وما غاب عن ذكره ضمير  
 والله يهدي من يشاء الى صراط المستقيم فقط تمام شدت حفظ  
 ازبده امام الدين ساكن ككمنن بال ضاع كجرات پنجاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله القوي المتين والصلوة والسلام على رسول الامين وعلى  
 اوصيائه الاكرامين وعلى الائمة المجتهدين رضی الله عنهم اجمعين  
 أما بعد فيقول العبد الضعيف لطف الله جعل الله اخوته  
 خيرا من اولاده ان طالعت هذا الكتاب واطلعت على ما تضمنته  
 من العجب العجيب فوجدته كتابا قد اشتمل من التحقيقات الرائقة  
 على ما هو مختار العظماء واحتوى من التقريرات الفائقة على ما ذهب  
 اليه جم نفيهم من الفضلاء يرشد الناظر الى الحق الصريح والقول  
 المنصور من لم يجعل الله تقوا فاله من نوره اى كبريتى طالب  
 راه سواب + روگردان زين كتاب تطاب + خویش بنگر لیل ازین  
 مخواه + آفتاب آمد دلیل آفتاب + جزى الله مصنفه احسن الجزاء  
 واوصله الى امنياتهم محرمه سيد الانبياء عليه من الصلوات افضلها

ومن التسليما اليكم لها

تقريرا هذا رسول لطف الله صاحب ساكن كويل عرف على كده دام انفسه

تقريرا هذا رسول لطف الله صاحب ساكن كويل عرف على كده دام انفسه



قدان مولانا محمد عبدالقادر صاحب مدد اللہ ضلالت نوالہم علی  
رس الطالبین والمستفیدین امین یارب العلمین

حزیرہ کریم بخش مفتی ساکن ایک متعلقہ لکھنؤ

ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم

رأيت هذه الرسالة تسمى بما احسن الأدلة لدفع حيل الوهابية  
فوجدت ما فيها مطابقا لما في الكتب المعتبرة المتداولة وموافقا  
لما عليه اهل السنة والجماعة والله اعلم +

الملك  
حزیرہ مولانا بخش خاں ساکن نوشہہ ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم  
مطلب کتاب ما احسن الأدلة القوية لدفع حيل الوهابية  
خوب ہی اور درست ہی لایق عمل کرینیں + حزیرہ فیض احمد مفتی لکھنؤ ضلع گجرات پنجاب

بسم الله الرحمن الرحيم  
یہ کتاب ما احسن الأدلة القوية لدفع حيل الوهابية جو مولانا  
محمد عبدالقادر صاحب ہو گلوی نے ہزار محنت اور ہزار جانفشانی سے تصنیف کی ہے  
سو بلا ریب قابل عمل ہے اور کتب معتبرہ مستدوالہ اس پر گواہ ہے جزاء الله عنا خیرا

کتاب مسکین محل الدین لکھنؤ ضلع گجرات پنجاب



(آن نور یقین است) و قرب منزل (از حضرت جناب رسالت مآب) صلوات الله  
 علیه وسلم که قرآن بعین زبانه اصحاب نبی الله عنهم است) چندان سخنها بر کشیدند  
 که تا بر فرود پاسبان بنده ماندند و نیز بعد از آن هم پانیده خواهند ماند. یعنی چندی  
 از آنها در گیتی نماندند و بکار آمدند و می آیند و خواهند آمد و چندی از آن برای  
 روز رستخیز و پس از روز خیره پانیده و از زنده خواهند ماند هزاراد فاتی الکتاب  
 حلوه و مشحون اند. جناب اسد الله الغالب علیه ابن ابیطالب کرم الله وجهه از برای  
 افهام معانی آن کلمات لطیبات یعنی (کلام الله و کلام الرسول و کلام اصحاب) در  
 درجه درخشانتر از نزله قواعد و ضوابط پیدا کرد و ابوالاسود دیلمی که (اوستاد صاحب  
 روضه بود) حسب ارشاد فیض آید آن سلطان بارگاه شهادت بر روز دوصد  
 کما پیش مسئله استخراج نموده اجزای مرتب دشت یعنی (شانزده این قواعد حاجتی است  
 نبود) بلکه برای همه پاسبانندگان کم فهم کم رای راهی است بیافرید تا لغزش  
 نیاید و از پانیده در آئیم و طهر الی یومنا ذاکر چه پاران میروان در استخراج مکنونات  
 قرآنی و حدیثیه برای ما کتر تیان جای نگذشته اند مگر خیر رحم دلی و شفقت  
 درونی آن والیان ملک هدایت باید دید که با وجود چندان کدوکاوش که در اظهار  
 فرمودند رعایتاً لا حولنا و صوناً لا قوا لنا قواعد هم بر ما استنباط فرمودند و نگذاشتند  
 ما کونه لغرضه سب راه باید و تغییر و تبدل در الفاظ حاصله معانی پیدا نماید و الی  
 همچنان بچشم سعادت ما بندگان سترقی است + ایرون بندگان چندی پیدا شده اند  
 که در آن راه نایبها دست می اندازند و کرده های و گفته های آن بزرگواران را  
 از راه تعلی نفس و امید تجلی خود با از راه گردانده و بشیر نفسانیت شتافته و بگو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ليهتدى بمفاهيم الغزيرة والوقائع  
الذين افصح منهم بكرمه ولطفه ما هو المكنون المبطون من الكتاب  
الحمد لله الذي نزل على عبده القرآن العظيم المجيد الذي في التوح المحفوظ  
ليكون للعالمين نذيرة وداعية الى الله باذنه ورساله منيرة يهتدى به  
من ابتهغى الهدى وابتدره + ويضل به الذي غمته النقي وتكره الله له  
على ما قضى وقد في اوامر + وسنن لنا من الدين الحنيف وما رسنا به  
ما هو هدى وامر به بلسان عزيز متبين + لكيلا يتقل على التالين  
المؤمنين + وان هو الا فضل المبين رحمة ومنته منه لولا فضل في ذلهم  
ظاهر الجمل + ولولا ما له وينا الى الخطاء والزلل + ولا تكسنا في هوه الخطل  
وارسل رسوله بالهدى ودين الحق اه اكمل الا عدل الا هدى ورضى الله تعالى  
لنا به وخصنا به تكريم بالحسنى + تاكفد اردان به بيان راست تروالهار  
ان حق از گمراهي وچنان پيدا و آشكار گفت كه يارانش را جاي آشكار كردن  
نگذاشت + سلما اگر انا باند نشيه نيك و راه روشني كه بركت بهر جوي هم نفس  
و بهر قدحى حضرت رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم در اندرون شان بود كپت  
و شپت بيان خود با ناده جاي اند شيه نگذاشتند و از كيت و ذويت و ارستند  
وان هذا الالبجوه فضله واحسانه علينا و انشدوا الفضل العظيم على الناس و علينا و  
لكن اكثر الناس لا يعلمون + همچنين پي روان شان رحمهم الله بصفاتي دل كه



انکار از ارباب سنی حضرت اعلیٰ و اقدس ابو حنیفه <sup>علیه السلام</sup> را بدینند که از کجا تا کجا  
 می بروی یعنی از عبادت و عبودیت می کشد + باید شنید معنی لغوی تقلید  
 (قلاده در گردن کسه انداختن) (کار بگردن کسه سپردن) تیغ بگردن بخنجر

آیدون باید شنید که چون روز نخبترین خلعت خلافت آنجا علی فی الارض  
 خدیجه + زیب تن مبارک حضرت ابوالشیر علیه و علی بن ابی الصلوٰه و السلام شد  
 و تاج اصطفی مزین فرقد و الایش گشت ملا، اعلیٰ نداء امر فاسح و آگوش کرده  
 منتش سیادت اطاعت فسجد آمدند (و این امثال را تقلید نامند) که در گردن نشان  
 قلاده اطاعت استادی خواجده ابوالبشر انداخته شد که این استاد شما  
 حقش دانید و این را قلاده اطاعت نام نهادند و همچنان شد و مقلد و مقلد آمدند  
 مگر آن یک نفر که سرکش و نافر آمد و بطبع خام از آن امثال سر باز زد و در کن  
 الی مارکن و شجن ما شجن + علاوه بر آن کلمه دعویٰ انا خیر منه بزرگان  
 رانده بدلیل عقلی چنانکه در گذشته است که بحضور او نوح خداوندان دلیل عقلی نمی طلبد  
 و مورد در لعن ابدال آباد آمد + و این قلاده شقاوت خوانند که از آن بر راه  
 کثری کشیده شد + فتمه اولی الببآن اطاعت و انقیاد محفوظ الحال معصوم  
 المقال آمدند + فتمه ثانیه یعنی آن یک نفر همچنان کان شیخ من صره الی مد

الی التما، لکنی نظره انه انما یقع طوق الطرد من الهوار فال امر الی ما الی نقض  
 علیه الی بال و بطراز پر نکال + ان علیک لعنتی الخ و در خوار قبایل آمد + قال محمد <sup>صلی الله علیه و آله</sup>  
 الحسب حیث اکر مناب فضلہ العاقرة بتعلیده وجعلنا بالاطاعة  
 کما تمکنه علیهم السلام و ادخلکم فی متابعتہ الشخص الرجیم اللیم

که ای سرنگون گشته بدایات نیک شان ابر کمران مانند و هم شان را رحمم الله  
 و هم گرفتار و کردارشان از ابیدی و پلیدی آمیخته نه سزید و سهیسان جیلا بعد جیل و دهر  
 بعد دهر ع یکی میرود دیگر آید بجا و سیامی زمان تا نذا بسبب بعد زمان این  
 گروه شقاوت پژوه و درین صفت بکم خذالت چیست بسته بآمر زکاری <sup>علیه</sup> اللعنة  
 و فرزندانش خذلم الله فی الدارین در گراه کردن اولاد ایما نذاران جان فغانی  
 از حد گذرانیدند در و عنما می بسته بیفروغ آری بسته بآموزگاری ریس فرود  
 علیه اللعنة و فرزندانش خذلم الله فی الدارین حواله نونک قلم داده در افزایش  
 و سادین خاطر مسلمانی چند و چند در آمده در پی تفصیل و تبلیس شان افتاده  
 و با قایل و امید و با بیره در سعادت آن بزرگواران گذشته شکر الله  
 سعیم انداخته را سابر اس از تقلید پیرویشان انکار آوردند حال آنکه آیات  
 قد الف کل کتب + فی الفقه الفناهر + بلقی الی یوم الحراء + من فیصل رقاب  
 ویل لمن قد جنبا + عنهم و نزاع خاطر + یا آنکه انتقدشان + حیران و هاش  
 بنی حرم مغبون عقل ناکل + مغنون شیطان بس + بنعم بانه عالم +  
 نصاحدیت مکثر + لم یکنز فی سیه + عن اخذ رب جابر + یزل  
 علیه و ابل + لا الفهر الاله القاهر + نیکس فی بحر الغوایته و التمایه تا کر +  
 لا علم له فومکن + نواخذة بالابتر + ارض سواد اعظم اعلى  
 و اولی منشور + و اختار حزباناشرا + بطال قدر اقدر + و اخی اشیا  
 المدلته للخلاشق کافر + اهوی جهنم القبايح + و الفضائح نجر +  
 و الکلام وان یطول و لکنی بمحوه اجول و اقول + این قوم را

احق بالملك منه ) وانا ایوید قوی هذا بقول صاحب القصيدة  
 الامالی **س** وایمان المقلد ذوالاعتبار لفقہ لاسح و فین الملال  
 فتمد برانکت ذوق تدبر + از آنجا که هر که و سر را در هر حالت و هر وقت دولت  
 علم و دینیه نقلیه آسان نیست لهذا این قوم نوبت نبوت و اربوار در صدد  
 تبلیغ و آمده اند علی الخصوص درین ایام که معالم علوم عربیه نقلیه و باند رس  
 آورده است و که و مجالس بهوای بطالت بفلک پزانی گزیده این فتنه خناس  
 زیاده تر خیال اضلال بد باغ پیچیده ناخوانندگان علوم نقلیه الزجا برده علم  
 ناموسی بام فلک برده اند مگر با وجود این همه حالت سیه و توار و حدثان شنیعه  
 باز شیران پیشه فضاحت و کمال و ادشجاعت کلیمی میدهند و بسیر سینه تقریرات فصیح  
 ائینه و تبیان رشیق جلوه داد لقبی شانرا از هم می درند + درین زمان که بکنا کثر  
 آب و دانه بنده مسکین از وطن بلوف برآمده با گره رسید + فلما حضرت حضرت من  
 سده تجمیع اکابر الاصاغر محط کل وارد و صادر مولنا و مولی افضل المولوس  
 امام الدین احمد حفظه الله عن صدره کل لدیت ولده و فرزت بمطالعه ما احسن  
 الادلة المدونع الحیل الوهابیه + حرث فی شحاذت طبع مصنفه حیث  
 ابرز حرمته الکمال لابراز همت الغزال للفرقة القاسیة قلوبهم الاذلال  
 حی حوزة دین الحق الاسلام علی طر انز الفصائل + و انشیر مع البویان الحق  
 و الحق انه اتی فی تصفه بالسکر الحلال من بین اقرباء و عصر راسه  
 قد فانه فون النجاح عن الحلال عقیده الشرفمة الشریفة القبیحة  
 الشریفة الملیل الحق السداد و الصواب النکیلة عن سوا الصراط المستقیم

والقی علیه وعلیکم ما لقی علیکم من البغیة عن قبول الحق والمیل الیه  
 والنزح عن تقبل الذریع عن الصراط الحقیق بالتدقیق والتصدیق والصدق  
 والسلام علی نبیہ الکریم المبعوث کاف الخلق وهو بلا هتداء  
 حقیق + ازین گزارش دریافت شد که تقلید امری بعینه تقلید صحیح است  
 دوی بعینه تقلید حضرت سرور کائنات است صلی الله علیه وسلم بیخ این تقلید  
 عالم ارواح و قد خواجه حضرت ابوالفضل است علیه السلام آنروز منکر تقلید  
 که از کجا تا کجا رفت + آری آری چون خدا فرمود که هر کس در  
 میانش اندر طعن پان و بد بگذران پان که باکی خدا در نظر ناید و راز  
 کج رواید از آنجا که من حیث اجابت بنانی آفرینش شان بر بدی افتاده است  
 ناچار اند که براه خیر و خوبی چه رنگ خراشند از کوزه همان برون تراود که  
 در دست + چار ناچار بر آن راه می تگند + خار خار و ساوسن همچو از اعلی  
 خود در راه اهل ایمان می اندازند و خود را مصدر حکم مثبت نص الهی میکنند  
 تا از ذات هب می گردانند و ان هذا الا تقلید الشیطانی + مجب و گفت  
 ازین قوم آنکه با وجود تقلید بودن شان با نیکوئی تقلید نجس نجس خود باز  
 از سر تقلید میگردانند + و ان هذا الشیئی مجانب فهدا هو الجهد الذین  
 نسوا اصل منشاء اصل تقلید السوء الذی محمد فر الصدق و نحن  
 العقلاء الذین نحن منشاء تقلید الحسن الذی اظهرته کلوز رفعا عاداتنا  
 بفضلہ العمیم من تقلید السوء وهدنا الی تقلید الحسن فله الحمد  
 والشکر وله الشناء الحسن علما ارفدا نعمت تقلید الحسن فمن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هو مجيد ولا يجار عليه ان كنتم تختارون - رب اعوذ  
بك من هزات الشياطين واعوذ بك رب ان يحضرون - والصلاة  
والسلام على رسوله الذي فرض علينا الاطاعة - الذي قال من  
اراد عبودية الجته فيلزم الجماعة - وآله واصحابه وعلما دينه  
منهم من يحفظون الحكمة باللسان ومنهم من به وبالفقه يتتبع  
فصدق قوله عليه السلام فرب حامل فقه الى من افقه ورب  
حامل فقه ليس بفقيه - اما بعد فاعلموا ايها الامجاد - ان الفساق  
قد شاع في البلاد وزاد - على الخصوص بارض الهند - من بنقالات  
الى تحزب السند - هذه الدار مملوءة باضاف الناس مختلفه الالوان  
والاراء والاديان - فهي معدن الخير والشر - لكن مثقال ذرة  
من الشر - يدنس الف خير ولا يقتر - كل يوم نشاء فيه دين جديد  
وواضعه فاسق اورشيد خصوصا من عهد سلطنة آل تيمور  
الى هذا الزمان - نشاء في الهند والاسلام مذاهب واديان في الهند

يا ويل لمن يرفع صدور العالين + يدنس لافتراء والوبيل يا ويح لمن يفسد  
 بوجاء الاصرار والافزار على فرق الافاضل النبيلة مع انهم قاصدوا  
 عوالى الشرفات السعادة الانزلية + وانهم سوار اياهم الهنقة العلية  
 من ابدانهم سراح ذوائب النعمة البهيبة من ابدانهم وصغف قرايمهم  
 عن ادناس لاهوية النزلية + ونقى زجاج شكمتهم عن صيد اعجاب  
 الدنيا الرذيلة + اللهم اهدنا صراطك المستقيم ولا تخز قلوبنا  
 بعد اذ هديتنا الرسولك طريق النسيم الرحيم + انك انت الرؤف  
 الرحيم + فلهذا المصنف حيث سعى بذن المحمود وما آل من  
 من نفسه في اعدان ما هو مقصود + اللهم ارحمه واسبل عليه  
 سجال رحمتك يا ودود + يا ودود + يا ودود + بجاه نبيك الودود  
 وآل الودود + واصحابك الودود + وما انا العبد المفتقر الى الله العمد  
 خليفة ولي احمد شاه نزيل آية البلاد الهزاروي المولد القرشي  
 الحسبي النسب بلا سب لالاد + **تمت**

بالحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله

الوهابية - لله دره كيف حاورهم واضلهم بحيث طار عقولهم -  
 كيف اثبت التقليد بانواعه - والاجماع باسجاعه - وزندقة  
 الوهابيين وضلالهم - وكراهة امامتهم ووبالهم - يخج كيف  
 غلب عليهم بحجة الساطعة - كيف فاق عليهم ببرا هينه القاطعة  
 في اثبات القطع الاجتهاد المطلق لا مكانه - وللسائل المختلفة عند  
 المجتهدين الكبار بد قائق قول ابى حنيفة رح ورجائه - وانه  
 فاز الكمال باستخراج اصول الحوض الكبير - فهو لثناء العلماء لجدير  
 الم يد هس الباب المعاندين بانوار البيان - في انحصار المذاهب  
 بالمرجة استقراء في هذه الازمان - لله دره ثم لله دره لا اثبات  
 كون ابى حنيفة من التابعين - بل تابعية صاحبيه رحمة الله عليهم  
 اجمعين - وانظروا الى اثبات حقيقة المذاهب الاربعة مع اختلافها  
 لقد استخوذ على مسان حجيم وعجايبها - ويل للكافرين كيف ينكرون  
 فضيلة ابى حنيفة مع قرب زمانه بزمان الصحابة لعمرى انما  
 هذ من الخدايه الاتعلون ان فضائل الامام لا تقصى - و  
 مناقبه لا تستقصى - ليس هذا الاحسد - ليس في الروح  
 منكم والاحسد - الاتعلون ان الاحسد جسيك - من تعلق به هلك  
 كفالم جهالهم عن العربية والكتاب والسنة والاجماع - يحكم  
 جواز اجتماع الزوجات فوق الاربعة من فانكحوا ما طاب لكم من  
 النساء مثنى ثلث ورباع - فره قولهم هذ ابى البراهين والحجج -

الست من احمى والذاتك شامى واليرهما - والاسلام للمهدى وية ودين  
 شاه الاكبر وغيرهما - فلم يلبث الا انقشع ظلم انتم من جو الهند ونشقت  
 شقوقا - فصداق ان الباطل كان زهوقا - فصاروا مذمومين مذ  
 حوزين  
 وارباب الحق لا يزولون منصورين - فكلت لك سيندرس اثار الوهابين  
 اصحاب الطواهر منكرى تقليد الائمة الاكابر فيجتون ائمة هؤلاء الكرا  
 ولا يبالون - كفى لهم سب المومنين كفر لئتم لا يعقلون - هم الذين  
 باعوا الذين بئمن بنجس - ووكسوفى تجارتهم غافلين عن الوكس -  
 لا عوجاج دركم عن الشريعة يثيرون الفتن - لقصور باعهم عن ا  
 حصاء  
 السنن يميلون الى الشر والضغن - مكرهم فى التجنب عن منطلق العلماء  
 شئى عجب حايم انك اذا لم تغلب فاخلب - فلما ضاق الهند من شههم  
 وضلا لهم - اخذ العلماء يصنفون فى رددهم ونكالهم هم غير الامايد  
 والاكابر - كانهم قال فيم الشاعر **الشعر**  
 ارأىتم ووجوههم وسيوفهم فى الحادثات اذا دجون نجوم  
 منها معالم للهدى ومصباح تجلوا الذخاير والآخرى رجوم  
 منهم العلامه الحيرذ والمجد والمفاخر الحاج محمد عبد القادر  
 صنف اوقات كثر المذاهب - فجاء مجمل الله الواهب - نكبة للفتن  
 وهو عليهم غالب - ثم لما طار اليه سهام سهالات جد يدع من كل  
 جانب من هؤلاء الطوائف ذوى المعائب يصنف هذا الكتاب  
 بالمسائل الرعابيه - الستمى بما احسن الادوات القوية لدفع الحير



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي أحسن البينايا أحسن الأدلة القويّة البهيّة لدفع الجمل  
وتزويق أغلوطات الفعّة الواهية الوهابية التجديّة فصارت  
شبهاتهم وخذعاتهم وباطيهم منكوسة ومرودّة والذى أنعم  
علينا يا أئمة البراهين السنية السنية له ردّ خدع وتمزيق تشطيكا  
الثرزمة اللاغية اللاهية اللدّية فظلت خدشاتهم ومبتدعاتهم  
واعاطيهم مطموسة ومطرودة والصّلوة والسلام الأمان الأمكان  
على سيّد الأواخر والأوائل المبعوث بالحج والدلائل صحّح الموصوف بأعظم  
المخلق وأكرم الشمائل المنعوت بنبغ العيون من الأنامل وتبكيان المسائل  
مع الدلائل المتخول بالصّابيق والأرامل الذي هو من اشرف  
الشعب وافضل القبايل وعلى الامجاد الاظهار واصحاب الانجاد الاخير  
الى ما سارا الشيار ودار الدّ قاسم وبعد فقد ربيت الرسالة المسماة  
بما احسن الأدلة القويّة لدفع الجمل الوهابية فطمع في من سرح  
النظر في رياض معانيها ونزه العيون في حياض مباينها واجتنب  
ازهار المنى من افنائها وقطف اثمار النوى من اغنائها فانما تعنى  
الناظرين عن وساوس الفرقة الزائغة ويعين الطالبين على دفع الهواجس  
ومكائد الطائفة الطاغية لقد رصفها شمس سماء المعالي وقبس الايام

حيث حارب الخصم يلجأ الكلام ويهجم - حسبكم ما قلته فيه  
 فالتقوا وانظروا الى كتابيه فخطوا - لان البيان - ليس كالعيا -  
 ولان عدد جميع مسائل هذا الكتاب + يطيل الكلام ويطول به  
 الخطاب - فبالجملة انه مشحون بالعجائب والغرائب - ولتنقيب  
 صدور المخالفين ربح ثاقب - غير انه اغلظ الكلام في مواضع  
 عديدة - لعله عمل على ان يفتح الحديد بالحديد لا وجه  
 لخشونة كلامه في بعض المقام سواه - لاني لا علم له و  
 وقارة وتقاة - لنغتم وجوده لا اشتغاله لقع معاندي  
 الدين - فابقاه الله لقطع دابر القوم الى يوم الدين - ولنشكر  
 سعيه في الدين وندعوا له الخير - فنغتم الكلام بمنزلة  
 الشعرين بلا ضمير - **شعر** التمر انا مله فلن انا ملا +  
 لكنهم مفاخ الاغلاق + واشكر ضالعه فلن صناعا +  
 لكنهم فلا تك الاغناق + العبد الضعيف خدا نواز <sup>الحسيني</sup>  
 البردواني عفي الله عنه وافاز - مدرس اول پشته كالج

منکران تقلید نے اچھی طرح سے طابق النعل بالنعل کے جا کے طمانچے کہائے اور  
 شمر سعادت ابدی بر تقدیر اذعان و ایقان کے پائے ہم لوگ بجان شکہ یہ اس حق  
 نویسی کا ادا کرتے ہیں اور اپنی اپنی ناموں کو بمنزلہ شہادت شاہدین کو درج کرتے ہیں



۳ سید احمد علی عفاعنہ	۲ خواجہ عابد حسین عفاعنہ	۱ سید احمد علی عفاعنہ
پیشکار ہائی کورٹ	یکل از محصلین پشین مدرسہ محسنہ ہو گلی	یکل از محصلین پشین مدرسہ محسنہ ہو گلی
خورشید حسین غفرلہ	عبد الباری عفاعنہ	یکل از طلبہ مدرسہ سیتا پور
معین الدین احمد غفرلہ احد	عبد الفتاح یکے از	یکل از سابق محصلین مدرسہ عالیہ کلکتہ
حسن داؤد عفی عنہ	محصلین پشین مدرسہ عالیہ کلکتہ	محصلین پشین مدرسہ عالیہ کلکتہ
محفلین پشین مدرسہ عالیہ کلکتہ کے	لطف احمد یکے از	محفلین پشین مدرسہ عالیہ کلکتہ کے
اجواب قاطع ارادت الہ	محقق جاواحق و زہیق الباطل	محفلین پشین مدرسہ عالیہ کلکتہ کے
سید نزل احسن عفی عنہ	محمد عبدالرؤف غفرلہ ربہ المعطوف مترجم ہائیکورٹ	یکل از محصلین مدرسہ محسنہ ہو گلی
مترجم ہائی کورٹ کلکتہ	وسید الدین احمد عفاعنہ	سید نزل احسن عفی عنہ
اسحق مصنف صاحب نے سب عقاید اہل سنت و جماعت جو اب ترکی بترکی دیا اس تحریر کے	مترجم عدالت عالیہ ہائی کورٹ کلکتہ	مترجم ہائی کورٹ کلکتہ
مصلحین جو صاحب جو کچھ لکھیں ٹوٹا ہے	۱۷	۱۶
مختصر یہ ہے کہ منکران کے لئے شہاب ثاقب ہے۔ خادمہ الطلیح غلام اکبر جاعنہ	یکے از محصلین مدرسہ محسنہ ہو گلی	یکے از محصلین مدرسہ محسنہ ہو گلی

واللبائی قزوۃ العلماء و مقدمۃ الحکماء الخیر المصطفیٰ العظیم الغدیر  
 الفہام البحر النقیض الجواہر الفرد الباہر المولوی عبد القادر  
 انجاء اللہ من اسقام البواطن و الام الظواہر و من شر العوالم و المظاہر  
 عمق ہذا المقرظ و قرظہ العبد الاوالہ محمد عبد اللہ عمفا اللہ عند  
 اجتہادہ من الجناح فی المساء و الصباخ المدارس الاقل للمدرستہ  
 الایمانیۃ الواقعۃ فی بلدۃ اکبر اباد صائمنا اللہ عن الشر و الفضل  
 سراج الاسلام امام مسجد جامع الہ



ماوت نامہ علماء کبار و فضلہ نامہ متعلقین عدالت  
 عالیہ بمئی کوٹ کلکتہ  
 اشہاد

ماضی یہ کتاب ازراہ جناب مولوی محمد عبدالقادر صاحب مدرس کالج  
 محلیہ بنگلہ کی نگراں کتاب کی تر وید میں گویا نسخہ کسی ہے یہ علماء و فضلہ بلکہ  
 انص و امام کے لئے گویا دستور العمل و پذیر ہے یہ ہر ایک سوال منکر ہے ادب  
 کے لئے جواب یا ابابار کا نہایت خوبی و استحکام کے ساتھ منطبق چہاں  
 ہے تو یہ ہے کہ نجوم و دلائل انکے خریج تلقی طبایع پر لعان و ضرور ان ہے

از بابت رهنمائے بندگان  
 نام میدانِ خوات و ارشد  
 سرورشان افضل شان فرطیط  
 مامیان رہ بردار آن سنی  
 علم او برداشت اصر و زرا  
 رحمت عالم ز زیر و تا ز بر  
 مالک ملک رسالت آن ملک  
 چار سوزیر و ز بر فرمان او  
 نام پاکش رحمت للعالمین  
 کیصد و چار از صحف آمد فرود  
 چار ز ایشان شد کتاب مندر  
 از جهت ہم چار شد منظور تر  
 از صحابہ ہم چار آمد سدید  
 زین چار آنے کہ بشمرده شدند  
 همچو قرآن جبرئیل و بو بکر  
 بیت اقدس نیز رمضانرا نگر  
 از او امر فرض آمد بس بهین  
 تا کی بشمر توان این چار را  
 از خبر و مستدان دین پرور کی

نام چار  
 رسالت  
 نام

پے پے ارسال کرده مسلمان  
 سوئے میلین هدایت برنگر  
 با تم قازک رسید آن شہ خلیط  
 داو مارا از شاکلک روشنی  
 حکم او برداشت دین کفر را  
 ملک او شد ہمہ جن و بشر  
 ملک او ملک و ملک چار اختیار  
 هست بر جہا اس منم قربان او  
 ذرۃ الیوانش چرخ چمنین  
 پر ز احکام خدا وند و دود  
 ہن بناشی در کلام دو دلہ  
 از ملک ہم چار شد بس معتبر  
 تابع شین ہم چار آمد پدید  
 یک کیے ز ایشان بسر بردند  
 رحمت للعالمین ہم شہ قدر  
 ثابت نعمان خی تابع شمر  
 از نوا ہے حرمت آمد بس کہین  
 اندکے بہتر ہے اذکار را  
 بر سر آمدے حذات پیشکے

چار  
 نام

# خاتمة الطبع ارجانب مطبع

آگہ ایمسان واد مٹت خاک لہ  
 زیر شان بسط زمین راجا لے کرد  
 بر سر آب از کر مھائے بہین  
 بر مراد خویش قیوم و حکیم  
 پائے اندیشہ و رو گشتہ زبون  
 احمد رشم الحذر اس تباہ  
 نے حد انسان کہ بر تابد و را  
 ہر یکے راسوئے خود شدر ہنمون  
 کوش قابو کوش یا را کوش ہو  
 فتح فتح فتح آداس حرے  
 حکم حکم گشت اندر کوئے وے  
 بدوی وین رہنمائے جزو گل  
 باعث ایجاد علم و عالین  
 تا مخلص گشت از واحد صد  
 نگاہ مبارک بر روانہ فغانا بین  
 نیست علم نیست توتہ جز بوسے

تمد ہجیر حرامی پاک را  
 طایم افکار را بر پائے کرد  
 رافع افواک و داخی زمین  
 ہوا برداوار رحمن و رحیم  
 عقل را اور گنہ او پائے کیوں  
 کبرت آمد غور و زوات الہ  
 نے حد انسان کہ دریا بد و را  
 خالق چون دہیند و پگگون  
 عقل ابید و بکس اور و رو  
 ہر کوئی کوئی کوئی کوئی وے  
 بیاسطان جان فخر سل  
 ستیکون خستہ المرسلین  
 ما عرفنا کف و ایضا ما عبد  
 پس و اگر الطافتہ کہ تاورین  
 سن کیم تاج پناہ مہر وے

در  
 ہر  
 کوئی  
 کوئی  
 کوئی  
 کوئی

برصراط مستقیم آورده ان  
 کاش در دستم بیست تن مسلم  
 ده شلایم در ضلالت گمراهی  
 هر که در پاگان چشم عیب دید  
 چونکه در حق عیب دید آنگه چه ماند  
 هیچ دنیا درین حضرت رسول  
 تابع یارانش حضرت بوحنیف  
 ان سدیگر در ولایت در علم  
 اگر چه اولاد رسول الله بود  
 ویرشد عبت بوحنیف را بدید  
 کور چشمی حقیق بے دید که  
 نقص بنور اندر جهان نامد پدید

سلاطین از زمانه

تاریخ

راه حق بر آکشاواند ر زمان  
 باز میدید می که چون میشد مقم  
 در بطالت دید خود را فسیدی  
 بیشک اندر حق چشم عیب دید  
 لعنت الله بر وی و بر آنچه ماند  
 چار یارش از خداوندش قبول  
 در طهارت در لطافت بس شریف  
 تابع راه حنیف از کرم  
 جعفر صادق قبول باشد بود  
 نیک و بد در دین از او آمد پدید  
 خود نه بنید آنگه ببیند وید که  
 لعنت الله گم شد از راه سیدی

تاریخ

تمام شد

من ندانم ناقص دین و خرد  
 رشید علقان میگردد او  
 چشم بینا قلب و انا نیستش  
 همچو مورس نظرشسته خواهد او  
 بس بودشان مدح یزدان در کتاب  
 چون خداوند جهان بان چشم و  
 چون تواند دید راه مستقیم  
 نشده الشیطان و راه برود  
 تحت شین چارین طارم چگون  
 اے بسا کو عقل دارد تیز و تار  
 در طبیعت کمتر آمد هم فضول  
 شپسک نتوان که بیند روز را  
 جعل را بنی که سرگین جوید او  
 چون خدا خواهد که پرده کس در  
 جز که بدگوید ندارد کار هیچ  
 گر بهفت آب بشوئی کلب را  
 در جبلت گشت واژون از خدا  
 اے درینا از کژی بوی است نغش  
 داور دادار را بستانما

چشم بینا

جانب

۳۴ ما از سبب آن که در روزگار کلب را بشویند

چون کند در امر ایزد و رود که  
 چون حجاب پاکبازان در داد  
 فهم کامل پائے پویانیتش  
 مرد گول آخر چه دستے خواهد او  
 عقل گرداری بین دستے کتاب  
 کوگر دانند از راه ستوس  
 اخذ رشتم الحذر اے دل سلیم  
 در گوزلت فرود افتاده و مرد  
 چون پس انگشت پوشد آن حرول  
 فضل حق را که بر بیند آن نزار  
 زان سبب باقیم شود مرد جبول  
 شب بر روز آرد نه بیند روز را  
 در خرد و روسه گوهر می پوید او  
 میلش اندر طعنہ پاکان برد  
 جز که بد پویندار و بار هیچ  
 که توانی پاک کردن کلب را  
 که شود بر راه حق آن بے نوا  
 پس کژی ماند کژی باز است نغش  
 کوست بر هر شے قیوم و قایما

مرد گول کلب را احسن الورد العزیز

مرد گول

مرد گول



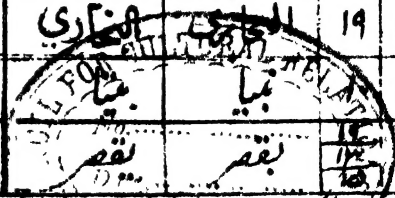
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۹	۶	۳۳۴	۳۳۵	۱۸۰	۲	لائے - لائی	صحیح
	۱۳	الفز	علقہ	=	۳	العر	العلی
۱۴۰	۱۰	رنباع	زنباع	=	۹	دلیل	(۲) دلیل
۱۴۱	۱۳	ببر	بشر	۱۸۱	۹	لفقوی	بفقوی
	۱۴	شکت	اسکت	۱۸۷	۳	شرح سعاد	شرح سفر سعاد
	۱۹	روز کی پیدائش	انکی روایت	=	۴	شرح عین العلم	شرح عین العلم
۱۴۳	۱۰	ایک	ایکسو	۱۸۹	۱۱	ابجی	ایکی
۱۴۷	۱	کورہ	کوفتہ				
۱۵۲	۹	کے	کے				
۱۵۵	۴	حقیقت	حقیقت	۱۹۳	۶	حقیقہ	حقیقت
۱۵۷	۷	عجرد	بنت مجرد	=	۱۰	تہ	بد
۱۶۰	۱۹	احد	احدا	=	۱۹	لکتہ	کہتہ
۱۶۱	۶	ناہنہ	ناہنوں نے	۱۹۶	۳	قرات	قرات
۱۶۷	۸	گردن	گردی	۱۹۷	۱۳	ہذ	پڑا
	۱۸/۱۹	انجہ - تخبہ	انجہ - تخبہ	۱۹۸	۱۰	قال الی	قال انی
۱۶۹	۱۳	جب	حسب	۱۹۹	۱۹	ہکذا تعرف	ہکذا تعرف
۱۷۰	۹	سائین	شائین	۲۰۱	۱۳	خذا	خذا
۱۷۱	۱۷	مدی	+	=	۱۶	تارہ	تارہ
۱۷۳	۲	بہی	بہی	۲۰۲	۴	عدہ علیہ	عدہ علیہا
۱۷۵	۳	کتابوں	کتابوں کے	=	۷	صاحب	الصاحب
	۶	خفیفہ	حقیقیہ	=	۱۵	بمقابلہ	بمقابلہ
۱۷۶	۲	منتب	منتب	۲۰۳	۲	نلا نقل	نلا نقل
۱۷۹	۲	بینہا	بینہا	=	۵	الی تبعا - تعبر الی	الی تبعا - تعبر الی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۲	۱۲	یا ت	بات	۱۱۰	۶	پخان	چسان
=	۳	فییم	فیم	=	۹	ظن کے	طعن
۱۰۳	۲	یا ت	بات	=	۱۱	ہوسئی	نرہوسئی
=	۵	منہ	منہ	۱۱	۱۹	جب - کلکتہ	جب پیر - کلکتہ
=	۳	ستخمد	ستخمد	۱۱۲	۴	+	نق
=	۸	طھرو	طھورا	=	۱۸	فقطر	نقط
۱۰۴	۵	نر جو ہا	نر جو ہا	۱۱۷	۹	کیونکر	کیونکہ
=	۷	احذر	احذر	۱۱۹	۸	جوہر	جوہری
۱۰۵	۱	آدمی کے	آدمی	=	۱۹	جب	حسب
=	۶	غیر	غیر	۱۲۱	۱۰	صاریقا	طریقاً
=	۸	انتہیا جان	انتہیا - جار	=	۱۳	بین	میں
=	۱۰	اکرمہ	عکرمہ	=	۱۳	اسلامی	عسقلانی
=	۱۱	قال رسول	قال محمد رسول	=	۱۵	المدلی	المدنی
۱۰۶	۱	ما اخذت	ما اخذت	۱۲۲	۱	اسطرح	اسطرح کی
=	۴	درند کیے	درند یکا خرچ	=	۱۶	انتہی	انتہی
=	۵	غذیر کے جوڑ کا	غذیری کا	۱۲۳	۱۶	جواب	سوال
=	۱۸	صلی	علی	۱۲۸	۱۹	بعضیت	بعضیت
۱۰۷	۸	تشتقی	نسقی	۱۳۰	۱۰	حق	حق
۱۰۸	۴	رفندہ - صحیحہ	رفندہ - صحیحہ	۱۳۱	۵	بھی	یہ بھی
=	۱۰	غذیر	غذیر سے	۱۳۶	۱۰	رہے	کے
=	۱۹	کے - لے	کی لئی	=	۱۸	جنگ	سولے جنگ
۱۰۹	۹	(رسول)	لرسول	۱۳۷	۴	ہاے	ہانی
=	۱۷	مہوی	طھورا	۱۳۸	۴	منقول	مقتول

صفحہ	سطر	عناظ	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ
۲۰	۳	وہ راست	وہ راہ راست	۱۱	۱۱	قیل	۲۰
۲۱	۸	احقر	احضرا	۱۸	۱۸	ضمیمہ نفع	۲۱
۲۲	۴	بہتان ما	بہتان کا	۱۹	۱۹	نذیور	۲۲
۲۳	۱۱	اگرچہ	اگر	۵	۲۹۳	ناکور	۲۳
۲۴	۱۱	تکلی	کلی	۱	۲۹۴	تشیعہ	۲۴
۲۵	۳۰	یون نکیا	کیون نکیا	۲	۲	اجمال	۲۵
۲۶	۱۵	حقیقت	حقیقت	۱۳	۱۳	غفرلہ الغفار	۲۶
۲۷	۲	کیسا	کرنیکی	۱۵	۱۵	سترلہ الستار	۲۷
۲۸	۱۱	این	ہمہ	۱۵	۱۵	منصوصہ اشرف	۲۸
۲۹	۱	ولعنا	ولعنا	۶	۳۳۶	تفاوت	۲۹
۳۰	۶	وفی	ولما فی	۵	۳۳۱	و غیرہ	۳۰
۳۱	۱۳	مخالفت	السمخالف	۱۴	۳۳۵	اذلام	۳۱
۳۲	۱۶	تکفر	تکفر	۱۷	۳۱۹	یظنی	۳۲
۳۳	۱۲	الطایفتان	الطایفتین	۹	۳۰۶	ابی عبد القادر	۳۳
۳۴	۱۶	فرد	فردوا	۱۱	۳۰۸	۱۱	۳۴
۳۵	۱	مشرکون	امشرون	۳	۳۰۹	۳	۳۵
۳۶	۲	فرداً	فردوا	۱	۳۲۱	۱	۳۶
۳۷	۱	زان	زان	۱	۳۲۵	۱	۳۷

صحيح	غلط	صفحة	سطر	صحيح	غلط	صفحة	سطر
+	فانام بکر	١٤	=	مخلوق	مخلوقون	١٨	=
رکتین	رکتین	=	=	فالحقیقة	فالحقیقة	٤	٢٠٢
فانام بکر	فانام بکر	١	٢٢٢	من الامام	من الامام	٨	٢٠٢
الشیخان	الشیخان	٢	=	التذکرہ کتبت	التذکرہ	١٥	=
نہض	نہض	٨	=	للمعروف	المعروف	٤	٢٠٥
دووزن	کانون	١٠	=	خفتم	حصتم	١٥	=
اثانا	اثانا	٤	٢٢٣	تجدوا	تجدوا	١٤	=
+	مین	٩	=	لا تفرق	لا تفرق	١٣	=
بمید	بمید	١٨	=	من	مین	١٥	=
المی	المی	٦	٢٢٣	حقیقت	حقیقت	١٤	٢٠٨
دلکته	دلکته	١٠	=	کر	کر	١٠	٢٠٩
فلا درس	فلا درس	٥	٢٢٤	یا ابا	یا ابا	١٣	٢١٠
انفا	ایفا	١١	=	لکان	لکان	١٤	=
قعی	نضی	٥	٢٣٠	رسول	اصول	١	٢١١
ونتمته	ونتمته	٥	٢٣١	بام	ام	١٠	=
ولا	ولا	١٨	=	مشاة	مشاة	٥	٢١٢
بی	بی	١٩	٢٣٢	ایامہ	اباتہ	٢	٢١٣
تو	کو	٤	٢٣٥	استقبل	لستقبل	١٥	٢١٥
انقصد	العقد	١٣	٢٣٦	تسلمیہ	وتسمیہ	١٤	٢١٤
شان نزول	شان	١١	٢٣٤	تلقا	فلقاء	=	=
بمیل	بمیل	١٣	٢٣٦	بخاری	بخاری	١٩	٢١٨
مقضى	مقضى	١٨	=	بمیا	بمیا	=	٢٢٠
من بقره شان اولی	مین	٣	٢٣٠	بقمر	بقمر	=	=

من بقره شان اولی  
تسطیر جو ان بعد





## التماس مہتمم مطبع

چونکہ اس کتاب میں کارپردازان مطبع کی جانب سے غفلت و قورعیز  
آئی لہذا جا بجا مضامین میں تقدیم و تاخیر ہونے کے سبب ہندسے بڑا  
ہو گئے ہیں ناظرین ہندسہ کے ربط پر خیال فرماوین۔ ربط عبارت کا ملاحظہ  
کر لیں کیونکہ مہتمم نے خود اسکو ترتیب دیا ہے دفتر کا بھروسہ نہیں کیا

التماس۔ عاصی امام الدین احمد مہتمم پبلیکل پریس